

# دکنی نٹنیوں کا انتخاب

ڈاکٹر اشرف رفیع

# جملہ حقوق بحق مصنفہ محفوظ

اشاعت : مارچ ۱۹۸۹ء  
کتابت : نعیم اللہ سرورق سید عبدالرحیم قادری  
طباعت : دائرہ الکڑک پریس چھپتہ بازار  
تقدار : ۵۰۰  
قیمت : ۳۰ روپے

- 
- ملنے کا پتہ
- ڈاکٹر اشرف رفیع مکان نمبر 106-7-17 یا قوت پور حیدر آباد
  - الیاس ٹریڈرس شاہ علی بندہ حیدر آباد، پی
  - حسامیہ بک ڈپو پھلی کمان حیدر آباد
  - انجمن ترقی اردو بک ڈپو اردو ہال حمایت نگر حیدر آباد
  - دائرہ الکڑک پریس حیدر آباد

دکنی کی مایہ ناز محقق

پروفیسر سیدہ جعفر

کے نام

بصد خلوص

# فہرست

صفحات

۱۔ مقدمہ

۵

- ۱۔ انتخاب مثنوی کدم را ویدم را و ۱
- ۲۔ ۱۲ یوسف زلیخا ۱۲
- ۳۔ ۳۱ قلب مشتری ۳۱
- ۴۔ ۴۹ سیف الملوک و بدیع الجمال ۴۹
- ۵۔ ۶۳ ماہ پیکر ۶۳
- ۶۔ ۸۷ پھولین ۸۷
- ۷۔ ۱۱۰ گلشن عشق ۱۱۰
- ۸۔ ۱۳۱ علی نامہ ۱۳۱
- ۹۔ ۱۴۵ فرہنگ ۱۴۵



# مقدمہ

عربی میں ”مثنوی“ کا مادہ ثنیٰ ہے جس کے معنی ”دو“ کے ہیں۔ چونکہ مثنوی ہر شعر ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتا ہے اس لئے شعر کے دونوں مصرعوں کا خیال کر کے اس صنف کا نام مثنوی رکھا گیا۔ مثنوی کے لئے کچھ بحرین مختص ہیں مثلاً

۱۔ فعلن فعلن فعلن فعل بحر متقارب ضمن مخذوف الآخر

۲۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن فاعلان بحر زمل مسدس مخذوف

۳۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فعلاتن بحر زمل مسدس مخیون

۴۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن بحر ہزج مسدس مخذوف الآخر

۵۔ مفعولن مفعولن فعلن مفعولن مفعولن مفعولن بحر ہزج مسدس مقبوض

۶۔ فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن بحر خفيف مسدس مخذوف

۷۔ مفتعلن مفتعلن فاعلن فاعلاتن بحر سرلیج مسدس مخذوف

اُردو کی اکثر و بیشتر مثنویاں بحر متقارب ضمن مخذوف الآخر میں ہیں۔

دکن کی اکثر مثنویاں بھی اسی بحر میں ہیں۔

الطاف حسین حالی نے تمام اصناف سخن میں مثنوی کو ”کار آمد صنف بتلایا ہے یہ ایک ایسی صنف سخن ہے جس میں تقریباً تمام اصناف سخن کا لطف آجاتا ہے۔ اس میں غزل رباعی قطعات قصائد بھی ملتے ہیں اور موضوعاتی شاعری کا ربط و تسلسل بھی ملتا ہے۔ مثنوی میں شاعر کو کئی باتوں کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ چونکہ مثنوی میں کسی واقعہ یا قصہ کو پیش کیا جاتا ہے اس لئے مثنوی نگار کے لئے ضروری ہے کہ وہ قصہ گوئی کے اصول و شرائط کو پیش نظر رکھے قصہ گوئی کی اولین شرط واقعہ کا تسلسل ہے اس لئے مثنوی میں ارتباط خیال لازمی ہے۔ ربط اور تسلسل کے لئے پلاٹ کی ترتیب اہمیت رکھتی ہے پلاٹ اس طرح ترتیب دیا جائے جس سے قصہ فطری انداز میں آگے بڑھتا رہے اس کے لئے شاعر کو قصہ کے آغاز و درج اور انجام میں ڈرامائی تاثر پیدا کرنا پڑتا ہے۔ یہ ڈرامائی تاثر حیرت، کشمکش اور انسانی تجربات اور خیالات اور جذبات کے اظہار سے پیدا ہوتا ہے۔ مثنوی کی زبان کا سادہ سلیس

اور پُر لطف ہونا ضروری ہے ورنہ قصہ میں دلچسپی باقی نہیں رہ سکتی۔

اردو میں باضابطہ مثنوی نگار کا آغاز بہمنی دور سے ہوتا ہے اس سے پہلے شمالی ہند میں صوفیائے کرام کی لکھی ہوئی کچھ نظمیں مثنوی کے فارم میں ملتی ہیں مثنوی کے ان ابتدائی نمونوں میں کوئی قصہ یا کہانی نہیں ہوتی تھی بلکہ مذہبی اور صوفیانہ خیالات یا پسند و ناصائح پیش کئے جاتے تھے۔ نویں صدی ہجری کے اواخر میں قطب الدین کی یہاں "برگِ دلق" کے نام سے ایک نظم ملتی ہے۔ جسے ہم شمالی ہند میں مثنوی کا پہلا نمونہ کہہ سکتے ہیں۔

دکن کے شاعروں نے مثنوی کی صنف پر خصوصی توجہ کی۔ اپنے ابتدائی زمانے ہی سے اردو مثنویاں خیالات، موضوعات اور اسالیب کے لحاظ سے متنوع ملتی ہیں۔ ان میں مذہبی مثنویاں بھی پائی جاتی ہیں، رزمیہ اور برہمچاری، علامہ الدین خلجی، اور پھر محمد تغلق کے زمانہ میں علامہ اور صوفیا کی ایک بڑی تعداد شمالی ہند سے دکن آکر آباد ہو گئی تھی و رشد و ہدایت اور تعلیم و تربیت کی خاطر انہوں نے عربی اور فارسی کو ترک کر کے یہاں کی عوامی زبان میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا

۱۴۷۷ھ تا ۱۴۷۸ھ میں بہمنی سلطنت کے قیام کے بعد بہمنی بادشاہوں نے سیاسی استحکام اور ملکی انتظامات کے ساتھ ساتھ علم و ادب کے فروغ میں بھی دلچسپی لی۔ محمد شاہ بہمنی (۱۳۷۸ تا ۱۳۹۷) نے حافظ شیرازی کو دکن آنے کی دعوت دی تھی۔ فیروز شاہ بہمنی (۱۳۹۷ تا ۱۴۲۲) کے عہد میں بہت سے علماء و صوفیا دکن آئے جن میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بھی شامل ہیں۔ احمد شاہ بہمنی (۱۴۲۲ تا ۱۴۳۵) کے دور حکومت میں شیخ آذری نے بہمنی نامہ تصنیف کیا۔ بہمنی دور ہی میں شمالی ہند سے آئی ہوئی زبان دکن کے لسانی اور تہذیبی ماحول میں نشوونما پا کر اپنی ایک الگ شناخت بنا رہی تھی جسے آگے چل کر دکن کا نام دیا گیا اس زبان میں سب سے پہلی جو مثنوی ہمیں ملتی ہے وہ قمر دین نظامی بیدری کی مثنوی "و کدم راؤ و پدم راؤ" ہے یہ مثنوی احمد شاہ ولی بہمنی کے عہد (۸۲۵ھ - ۸۳۸ھ ۱۴۲۲ء - ۱۴۳۵ء) میں لکھی گئی۔ احمد شاہ ولی بہمنی سلطنت کا نواں بادشاہ تھا۔ مثنوی کدیم راؤ پدم راؤ ایک محققہ داستان ہے۔ دوسری مثنوی اشرف کی توسل (۵۹۹ھ) کی تصنیف ہے اور اس میں امام حسینؑ کی شہادت اور واقعہ کربلا کو غفلت

گیات ہے۔ بہمنی سلطنت کے دور اقتدار میں شاہ فیروز شمس العشق کی ترن

خوش نقر، اور مغز مغرب ملتی ہیں۔ ان نظموں میں شاہ مراد جی خدا سنانے کی انداز میں تصویق اور معرفت کے مسائل سمجھا گئے ہیں۔ مغز مغرب میں نقوف کے اعلیٰ منازل اور نکات کی تشریح کی گئی ہے۔ بہمنی دور کی ان مثنویوں کا اگر جائزہ لیں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس دور میں مذہبی مثنویوں کا عام رواج رہا ہے۔

۱۵۲۷ء میں بہمنی سلطنت کے خاتمہ کے بعد بیجاپور میں عادل شاہی، گولکنڈہ میں قطب شاہی، احمد نگر میں نظام شاہی، بیدر میں برید شاہی اور برار میں عماد شاہی سلطنتیں قائم ہوئیں۔ مغلوں کے مسلسل حملوں کے باعث آخری تین سلطنتیں زیادہ عرصہ پاسکیں۔

۸۹۵ھ ۱۴۹۰ء میں یوسف عادل شاہ نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر کے عادل شاہی سلطنت قائم کی اور بیجاپور کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ اس حکومت کے سبب ہی بادشاہ علم و ادب کی سرپرستی کرتے تھے اور وہ خود بھی شاعر ادیب اور فن کار تھے۔ عادل شاہی دور میں بہت سے علمبردار اور فضلاء مورخ اور شعرا سب و ایران سے بیجاپور آئے۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی (۹۸۸ - ۱۰۳۷ھ ۱۵۸۰ - ۱۶۲۷) کے دور حکومت میں دکنی زبان کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ بادشاہ کے دربار میں عالم و فاضل مصاحبین ہمیشہ موجود رہتے تھے۔ ابراہیم خود بھی شاعر، خطاطی اور خصوصاً فنِ موسیقی میں بڑا کمال رکھتا تھا۔ اس کے عہد میں مثنوی نگاری کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ دکنی کے بیجاپور اسکول میں عبدل، امین مقیمی، صنعتی ملک خوشنود حسن شوقی رسمی اور لفرتی جیسے شعرا نے اپنے بے نظیر شعری و ادبی کارنامے چھوڑے ہیں۔ عبدل کا ابراہیم نامہ، امین کی بہرام حسن بالو مقیمی کی چنبر بدن و دیوار، صنعتی کی قہد بے نظیر، ملک خوشنود کی جنت سنگھار حسن شوقی کی مثنوی فتح نامہ نظام شاہ رسمی کا خادر نامہ اور لفرتی کی گلشن عشق علی نامہ اور تاریخ اسکندری عادل شاہی دور کی مشہور و معروف مثنویاں ہیں۔ عبدل نے ”ابراہیم نامہ“ بادشاہ کی فرمائش پر منظم کیا۔ جس میں ابراہیم عادل شاہ کو ایک جامع صفات شخصیت کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ مثنوی ایک لحاظ سے نیم تاریخی سوانح ہے جو اس دور کے تہذیبی سماجی اور ادبی مہفوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ اسی سے اس مثنوی کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ شاعر کو اس مثنوی میں کئی بالوں کا لحاظ رکھنا فردری تھا سب سے پہلے تو بادشاہ کی خوشنودی، دوسرے بادشاہ خود اس مثنوی کا ہیرو ہے جس کی ذات و صفات کے

بیان میں زبان اور قلم کی جنس بے بہار نہیں ہو سکتی۔ تیسرے اس دور کی تاریخ اور تہذیب طرز معاشرت، رقص و موسیقی فن تعمیر اور شاہی دربار اور مجلس آداب لباس و زین و سب کو اپنی گرفت میں لیتا تھا اور پھر فن شعر میں بھی اپنا کمال دکھاتا تھا۔ عبداللہ نے اس مثنوی میں ”اموگ رتن“ سجا دیے ہیں۔ اس مثنوی میں شاعر نے ہندی اسلوب کی جگہ فارسی کو دینے کی کوشش کی ہے اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اسے جس شخصیت کا اظہار کرنا تھا اور جس دور کی تاریخ اور تہذیب پیش کرنا تھا اس کے لئے ہندی اسلوب سبک پڑتا تھا شاعر نے اس مثنوی میں جگہ جگہ قصیدہ آرائی بھی کی ہے جس کے لئے فارسی آہنگ اور اسلوب کا سہارا ضروری تھا۔

کمال خاں رستمی کا خاورنامہ جو عیس ہزار اشعار پر مشتمل ایک طویل مثنوی ہے یہ ایک فرضی داستان ہے جس میں ۲۲۶ ایواب آئے ہیں فارسی خاورنامہ ابن حمام نے (۸۷۵ھ - ۱۲۷۰) میں شاہنامہ فردوسی کے اتباع میں لکھا تھا اس کے تقریباً پونے دو سو سال بعد سنہ (۱۰۵۰ھ - ۱۶۴۰) میں رستمی نے فارسی خاورنامہ کو سامنے رکھ کر اس کا رکنی ترجمہ کیا ہے۔ یہ ادبی کام ملکہ خدیجہ سلطان کی فرمائش پر ہوا تھا رستمی نے بیڑھ سال کے عرصہ میں اس ترجمہ کو مکمل کیا جس کے صلہ میں ملکہ نے اسے انعام و اکرام عطا کیا یہ ترجمہ آزاد نہیں ہے بلکہ پابند ہے اس کا قصہ داستان امیر حمزہ سے ملتا جلتا ہے مگر اس مثنوی کا مرکزی کردار حضرت علیؑ ہیں۔

خاورنامہ داستانی انداز کی ایک رزمیہ مثنوی ہے جس میں مذہبی رنگ کے ساتھ ساتھ مختلف کیفیات جذبات و احساسات ایقان اور ایمان کی عکاسی کی گئی ہے طویل مثنوی ہونے کے باوجود خاورنامہ (دکنی) کے زبان و بیان میں دلکشی اور دلقریبی ربط اور تسلسل ہے خاورنامہ دکنی ذخیرۃ الفاظ کا ایک خزانہ ہے۔

صنعتی محمد عادل شاہ کے دور (۱۰۳۷ھ - ۱۰۶۷ھ - ۱۶۲۸ - ۱۶۵۶) کا شاعر ہے قصہ بے نظیر میں اس نے محمد عادل شاہ کی مدح کی ہے خاورنامہ کی مقبولیت کی وجہ سے اس دور کے شاعروں میں مثنوی بڑی مقبول صنف سخن تھی صنعتی کو جب اس بات کا شدید احساس ہوا کہ اسے ہرگز گزاردی اور کوئی قابل قدر کارنامہ انجام دیا اور نہ ہی اپنی کوئی یادگار چھوڑی ہے تو اس نے مثنوی

لکھنے کی ٹھان لی۔ قصہ بے نظیر (۱۰۵۵ م ۱۶۲۵ء) میں حضرت تیمم انصاری کے حالات و واقعات لکھے ہیں یہ عجیب و غریب بلکہ ~~فحش~~ فرسی واقعات ہیں۔ جو مشنوی کی داستانوں کی فضا کو تو سنوارتے ہیں لیکن حضرت تیمم انصاری کے سوانح سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ صحتی کا کمال یہ ہے کہ اس نے بہت کچھ خیالی اور فرسی واقعات کو اپنے تحسن بیاں زور کلام اور اسلوب اور آہنگ سے صداقت کا رنگ دے دیا ہے۔

ملک خوشنود خدیجہ سلطان کے جہیز میں گو لکندہ سے بیجاپور آیا تھا اپنی ذاتی قابلیت سے اس نے سلطان بیجاپور کا تقرب حاصل کیا اور گو لکندہ میں بیجاپور کی سفارت بھی انجام دی۔ ساتھ ہی ساتھ ملک خوشنود اس دور کا ایک ممتاز شاعر تھا۔ سلطان محمد عادل شاہ کی فرمائش پر اس نے امیر خسرو کی یوسف زلیخا اور بہشت بہشت کو دکن میں منتقل کیا ہے۔ جنت سنگھار امیر خسرو کی فارسی کی مشنوی بہشت بہشت کا دکن میں آزاد ترجمہ ہے۔ یہ مشنوی ۱۰۵۰ھ ۱۶۴۰ء میں مکمل ہوئی۔ ملک خوشنود نے اپنے ایک شعر میں اس کا نام خود جنت سنگھار لکھ دیا ہے۔  
امو لک بے بدل جیوں در نگار ہے = جم اس کا ناؤں سو جنت سنگھار ہے

یہ مشنوی امیر خسرو کی بہشت بہشت کا شعر بہ شعر ترجمہ ہے جو آگے چل کر ~~بہشت~~ آزاد ترجمہ ہوتا جاتا ہے۔ جنت سنگھار ایک معرکہ الارا فارسی کا ترجمہ کا ترجمہ ہے مگر ملک خوشنود اس کے ساتھ انصاف نہ کر سکا شاید اس کی شاعرانہ طبیعت ترجمہ کی پابندی نہیں کر سکتی تھی اس لئے مشنوی کے آغاز میں لکھی حمد و نعت اور منقبت میں شاعر نے اپنا کمال دکھایا ہے اس مشنوی کا اہم کردار شاہ بہرام ہے۔ شاہ بہرام گولڈ کے بارے میں دکن میں دو مشنویاں لکھی گئیں ہیں۔ دوسری مشنوی بہرام و حسن بالو کے عنوان سے امین نے نظم کی ہے جسے امین کی وفات کے بعد (۱۰۵۰ م ۱۶۳۹ء) میں ایک دوسرے شاہو دولت نے مکمل کیا۔ امین نے مقیمی کی چند ردین و مہیار سے متاثر ہو کر بہرام گور اور حسن بالو لکھنی شروع کی تھی۔

یہ ایک میرے دل پر آیا خیال قصہ یک لکھوں میں مقیمی شاہ  
یہ ایک عشقیہ مشنوی ہے جس میں رزم و بزم کی مختلف کیفیات قلمبند کی گئی ہیں۔ اسکا

قصہ دلچسپ اور رنگین ہے۔ اس مثنوی کی زبان فارسی اسلوب سے قریب تر ہے۔  
 فتح نامہ نظام شاہ حسن شوقی کی ایک رزمیہ مثنوی ہے جو جنگ تالیکوٹ  
 کی فتح (۱۵۷۶ء ۱۵۷۷ء) کے موقع پر تصنیف ہوئی ہے اس مثنوی میں حسن نظام  
 شاہ کو ایک فاتح کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ "فتح نامہ" میں فوجی جنگ کے بارے میں  
 بہت سی معلومات اکٹھا کر دی گئی ہیں۔ یہ مثنوی ایک تاریخی مثنوی ہے۔ جس میں اس زمانے  
 کے سیاسی تہذیبی اور معاشرتی حالات کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس مثنوی کے مطالعہ  
 سے شوقی کی قادر الکلامی کا اندازہ ہوتا ہے۔ حسن شوقی کی دوسری مثنوی "میزبان  
 نامہ" ہے جو سلطان محمد عادل شاہ کی شادی کے موقع پر لکھی گئی ہے۔ اس مثنوی میں  
 اس دور کے سماجی اور تہذیبی نقش و نگار ابھرتے ہیں۔

اس مثنوی میں حسن شوقی نے زبان و بیان کا بڑا کمال دکھایا ہے۔ سنہ  
 ۱۰۳۷ھ۔ ۱۰۵۰ھ کے درمیان مہدی نے مثنوی چندر بدن و مہیار لکھی۔ اس کا قصہ  
 اس زمانے میں بہت مشہور تھا اس قصہ کے متعلق شاہ بکلی نے تیرک محبوبہ میں لکھا  
 ہے کہ سیسور کے راستہ میں انہوں نے ایک ایسی قبر دیکھی جس پر دو لعویزیں تمغیں  
 دریافت کرنے پر لوگوں نے ایک ایسا قصہ سنایا جیسا کہ چندر بدن و مہیار کا ہے  
 قصہ کی ندرت نے مثنوی میں تجسس اور شوق کو آگے بڑھایا ہے قصہ  
 خالص عشقیہ ہے شاعر نے ساری توجہ قصہ پر صرف کی ہے اس کے باوجود  
 مثنوی میں جذبات، احساسات اور شاعرانہ تخیل کی فراوانی ہے۔

اس قصہ کی دکن میں مقبولیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے  
 کہ محمد باقر آگاہ کی مثنوی "غزاقب عشق" سید محمد والد کی مثنوی "طالب و مہوش"  
 کا قصہ بھی چندر بدن و مہیار سے ملتا جلتا ہے۔ میر کی مثنوی "دریا کے عشق" اور  
 مصحفی کی "بحر الحبیب" بھی کچھ اس سے ملتی جلتی مثنویاں ہیں۔ چندر بدن و مہیار میں  
 دو تہذیبوں کی آمیزش ہے اسی لحاظ سے فارسی اور ہندی دو اسالیب کا امتزاج بھی  
 ملتا ہے۔

عادل شاہی دور کے آخری زمانے میں نصر قی جیسا ماہر رزم و بزم شاعر پیدا  
 ہوا جس نے ایک رزمیہ مثنوی گلشن عشق نظم کی اور ایک رزمیہ مثنوی علی نامہ لکھی جس کے

بعد ایک تاریخی مثنوی بعنوان تاریخ اسکندری منظوم کی  
شیخ احمد گجراتی کے بیٹے محمد بن عاجز نے یوسف زلیخا (۱۰۴۲ھ - ۱۲۳۲ھ)  
اور ملی مجنوں (۱۰۴۶ھ - ۱۲۳۶ھ) دو اہم مثنویاں لکھیں۔ یوسف زلیخا سلطان محمد عادل شاہ  
کے ملاحظہ میں پیش کی گئی تھی۔ عاجز کی مثنوی یوسف زلیخا کی ترتیب وہی ہے جو شیخ  
احمد گجراتی کی مثنوی کی ہے۔ احمد گجراتی کی مثنوی قطب شاہی عہد کی پہلی مثنوی ہے عاجز  
کی مثنوی اس سے تقریباً نصف صدی بعد کی ہے اس لئے اس میں زبان اور  
اسلوب کی صفاتی زیادہ ہے۔

عاجز کی دونوں مثنویاں مختصر روں اور نارسا اسلوب سے قریب تر ہیں۔ ان  
دونوں مثنویوں کے کردار عربی ہیں لیکن عاجز نے انہیں ہندوستانی تہذیب اور ماحول  
میں پیش کیا ہے۔ عاجز اور متقی کی مثنوی کے طرز نے بیجا پور کی مثنویوں کو اسلوب  
کے اعتبار سے قطب شاہی مثنویوں سے قریب کر دیا۔ دراصل یہ تبدیلی خواہی کی مثنوی  
سیف الملک و بدیع المجال کے بعد ہی سے بیجا پور میں محسوس ہونے لگی ہے جبکہ خواہی  
بحیثیت سیف گوگندہ سے بیجا پور گیا تھا۔

شاہ امین الدین علی اعلیٰ برہان الدین جہانم کے فرزند اور خلیفہ تھے آپ نے  
سلوک و معرفت کے موضوعات میں نثر اور نظم میں کئی رسائل لکھے۔ حضرت شاہ امین الدین  
اعلیٰ سے کئی مثنویاں منسوب ہیں۔ ان میں "رموز السالکین" نظم وجودیہ اور "نظم قریب"  
شامل ہیں پیر الہاشمی بیجا پور کے آخری زمانے کا ایک مشہور شاعر ہے۔ یہ بڑا پرہیزگار  
شاعر تھا اس کی ایک مثنوی "یوسف زلیخا" مشہور ہے۔ اسی زمانہ کا ایک اور  
شاعر ایاضی تھا جسے زیادہ تر تذہبی نظمیں لکھی ہیں اس کی ایک مثنوی "نبات  
نامہ" ہے۔ سکندر عادل شاہ کے دور انتشار میں جو عادل شاہی عہد کا آخری حکمران  
تھا دو اور مشہور شاعروں کے نام آتے ہیں ایک سیرا جس نے فارسی مثنوی  
روضۃ الشہداء کو اردو میں نظم کیا اور دوسرا موسیٰ جس نے "مخمس نامہ" میں حضرت  
سید محمد جوہوری کے حالات لکھے ہیں۔

قطب شاہی عہد حکومت ۹۲۴ھ - ۱۵۱۸ء سے شروع ہوتا ہے قطب شاہی  
بادشاہوں نے دکنی زبان و ادب کی دل کھول کر خدمت کی۔ گوگندہ کے شاعروں

نے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے خاص طور پر مثنویوں میں قطب شاہی شاعر  
نے بڑے اہم کارنامے انجام دیے ہیں۔ یہ مثنویاں زیادہ تر مذہبی حقیقت پر مبنی  
ہیں۔ اس دور کے آغاز میں محمود مسلمان خلی اور فیروز کے نام ملتے ہیں لیکن مثنوی  
کے میدان میں ان کے کوئی کارنامے دستیاب نہیں ہیں فیروز کا پرت نامہ "پرو فیض مسعود  
خان نے ترتیب دے کر شائع کر دیا ہے پرت نامہ میں فیروز نے حضرت شیخ عبدالقادر  
جیلانی کی صفہ منقبت اور اپنے مرشد شیخ ابراہیم مخدوم کی مدح کی ہے۔ پرو فیض مسعود  
خان کی رائے میں پرت نامہ کوئی اہم کارنامہ نہیں ہے۔ قطب شاہی عہد کی سب  
سے پہلی مثنوی جو اب تک دریافت ہوئی ہے وہ احمد گجراتی کی "یوسف زلیخا" ہے  
اس مثنوی کو پرو فیض سیدہ جعفر نے مرتب کر کے ۱۸۸۳ء میں شائع کر دیا ہے شیخ  
احمد گجراتی کی دوسری مثنوی نیلی بھون ہے۔

شیخ احمد گجراتی محمد قلی قطب شاہ کے زمانہ میں گجرات سے گوکنڈہ آیا تھا  
اس کا ذکر تفصیل سے بعد میں آئے گا۔ نیلی بھون اور یوسف زلیخا کے بعد محمد قلی قطب  
شاہ کے عہد میں ہی بادشاہ کے انتقال سے دو سال قبل وجہی نے قطب مشتری لکھی  
لکھی جو اپنے موضوع اور اسلوب کی وجہ سے دکن کی اہم مثنوی سمجھی جاتی ہے  
۱۶۱۱ء میں محمد قلی قطب شاہ کے انتقال کے بعد اس کا بھتیجا اور داماد محمد قطب  
شاہ تخت نشین ہوا۔ محمد قطب شاہ نے ہی محمد قلی قطب شاہ کے کلیات مرتب کیا۔ یہ  
بڑا متقی بادشاہ گزرا ہے ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۵ء میں محمد قطب شاہ کے فرزند عبداللہ  
قطب شاہ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ عبداللہ قطب شاہ بڑا علم دوست بادشاہ  
تھا اور خود بھی شاعر تھا دکنی نثر کا پہلا لازوالی نثری کارنامہ "سب رس" اسی کے  
عہد میں وجہی نے انجام دیا ایران کے بڑے بڑے علماء عبداللہ قطب شاہ کے  
دربار سے وابستہ تھے۔ اور دکن کے نامور شاعر وجہی خواص ابن شاطی  
ہندہ طبعی حضرت شاہ راجہ جمنی۔ اسی دور میں نکر سخن اور نظم نگاری میں مہر دھ  
تھے۔ خواصی نے اسی عہد میں تین مثنویاں سیف الملوک و بدیع الجمال غیاث ستون اور  
طوطی نامہ لکھیں۔ وجہی کی مثنوی قطب مشتری نے گوکنڈہ میں دیپنام مقام بنایا تھا تو  
خواصی کی مثنوی سیف الملوک و بدیع الجمال سنظمہ ۱۶۲۵ء نے شعرائے بجا پور



سے بھی اپنا لوہا منوالیا یہ مشنوی قصہ الف لمیلہ سے ماخوذ ہے خواص کی مشنوی  
 مینا ستونئی ہے جو ایک فارسی داستان کا ترجمہ ہے اس مشنوی کی خصوصیت یہ  
 ہے کہ اس کے کردار ہندو ہیں لیکن اپنے انداز فکر اور طرز معاشرت میں مسلمان ہیں  
 اس میں خصوصیت سے عورتوں کی زبان ان کے محاورے اور ان کے مختلف کردار ملتے  
 ہیں۔ خواص کی تیسری مشنوی طوطی نامہ خلیار الدین جنبی کی تصنیف فارسی طوطی نامہ  
 سے ماخوذ ہے یہ مشنوی بھی عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں ۱۶۳۹ء میں لکھی گئی۔  
 اس مشنوی کی زبان خواص کی پچھلی دونوں مشنویوں سے زیادہ سمجھی ہوئی ہے۔ اسی  
 زمانے میں ابن نشا طمی نے اپنی مشنوی پھول بن منگھم کی جو بسا میں الانس سے ماخوذ ہے  
 یہ ایک عشقیہ مشنوی ہے اسی دور کے ایک اور شاعر احمد جلیدی نے ماہ سیکر (۱۶۵۳ء)  
 کے نام سے ایک مشنوی تصنیف کی یہ بھی ایک عشقیہ داستان ہے جس میں اسلامی باول  
 چھایا ہوا ہے۔ خواص کی مینا ستونئی کو اپنے زمانے میں بڑی شہرت حاصل ہو گئی تھی  
 مگر مشاعروں نے اس قصہ کو نظم کیا ہے مہدوی نے مینا دلورنگ کے نام سے ایک مشنوی  
 ۱۶۶۹ء میں فلہند کی اس مشنوی کی زبان خواص کی زبان سے زیادہ نکھر کر سہجی ہے  
 قطب شاہی عہد کا آخری تاجدار ابوالحسن تانا شاہ ۱۶۷۲ء میں تخت نشین ہوا  
 اس دور کی دستیاب مشنویاں عبداللہ قطب شاہ محمد علی قطب شاہ کے عہد کی مشنویوں  
 کے مقابل بہت کمزور ہیں۔ اس دور کا اہم شاعر طبعی ہے اس نے مشنوی ”  
 بہرام دگل اندام“ ۱۶۷۰ء میں رقم کی یہ شاہ بہرام گور کو موضوع سخن بنانے  
 والی تیسری دکنی مشنوی ہے۔ پہلی مشنوی امیر خسرو کھبشت بہشت کا دکنی ترجمہ ملک خوشنور  
 کی جنت سنگھار اور دوسری امین کی ”بہرام حسن بانو“ ہے۔ یہ دونوں مشنویاں  
 عادل شاہی دور کی یادگار ہیں طبعی نے نظامی کی بیعت پیکر کا سہارا لیا ہے۔  
 ”بہرام دگل اندام“ اس دور کی بہترین مشنوی کہی جا سکتی ہے جس کی فنی اور  
 ادبی سطح بہت بلند ہے۔

اس دور کے ایک شاعر محب نے ”معجزہ فاطمہ“ ایک مشنوی لکھی۔  
 محب کا ہم عصر ایک عالم شاعر شیخ داؤد ضیعفی بھی تھا اس نے زیادہ تر مذہبی  
 کتابیں لکھی ہیں اس کی مشنوی ہدایات الہندی ایک مذہبی مشنوی ہے جس میں قرآن

۱۲  
 اور حدیث کی روشنی میں تصوف کے مسائل سمجھائے گئے ہیں قطب شاہی عہد کے آخری  
 زمانے میں سیوک نے جنگ نامہ محمد حنیف کے نام سے ایک طویل مثنوی لکھی۔  
 اسی کے آس پاس دو اور مذہبی مثنویاں لکھی گئیں ایک قدرتی کی طویل مثنوی  
 قصص الانبیاء اور اولیاء کی قصہ ابو شحہ ہے۔ ابو الحسن تانا شاہ کے زمانے میں  
 جو مثنویاں لکھی ہیں ان میں مذہبی مثنویاں زیادہ ہیں آخر میں ایک عشقیہ مثنوی فائز کی  
 رضوان شاہ و روح افزا (۱۶۸۲ء) میں ملتی ہے جس کا قصہ قدیم عشقیہ داستانوں  
 سے ملتا جلتا ہے۔ یہ قطب شاہی عہد کی آخری مثنوی ہے اور دکنی اردو کو رخنہ سے  
 لانے والی پہلی مثنوی ہے۔ اس مثنوی سے قبل تمام مثنویوں کے عنوانات دکنی یا فارسی  
 شعر میں لکھے گئے ہیں۔ لیکن رضوان شاہ اور روح افزا میں فائز نے عنوانات اردو  
 نثر میں دیے ہیں یہ اس کی جدت ہے۔ اس دور میں مذہبی مثنویوں کی کثرت ہے اس  
 ذہنیت کا پتہ چلتا ہے کہ دور انتشار میں شاعر عام زندگی سے فراہم چاہتا ہے اور اس میں  
 مذہبی رجحانات بڑھ جاتے ہیں۔

دکن میں بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد جو باج ریاستیں قائم ہوئیں ان میں  
 عادل شاہی اور قطب شاہی دو دکنی سلطنتوں کو لسانی اور ادبی اعتبار سے  
 زبردست اہمیت حاصل ہے۔ ان حکومتوں کے بادشاہ ذی علم صاحب ذوق  
 فنون لطیفہ کے شیدائی، علم موسیقی کے ماہر اور علم و فن اور شعر و ادب کے سرپرست  
 تھے۔ کئی شاعر ان کے دربار سے وابستہ تھے۔ بیجاپور اور گولکنڈہ میں ہر  
 صنف سخن میں ان شاعروں نے طبع آزمائی کی۔ بیجاپور میں نسبتاً زیادہ مثنویاں لکھی  
 گئیں۔ مگر بیجاپور کی مثنویوں کو سمت و راہ دکھانے والی مثنویاں گولکنڈہ میں  
 لکھی گئیں۔ مثلاً غواصی کی مثنوی سیف الملوک و بدیع الجمال نے مقیمی کو چند بدلتا و ہمایا  
 لکھنے پر اکسایا۔ مقیمی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

تبتع نحو امی کا بانڈیا ہوں میں سخن مختصر کیا کے ساندیا ہوں میں  
 مقیمی کی اس مثنوی نے بیجاپور کی مثنویوں کے اسلوب و آہنگ کو بہت متاثر کیا یہاں  
 سے فارسی کا اثر بیجاپور کی مثنویوں میں نمایاں نظر آتا ہے اس سے پہلے بیجاپور کا  
 ادب ہندی بلکہ سنسکرت الفاظ اور ہندو صنمیات سے قریب تھا اس کی ایک وجہ

تو یہ بھی کہ بیجا پور کے شاعر شمالی ہند میں مروج فارسی لسان و ادب اور اس کے  
اثرات سے محفوظ رہنا چاہتے تھے ان میں سے زیادہ تر وہ لوگ تھے جو بہمنی  
عہد میں شمال سے آئے تھے مگر آفاقی کے بجائے دکنی کہلانا پسند کرتے تھے  
اس لئے بہمنی دور میں اور عادل شاہی دور میں وقتاً فوقتاً دکنی اردو سرکاری  
زبان رہی جس پر مقامی اثرات زیادہ رہے۔ دوسری وجہ یہ کہ عادل شاہی  
سلطنت کے بانی یوسف عادل شاہ نے بیجا پور کے ایک زمیندار کھنڈ رائے کی  
لڑکی بولہ جی خاتون سے شادی کی تھی۔ اس طرح مشترکہ تہذیب اور زبان کو اس  
عہد میں اپنے آغاز ہی سے فروغ ہوا۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے بارے میں  
تاریخوں میں لکھا ہے کہ وہ فارسی جانتا تھا مگر بولتا نہیں تھا اس کے برخلاف اسے  
ہندی زبان، ہندو دیوالا اور ہندوستانی موسیقی سے بڑا اگرا لگاؤ تھا۔ اس نے  
ہندوستانی اور ایرانی موسیقی کے امتزاج سے کئی راگیں ترتیب دیں۔  
اسے سرسوتی سے بڑی عقیدت تھی۔ ایک دنیا اسے جگت گرو کہتی تھی۔  
اس کے بیشتر گیتوں میں سرسوتی، اندر، شو، پاربتی، گنیش، رام کشن اور بلکش  
کا بار بار ذکر آتا ہے۔ دوسری عظیم دکنی سلطنت گوکنڈ شاہ کے بادشاہ  
قراوینو قبیلہ کے ترکی النسل تھے۔ ان کے دربار میں ایران سے آئے ہوئے  
مشہور و ممتاز عالم فاضل مثلاً پشیوائے سلطنت میر محمد مومن استرآبادی اور  
وزیر اعظم علامہ ابن خاتون آملی، مرزا محمد سعید میر حلیہ بھی تھے۔ ملا علی بن طلیوز اور  
حسین آملی حکومت میں اہم عہدوں پر فائز تھے۔ یہاں کی تہذیب پر ایرانی  
اثرات نمایاں طور پر نظر آتے ہیں دبستان گوکنڈہ کے ادب اور خاص طور  
پر مشنویوں میں پراکرتی الفاظ کے ساتھ عربی اور فارسی الفاظ کثرت سے ملتے ہیں  
اسالیب آہنگ اور عروض بھی فارسی ہی ہے جبکہ عادل شاہی دور کے ادب میں  
ہندی اسلوب اور عروض کی طرف زیادہ رجحان ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گوکنڈہ کی  
مثنویاں آج بھی آسانی سے پڑھی جاتی اور سمجھی آتی ہیں۔  
شیخ احمد گجراتی کی یوسف زلیخا نظامی بخوی کی فارسی مثنوی یوسف زلیخا کا ترجمہ  
ہے۔ دکنی کی اکثر مثنویاں طبعزاریا تاریخی اور قرآنی قصص پر مبنی ہیں

غواصی نے گو لکندہ اسکول میں سب سے پہلے آزاد ترجموں کو رواج دیا اور فارسی عربی اور ہندی کے ادبی کارناموں سے مواد حاصل کیا۔ غواصی کی مثنوی مینا ستوتی کا پلاٹ داؤد کی اودھی نظم "چندانی" سے لیا گیا ہے۔ مثنوی "سیف الملوک" و بدیع الجہاں "کھوڑی سی کمی و بیشی کے ساتھ الف لیلیٰ سے ماخوذ ہے۔ اس کی تیسری مثنوی "طوطی نامہ" بخشی کے فارسی طوطی نامہ پر مبنی ہے۔ جس کی اصل سفسکت کی سیما شیکا ہے۔ عاجز کی لیلیٰ مجوں کی اصل "کی فارسی" مثنوی ہے ملک خوشنوی کی جنت سنگار امیر خسرو کی بہشت بہشت کا ترجمہ ہے۔ فارسی کی مشہور مثنویوں کی بنیاد پر ہی امین نے بہرام و حسن بانو اور طبعی نے بہرام و گل اندام لکھی۔ رستمی نے اپنی مثنوی "خاور نامہ" ملک خدیجہ سلطان کی فرمائش پر ابن حمام کے خاور نامہ کو سامنے رکھ کر نظم کیا۔ ہندی سے ماخوذ مثنویوں میں نصرتی کی مثنوی "گلشن عشق" کو اہم مقام حاصل ہے۔ دکنی مثنویوں میں رزمیہ اور ہزمیہ دونوں مثنویاں شامل ہیں۔ رزمیہ مثنویاں زیادہ تر تاریخی ہیں۔ ان مثنویوں میں تہذیبی عناصر کی بھی عکاسی ملتی ہے مثلاً حسن ستوتی کی فتح نامہ نظام شاہ فیروزی نامہ اور نصرتی کا علی نامہ اور عادل شاہی عہد کے ابتدائی دور کی مثنویاں ہذیبی زیادہ ہیں۔ اور گو لکندہ کے آخری بادشاہ ابوالحسن تانا شاہ کے عہد میں مذہبی مثنویاں ترجیح ملتی ہیں۔ دکن میں عشق مثنویوں کی روایت بہت مضبوط ہے یہاں کی شعری ذخیرہ پر جذبہ عشق کی کار فرمائی زیادہ نظر آتی ہے۔

دکنی مثنویوں میں دکنی تہذیب اور مقامی عناصر کی عکاسی کی گئی ہے۔ بیجا پور کی مثنویوں میں خاور نامہ (رستمی) قصص الانبیاء (قدرتی) جنت سنگھار (ملک خوشنود) گلشن عشق (نصرتی) علی نامہ (نصرتی) یوسف زلیخا (باسمعی) اور دبستان گو لکندہ کی مثنویوں میں دجہی کی تطبیق مثنوی غواصی کی سیف الملوک و بدیع الجہاں ابن نشا طہ کی بیوہ بن طبعی کی بہرام و گل اندام ایسی مثنویاں ہیں جن میں دکنی کی تہذیب اور طرز معاشرت کے ایک ایک پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے۔ دکنی مثنویوں میں شاہانہ طمطراق کے ساتھ ساتھ عوامی زندگی کو دکھ سکھ

کی بھی جھلک نظر آتی ہے۔ یہاں کے فنون لطیفہ اور یہاں کا ادب اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ دکنی تہذیب ہمیشہ سے قومی یکجہتی اور انسان دوستی کی منظر رہی ہے دکنی مشنویوں میں قدیم اساطیر اور ہندو دیو مالا کا ایرانی روایات اور اسلامی عقائد کے ساتھ تال میل نظر آتا ہے مثال کے طور پر مینا ستون کی کو پیش کیا جاسکتا ہے۔

دہستان گوکنڈہ کے مقابلہ میں دہستان بجاپور کی مشنویاں زیادہ طویل ہیں اور یہاں قصوں پر زور دیا گیا ہے۔ گوکنڈہ کی مشنویاں نئی اعتبار سے زیادہ سلیبی ہوئی اور صاف ہیں۔ یہاں جزئیات نگاری کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ دکن کی مشنویوں میں حقیقت نگاری کا سیلان ہے۔ قدرتی مناظر کی عکاسی جذبات نگاری، مشاہدات اور تجربات کے اظہار میں تقنع اور تکلف نہیں جس کی وجہ سے یہ مشنویاں گراں اور بوجھل نہیں معلوم ہوتی۔ ان میں مفاتی سادگی اور دلکشی آگئی ہے زبان اور الفاظ کے انتخاب اور استعمال میں بھی دکنی شعراء آزاد ہیں فارسی عربی الفاظ عام زندگی میں جس طرح بولتے ہیں اسی طرح نظم بھی کرتے ہیں۔ یعنی عربی فارسی الفاظ کے صحیح تلفظ اور املا کی بجائے عام بول چال کی صوتی نظام اور اسی کے مطابق آسان املا دکنی شاعری میں رائج تھا۔ اس میں کچھ شاعرانہ مجبوریوں اور ردیف تافیہ کی پابندیوں کا بھی دخل تھا۔ دکنی مشنویوں میں ہندوستانی عورت کا تصور کھل کر سامنے آتا ہے یہ عورت اردو کی عام مشنویوں کی طرح مہجول شرم و حیا کی پیکر اور حسن و محبت کی دیوی ہی نہیں بلکہ مومنہ و محل کی مناسبت سے برے برے مردانہ کام بھی کر جاتی ہے جیسے گلشن عشق میں رانی، بادشاہ کے خیاب میں حکومت کا سارا کاروبار سنبھالتی ہے۔ ماں پیکر میں ماہ سیہ لباس زیب تن کر کے پیکر کو دکھانے کے لئے رتن تنہا مردانہ دار نکلی پڑتی ہے۔ مشتری کو مصوری سے دلچسپی ہے اور فنون لطیفہ میں خوانین کی دلچسپی اور بہارت کی کمی اور مثالیں بھی مل جاتی ہیں۔ شاعروں نے دکنی مشنویوں میں اخلاق اور

پند و نصیحت کی بھی گنجائش نکال لی ہے۔ خدا کا خوف، موت کا ڈر اور اس دنیا کے فانی ہونے کا احساس دلاتے ہیں تاکہ انسانیت اور اخلاق کے حدود سے تجاوز نہ ہوئے۔ پائے ماحوق الفطرت کو دار اور حیر العقول حالاً بھی پیدا کرتے ہیں تاکہ تازی کی حیرت اور دلچسپی برقرار رہے۔ جو ان کے تخیل کی کاغذ فرمائی کا نتیجہ ہے۔

دکنی مشنریوں کے ابواب اور ان کے محوانات نارسی یا دکنی اشعار میں باندھے گئے ہیں تاکہ غلبہ سب سے پہلے ”رضوان شاہ اور روح افزا“ میں ابواب کی سرخیاں دکنی نثر میں لکھی ہیں۔

دکنی مشنریوں میں واقعات اور روایات کی تکرار ملتی ہے جیسے ایک بادشاہ ہوتا ہے جسے دنیا میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ کمی ہے تو اولاد دینی۔ نجومیوں رسالوں اور جوتشیوں کی پیشین گوئی کے مطابق اولاد ہوتی ہے اور اس کو بارہ سال یا چودہ سال میں کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یا پھر شہزادہ کسی دوشیزہ کو خواب میں دیکھ کر ایسا فریقہ ہوتا ہے کہ سدھ بدھ گنوا بیٹھتا ہے۔ دھرم باکی تلاش میں نکلتا ہے تو اسے راستے میں دیو پری، طوفان سمندر، جادو کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے کسی بزرگ کی دعا یا دوا کی بدولت مصیبت سے نجات ملتی ہے یا پریوں کی مدد شامل حال ہوتی ہے اور وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ دکنی مشنریاں عام طور پر طریبیہ ہیں۔ وہ ایک ایسی ہیں جن کا انجام المیہ ہے جیسے چنڈن بدن و ہیار۔ سفنی خیرتی اور مافوق الفطرت عوامل تصدق کی دلچسپی کو برقرار رکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ زندگی کی دشواریوں کے نمائندہ اظہار کا کام دیتے ہیں۔

ان مشنریوں کے بیچ بیچ میں دیگر اصناف سخن جیسے غزل، قصیدہ، رباعی اور قطعات کا لطف بھی آتا ہے جس کی وجہ سے مشنری میں یکساںیت کا اکتاہٹ پیدا نہیں ہونے پاتی۔ دکنی زبان کے لسانی مطالعہ کے لئے دکنی مشنریاں بڑی عمدہ سہاویں ہیں۔ ان مشنریوں سے مشترکہ تہذیب کے اثرات انسان دوستی، اعلیٰ اقدار

عام انسانوں یا درشاہوں درویشوں وغیرہ کی وسیع النظری اور زندگی کے دیگر مختلف پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

اس انتخاب میں آٹھ دکنی مشنریوں سے ایسا انتخاب پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن سے دکنی مشنریوں کی خصوصیات کا صحیح اندازہ ہو سکے اور یہ انتخاب ان مشنریوں کے عہدہ حصول پر مشتمل ہے۔

دکنی ادب کی پہلی مشنری ہمیں بہمنی دور  
مثنوی کدم راؤ پدم راؤ : میں ملتی ہے۔ یہ مشنری کدم راؤ پدم راؤ  
ہے جسے خردین نظامی بیدری نے بہمنی خاندان کے نوین بادشاہ سلطان احمد شاہ دلی  
بہمنی (۱۲۲۲ء - ۱۲۳۵ء) کے عہد حکومت میں لکھا ہے جس کی طرف مثنوی میں خود  
شاعر نے اشارہ کیا ہے۔

لقب شاہ علی آل بہمن دلی دلی تھی بہت بدھ بد آگئی  
اس مثنوی کا دنیا بھر میں صرف ایک ہی نسخہ انجمن ترقی اردو پاکستان کے  
مکتب خانہ خاص میں محفوظ تھا ہے اس کو ڈاکٹر جمیل جالبی نے مرتب کر کے  
۱۹۷۳ء میں کراچی سے شائع کیا۔ یہ نسخہ ناقص الاوسط اور ناقص الآخر ہے  
مثنوی کا نام بھی قلمی نسخہ میں نہیں ملتا۔ اس مثنوی کے دو اہم کرداروں کے نام  
پراسکو کدم راؤ پدم راؤ نام دیا گیا۔ یہی نام نصیر الدین ہاشمی نے بھی اپنی کتاب  
دکن میں اردو میں لکھا ہے۔

مثنوی کے آغاز میں حمد اور نعت کے بعد مدح سلطان غلام الدین  
بہمنی ہے اس کے بعد مثنوی شروع ہوئی ہے شعراء عموماً وجہ تالیف کتاب کے سلسلہ  
میں بھی ایک باب قائم کرتے ہیں جس سے مصنف کے حالات اور مثنوی پر روشنی پڑتی  
ہے اس مثنوی میں چونکہ یہ حصہ نہیں اس لئے مصنف کے حالات اور وجہ تالیف  
کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ مثنوی کے مطالعہ سے شاعر کے نام  
کا پتہ چلتا ہے عام طور پر ہر باب کے آخری شعر میں شاعر نے اپنا نام اور  
تخلص باندھا ہے مثلاً

کہ جسے خردین گیان ہے دیہہ سدا پدم مکھ باپنے کدم کوں بدھ

اس شتوی کے قصہ پر ہندوستانی اساطیر کی گہری چھاپ ہے۔ کدم راجہ پھر انگر کا ایک راجہ ہے اور پدم راجہ اس کا وزیر ہے۔ کدم راجہ نے ایک دن ایک اہم ذات کی ناگنی کو دیکھا جو ایک کم ذات کے کوڑیال کے ساتھ ہے تو اسے بڑا غصہ آیا۔ اس نے کوڑیال کو مار دیا ناگنی کو بھی مارنا چاہتا تھا لیکن واراد چھاپڑا ناگنی کی دم ٹکٹ گئی اور وہ ایک جھاڑی میں چلی گئی۔ اس واقعہ سے کدم راجہ کا عورت ذات پر سے اعتبار اٹھ گیا وہ سوچنے لگا کہ عورت خواہ کتنی ہی اعلیٰ ذات کی کیوں نہ ہو قابل اعتبار نہیں۔ راجہ اور وزیر پدم راجہ نے اسے بہت سمجھایا کہ دنیا میں سبھی یکساں نہیں ہوتے۔ لیکن کدم راجہ کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا تھا۔ اس نے جوگی لینے کی ٹھان لی تھی۔ لوگوں نے ایک بالکالی جوگی اٹھورنا تھ سے بادشاہ کو ملا یا۔ بادشاہ اس سے مل کر اتنا خوش ہوا کہ ایک مل بھی اس کے بغیر رہنا اسے گوارا نہ تھا۔ جوگی نے راجہ کو دھونر بھید اور امر بھید سکھا دیئے جس کی مدد سے بادشاہ اپنا جسم چھوڑ کر دوسرے جسم میں اپنی روح داخل ہو سکتا تھا۔ تجربے کے طور پر جوگی ایک مرے ہوئے طوطے کے جسم میں اپنی روح داخل کر کے طوطا بن گیا اور پھر کچھ دیر بعد اپنے اصلی روپ میں آگیا کدم راجہ نے بھی آزمائش کی خاطر مرتے ہوئے طوطے میں اپنی روح داخل کی اور طوطا بن گیا۔ جوگی اٹھورنا تھ فوراً اپنا جسم چھوڑ کر کدم راجہ کے جسم میں داخل ہو گیا۔ ایک دن طوطا اڑتے اڑتے اپنے محل میں آیا اور اپنے وفادار وزیر پدم راجہ سے مل کر اپنا حال سنایا۔ پدم راجہ کو جب طوطے کی اصلیت کا پتہ چلا اس نے اٹھورنا تھ کو سوتے میں ڈس لیا وہ مر گیا۔ کدم راجہ منتر پڑھ کر پھر اپنے اصلی جسم میں آگیا اور مزے سے زندگی گزارنے لگا۔

دھونر بید اور امر بید دراصل کالا جادو ہے۔ نقل روح کا عمل اس کا ایک حصہ ہے۔ ایسے نقشے پرانے زمانے کے مشرقی اور مغربی لکے ادب میں کثرت سے ملتے ہیں۔ ہندو عقیدے کے مطابق کائنات کے تین طبقے (یعنی تریلوکی) ہیں۔



سورگ لوک برتیوں کو اور باتاں۔ گناہگار باتاں میں ڈال دیتے جاتے ہیں  
اسی تریوں کا ذکر مثنوی کدم راؤ پدم راؤ میں ملتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ  
اسی مثنوی میں اسلامی روایات کی چھاپ بھی نظر آتی ہے اسلامی اساطیر اور ادبی  
روایات کے تحت شاعر جبر کو ایوب کے اور سخاوت کو حاتم کے حوالے سے واضح  
کرتا ہے ایک باب کے عنوان میں ”توبہ نصوح“ کا اشارہ ملتا ہے اس مثنوی کی  
ساری فضا اساطیر ہے لیکن مثنوی کا ڈھانچہ فارسی مثنویوں کا ہے فارسی مثنویوں  
کی طرح حمد لغت اور نعت کے آخر میں منقبت خلفائے راشدین اور پھر مدح  
سلطان ہے اس مثنوی کے تمام عنوانات فارسی میں ہیں اور یہ مثنوی بحر مسقارب  
مشہور مخدوم (فعلی فعلی فعلی فعلی) میں ہے۔

کدم راؤ پدم راؤ کی زبان نہایت قدیم ہے۔ اس میں شمالی ہند کی  
زبانوں مثلاً پنجابی، راجستھانی، گجراتی اور بروج کے ساتھ علاقائی زبانوں  
میں سے مرہٹی اور گجراتی کے اثرات صاف طور پر نظر آتے ہیں۔ اسکی لفظیات  
پر پر اکرت اور سنسکرت عناصر کا غلبہ ہے اسکے باوجود عربی و فارسی الفاظ کی بھی کمی نہیں  
جیسے نیت، فراش، سقا، فرشتے، جرم، گجر، شرع، دنیا، سلام وغیرہ۔ اسی طرح فارسی  
تراکیب بھی بآسانی مل جاتے ہیں مثلاً تغز گفتار، کسریٰ و کئے، (اؤکالام)، سر کلاہ  
سرگشتہ راہ، رو، نقش بار وغیرہ لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے سنسکرت تسلیم اور تہذیب  
الفاظ کی تعداد زیادہ ہے ان کا استعمال کہیں بڑے ثقیل معلوم ہوتا ہے۔ اور کہیں ہندی  
الفاظ کے استعمال سے لطافت پیدا ہو جاتی ہے اور اسلوب میں سادگی سلاست آجاتی  
ہے۔ مثلاً دنیا جھوٹ ہے جیونا جھوٹ جان نہ کر جیو گدلا نہ نیرا نکھ اس آں  
گئی تھاس ناگن پراں آپ لے پراں آپ لے کر گئی پوچھ دے  
سبھی کھیل اس کے کر لے باروہ کر نہا رجوگی نہ کرتا ر وہ  
ایک ایسے زمانے میں جبکہ ابھی زبان مائع حالت میں تھی اور بحیثیت دکنی اس  
کی شناخت بھی نہ ہونے پائی تھی، تظاہر نے عربی الامثال محاورہ اور روزمرہ کا بھی  
خوب استعمال کیا ہے۔

جنتر گھاں چھاس کھینچے جو کوئے نہ سیدھی کدھیں کوتری پونج ہوئے  
 سنیاپے کہ کرتا جس دہہ جس کستے ودار بند ایک دے کھول دس  
 گھر ابھی بہت جھوٹ نہ بولن جوڑ جنگل دھرت آکاس تارے نہ توڑ  
 جہاں سولیں پر کھ کل نہ ہوئے تہاں ہوئے کل کل جہاں تار دوتے

مثنوی کدم راؤ دیم راؤ کے مطالعہ سے اردو اور پنجابی کے قدیم رشتے پر روشنی پڑتی ہے۔ خود نظامی کے نام غز دیں سے پنجابیت ٹپکتی ہے۔ اس مثنوی میں پنجابی لہجے اور الفاظ کا استعمال نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ صرف ایک مصرع ملاحظہ ہو۔

وہ۔ سنوے غز دیں تو بسر آنکھیا

صیغہ مستقبل کی پنجابی علامت 'سی' بھی استعمال ہوا ہے مثلاً

وہ۔ نہ رہسی جو دیسے کچھ نقش ناف۔

ماضی مطلق بنانے کے لیے مصدر کا "نا" گر کر "یا" لگانے کا طریقہ پنجابی میں بھی رائج ہے۔ اور یہ طریقہ بعد کے دکنی ادب پاروں کی طرح قدیم اردو کی اس ابتدائی مثنوی میں بھی ملتا ہے۔

نرسنیا اولک کر اس ورتمان سکھی آپنا جیو تو سب جہاں

نہ اس بھاؤ آکھور کیتا۔ بچار نہ سیرا رکھیا کھار اپنا نہ کھار

اس مثنوی میں زبان و بیان کے اڈلتے بدلتے کئی روپ ملتے ہیں جس سے

پتہ چلتا ہے کہ ابھی زبان پختہ نہیں بلکہ خام ہے اور ایسی حالت میں لسانی مطالعہ سے کچھ نتائج نکالے جاسکتے ہیں لیکن ان پر قطعی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ پھر بھی مثنوی کدم راؤ دیم راؤ دکنی زبان ادب اور اسلوب و آہنگ کے مطالعہ میں اولین اہمیت رکھتی ہے

## دوسرے زلیخا

اب تک کی دریافت کے مطابق قطب شاہی دور کی سب سے پہلی مثنوی شیخ احمد گجراتی کی یوسف زلیخا ہے یہ وہی شیخ احمد ہے جس کی ایک اور مثنوی لیلیٰ مجنوں کا تعارف سب سے پہلے حافظ محمود شیرانی نے اور نیشنل کالج میگزین لاہور نومبر ۱۹۲۵ء میں کر دیا ہے۔ اس مثنوی کے انہیں صرف (۴۹) اوراق ملے تھے۔ اس کا مکمل

نہ اب تک دستیاب نہ ہو سکا۔ یوسف زلیخا کا بھی ایک ہی نسخہ ہے جسے پروفیسر سیدہ جعفر نے ایک بسیط مقدمے کے ساتھ مرتب کر کے ۱۹۸۳ء میں شائع کرایا ہے۔ اس مثنوی کے مطالعہ سے شیخ احمد گجراتی کے حالات زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ شیخ احمد نے اپنا نام مثنوی یوسف زلیخا میں کئی جگہ استعمال کیا ہے۔

بند احمد سو کیا ان کو سرا دے      بھو دھاتوں خدا ان کو سرا دے  
جو ہے احمد گمیدہ ایک بندا      سونا ہے پاپا پی اس ہو ردھندا  
نہ کر اگلی فضولی بس کر احمد      نہیں اس روپ کے سگار کو حد  
ایک جگہ اس نے ”شیخ احمد“ بھی استعمال کیا ہے۔  
جو شیخ احمد شریف اپنی زبان رکھ      سر آیا سرا دن بچ تا سک

ابن نشاہی نے پھولین میں اپنے جن پیشرو اساتذہ سخن کا ذکر کیا ہے اس میں مثنوی یوسف زلیخا کے شاعر کا نام بھی شامل ہے۔

نہیں اس وقت پر وہ شیخ احمد      سخن کا دیکھنے باندھیا سو میں سد

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے نام کے آگے شیخ بھی استعمال ہوتا تھا۔ نصیر خاں بن شیخ کمال قریشی خاں مصنف مجموعہ حالات شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی کے حوالے سے پروفیسر سیدہ جعفر نے پورا نام ”شیخ احمد فضل اللہ“ بتلایا ہے۔ وہ لکھتی ہیں:

”راقمۃ الخردن کا خیال ہے کہ فضل اللہ احمد گجراتی کا خاندانی اور تاریخی نام ہے جس سے ۱۹۲۶ء کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ شاعر کے حالات زندگی کو پیش نظر رکھیں تو یہ سنہ یعنی ۱۹۲۶ء درست بھی معلوم ہوتا ہے اور اس حساب سے مثنوی یوسف زلیخا“

کی تصنیف (۱۹۸۸ء، ۱۵۸۰ء اور ۱۹۹۳ء م ۱۵۸۵ء) کے وقت شاعر کا عمر بیالیس (۲۲) تا سیالیس (۷۷) سال قرار پاتی ہے۔ (مقدمہ یوسف زلیخا صفحہ ۱۰)

جیل جاسی لکھتے ہیں کہ ”شیخ احمد گجراتی کا رہنما والا تھا جس کا ذکر اس نے اپنی ایک نزل کے مقطع میں بھی کیا ہے“

احمد دکن کے خیال ہوتیاں ہیں پر تلاوت  
تو تو دکن کو اپنا گجرات کر کے سمجھیا

(تاریخ ادب اردو جلد اول صفحہ ۲۲۲)

اس مثنوی کے ایک باب ”شاعر تعریف بخت خود کر دند“ میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے  
اسے خاص طور پر ”نوازش نامہ نامی“ لکھ کر بلوایا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے  
میں احمد گجراتی کی شہرت گجرات سے گوگندہ تک پہنچ چکی تھی

کہ اس کا چاؤ شہر خاطر کوں لیا یا نوازش نامہ نامی بھیجایا

اس نوازش نامے میں ”فتح دولت“ ”مہر و حرمت“ ”امان ہوہر امن“ ”کرم“ اور  
”غنائت“ کے مضامین رقم تھے ”سودہ نامے کوں سرا ہے چڑا کر“ شاعر ”شاہ کی  
خدمت کو دھمایا“۔ اسی باب میں شاعر نے گجرات میں اپنی فارغ البالی کا ذکر کیا ہے  
اور اپنے علم و فضل اور کمائی غن کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ احمد گجراتی کو اہل علم کی صحبت  
حاصل تھی شاعری سے قدرتی لگاؤ تھا حرف و نحو معنی و منطق علم کلام الہیات و حکمت  
اصول فقہ عروض و قافیہ نجوم و طب سے اچھی واقفیت تھی۔ تلمذ اور سنسکرت کے  
علاوہ فارسی اور عربی میں کمال حاصل تھا۔ وہ شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی کا مرید تھا  
شیخ احمد نے دو مثنویوں کے علاوہ عید نامے، قصیدے، نثریں اور رباعیاں بھی لکھی ہیں  
شیخ احمد کی تاریخ و نجات کا پتہ نہیں چل سکا مگر ابراہیم زبیری مصنف ردقہ اللؤلؤ  
بیجاپور لکھتے ہیں کہ شیخ احمد گجراتی کا مزار بیجاپور میں ہے۔

پروفیسر سیدہ جعفر کی تحقیق کے مطابق مثنوی یوسف زلیخا کا سند تصنیف ۹۸۸  
م ۱۵۸۰ء اور ۹۹۳ م ۱۵۸۵ء کے درمیان ہے (مقدمہ یوسف زلیخا صفحہ ۶۱)

اس مثنوی میں تین ہزار سات سو نو (۳۷۰۹) اشعار موجود ہیں۔

مثنوی سے اندازہ ہوتا ہے کہ احمد گجراتی ایک رنگ اور تادر الکلام شاعر تھا وہ لکھتا ہے

جتنے احناد ہوں گے شعر کرے کہیں مشکل نہیں نزدیک میرے

خیال و خاص طرز اں خاص لیاؤں غائب ہو بدایت لیا دیکھاؤں

بچن موتی بڑے ہو دھال دھال جو اس میں دو جگت سمدرد دیکھاؤں

اگر تمثیل کے عالم میں آؤں مٹا اس عالم نوا عالم دیکھاؤں

شاعر نے اس مثنوی میں جزئیات نگاری پر بہت توجہ صرف کی ہے جس سے اس کے وسیع معلومات کا دور مشاہدات کا اندازہ ہوتا ہے اس کے بہترین نمونے زلیخا کی خانقاہ، عزیز مصر کے محل اور خانہ باغ کی تعمیر اور تزیین کے وقت نظر آتے ہیں۔ سر اپا نگاری میں شاعر نے اپنا کمال دکھایا ہے محمد علی قطب شاہ کا سراپا بے مثال ہے۔ زلیخا کے سروپ اوروپ انگ سنگار کی جیتی جاگتی تصویر پیش کی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں

بسیا لے تاگ سر کے بال کالے  
چو دیس اُس تلس خنڈر نوے دُوے  
پشانی چاند آدھا نور اک ہوئے  
دیس بتیس آتکے ڈھال موتی  
آدھر دلال جوں مرجان جوتی  
جو اُن کی چھاؤں پر چند سورج ہوئے  
نیکے درگاہ روشن آرمیاں دُوے

احمد گجراتی نے خد رتی مناظر کی عکاسی سے زبان پر اپنی قدرت گہرے شاہد ہے اور بار یکہ بینی کا ثبوت دیا۔ محل اور باغات کی تعمیر، زلیخا اور یوسف کی سراپا نگاری اور مناظر قدرت کی عکاسی میں شاعر نے نادر تشبیہات و استعارات سے مدد لی ہے۔

دیس وہ جھاڑ مل کر ڈال میں ڈال  
جو پھولے پھولے شورنگ روپ سنگات  
رہیں زنا ر جوں میں باہنہ کل گھال  
پرے نئے کوں اچا کر کے تھانہ  
قد اس کا عشق کے مندریں تھانہ

احمد گجراتی نے غم، خوشی، نا اوسی، غصہ، جد بھڑ دیا سن و حسرت کے جذبات کی بہترین تصویریں کھینچی ہیں زلیخا کا پرہ آگ میں جلنا اور حسرت سے ہاتھ ملنا قابلِ توجہ ہے

دیکھی پھر پھر جو اس کے پرہن لے  
نہ کنگی کری ناما نگ کا تڑی  
کہ تھا وہ جیو پیرا آپ تن لے  
کہ چو نڈا کسی سورنگ ناری  
رہے وہ بال بکھرے سوریشاں  
کہ راپے آپ بہو تیک ہو پریشاں  
انجو جس نین کی کا لک لجاویں  
سو کیوں وہ نین سرے سول سہاویں

سیدہ جگر کے بقول احمد گجراتی نے اس مثنوی میں اپنے عہد کی تہذیبی ثقافتی معاشرتی

منظاہر کو محفوظ کر دیا ہے۔ زیورات، لباس، پٹروں کے مختلف نام سنگار اور سامان  
آرائش لڑکر چاکر اور خدمت گاروں کے ناموں کی ایک طویل فہرست پر دستبر  
سیدہ جعفر نے مقدمہ کے صفحہ ۷۷ پر دی ہے۔ پارچوں میں نین سکھ گنگٹ  
دیبا، تانتا، ریشم، اٹلیس، زرینہ، تحریر، زربفت اور محفل، عطریات اور خوشبویات  
میں کدم، انگرگستوری، مشک، جذن، کافور، بریل اور لوبان، سنگار میں ہندی، سرمہ  
کا جل، غار، کنگھی اور شنگرت (سیندور) زیورات میں گوشتوارے، سر بند، تاج  
کمر بند، کنگن، ٹنگٹا، نورتق، آرسی پتھن، بچھوئے، لڑک، طرہ، انگوٹھیاں۔ اور  
خدمت گزاروں کے ناموں میں سچ، خول، حاجب، بھالدار، ساتی، بیوک، داسی، غلام  
دانی، بادرجی، مٹھنہ اور کوتوال۔ ان تمام تہذیبی مظاہر کو اس نے مشنری میں بڑی سادگی  
سے نظم کر دیا ہے جس سے عہد شہادت کی طلب شاہ کے معیار معاشرت کا اندازہ ہوتا  
ہے۔ ساتھ ہی ساتھ شاعر نے مقامی عناصر کو بھی یوسف زلیخا میں استعمال کر کے خوب  
کی اس داستان کو مقامی رنگ میں رنگ دیا ہے۔ ان میں پھل پھول چرنپرند اور  
درختوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔

تقریباً تمام دکنی مشنریوں میں مذہبی رواداری اور یکسانیت کے گہرے نقوش  
میلے ہیں۔ بریز مسر اور زلیخا کے جلوسے کی رسم دکنی رسومات کی یاد دلاتی ہے۔

یوسف زلیخا میں شاعر نے دعویٰ کیا ہے کہ  
تو اس بولال کی ڈونگائی کی نسبت مرے وہ تار مسکلا گنگٹ لاگت  
مشنری میں حکیمانہ اخلاقی اور بصیرت افروز نکات بھی بڑی خوش اسلوبی سے بیان  
کئے گئے ہیں۔ قرب الامثال اور کہاوتوں کا استعمال زیادہ کیا گیا ہے  
جس کے چھار دل کے بنائیں لائے : دلے سبوت کھٹے پن کی اوچل کھائے  
نرت کام اپنا کر لیونا خوب : نرت کا نٹا کھرسٹ، زیونا خوب  
مبا کا کام بہتر سا رنا آج : نہ رکھنا آج کرنا سو صبا آج  
جہاں پانی جو بیٹھ سیل دوچار : آدک ہوئے سہس گن پیاب سٹ پٹار  
کر خدمت تھے بندے آزاد ہوتے : عنایت تھے شہاں کے شاد ہوتے

مثنوی یوسف زلیخا لکھتے وقت شاہ کے سامنے فارسی یوسف زلیخا کے کئی نسخے تھے مگر شاہ خسرو دیا نظا مٹی کی کسی تصنیف کی تلاش میں تھا۔ ایک دوست نے اس کی یہ مشکل جامی کی یوسف زلیخا فراہم کر کے آسان کر دی۔ جامی نے یہ مثنوی نظامی گنجوی کی مثنوی "خسرو شیریں" کے جواب میں لکھی تھی۔ احمد گجراتی نے جامی کی مثنوی سے استفادہ کیا ہے۔ اس تعلق سے وہ کہتا ہے۔

ناتایح ہوں جو جامی کا کدھیں میں      روایت ہی کہیں تا بلع کہیں نہیں  
جسے کچھ اس کا شعر ہوئے سولیاؤں      زیادت شاعری کی فن دکھاؤں  
معانی ہو رہبارت کی تو فتن      ادک لیاؤں جسے کچھ لیا یا اچھے ان  
چنانچہ مثنوی میں احمد گجراتی نے شعری محاسن کا برجستہ استعمال کیا ہے صنعت تضاد سے اس نے کثرت سے استفادہ کیا ہے۔

نہیں اس باج نس دن کوئی جاگا      نہ جاگا اس نے اس بن کوئی جاگا  
کدھیں عاشق کدھیں مجھوت تھی      مرا تب عاشقی سب بوجہ سو  
جگت میں دھیں کھٹک لیل کوئی نہوٹے      کھر اسودا لیتا دے دام کھوٹے  
احمد گجراتی نے تکرار لفظی سے بھی کام لے کر مثنوی کا لطف دو بالا کھڑے ہے

کہیں لاگیا گئے بھار آج یہ ڈول      نہ ہوئے اس ڈول کوں بانی تھے یہ ڈول  
خوش تھے ٹھہک پھلپھلایا جون پھول کھلایا      کہ اس جنگل میں کھیلایا پھول سیلایا  
احمد گجراتی اس مثنوی کے اسلوب کے بارے میں لکھتا ہے کہ

سو کیا ابتداء ہندی زبانوں      ہو چھند چھند اُیم ہو رہنما سوں  
عرب الفاظ اس قصبے میں کم لیاؤں      نہ سوئی فارسی بھو تیک سیلاؤں

مثنوی کا اسلوب ہندی سنسکرت اور مقامی زبانوں کے الفاظ سے بنا ہے کم ہی الفاظ عربی اور فارسی کے استعمال کئے ہیں یہ بھی وہ الفاظ ہیں جو عام طور پر بولے اور سمجھے جاتے ہیں اور انہیں اسی طرح لکھا ہے جسے کہ وہ بولے جاتے ہیں یہ بھی دکن زبان کی ایک خصوصیت ہے عربی و فارسی الفاظ کو سنسکرت اور ہندی الفاظ کے ساتھ بول چال رسم الخط میں اس طرح گھلا دیا ہے کہ ان کی طرف آسانی سے نظر نہیں جاتی جیسے

وہی اسحاق ابراہیم نندن جو مرسل تھے خدا تھے خلق کوں دی  
گنت تھے نیک چھلیاں باہر اس کوں پتا یوسف یکا دس پتر اس کوں  
تیرے کارن بہ رسم خواستگاری سو بھیجے ہیں پرت سوں دئے بھاری

قصہ یوسف زلیخا ہر زمانے اور ہر زبان میں مقبول رہا ہے۔ کئی زبانوں میں اسکا ترجمہ ہو چکا ہے فارسی میں جامی، خسرو نظامی، فردوسی، جیسے مشہور شاعروں نے اسے نظم کیا ہے دکن میں بھی کئی شاعروں نے اس قصہ کو مثنوی کا روپ دیا ہے مگر احمد گجراتی وہ شاعر ہے جس نے دکن میں پہلی بار اس قصہ کو نظم کیا ہے۔ یہ دکن کی پہلی مکمل عشقیہ مثنوی ہے جسے احمد گجراتی نے تمام شاعرانہ محاسن سے سجایا ہے۔

**قطب مشتری :** وجہی محمد علی قطب شاہ کے عہد کا ایک بلند پایہ شاعر اور مایہ ناز نثر نگار تھا۔ اس کا خاندان ایران سے آکر یہاں بس گیا تھا۔ اپنے فارسی دیوان میں اس نے ایک جگہ اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کہتا ہے ع  
طبع پاک من از خراسان است

وجہی کی تاریخ پیدائش کا ابھی تک صحیح علم نہ ہو سکا۔ وجہی کی پہلی تصنیف قطب مشتری ہے جو ۱۰۱۸ھ میں لکھی گئی۔ قطب مشتری کی فنی خوبیوں کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا شاعر کوئی جہاں دیدہ اور تجربہ کار شاعر تھا۔ اگر اس وقت وجہی کی عمر ۵۰ اور ۵۵ سال کے لگ بھگ فرض کر لی جائے تو ۹۶۷ھ اور ۹۷۷ھ (م ۱۵۶۲ء تا ۱۵۶۷ء) کے درمیانی زمانہ میں وجہی کی پیدائش قرار دی جاسکتی ہے یہ ابراہیم قطب شاہ ۹۵۷ھ - ۹۸۱ھ (۱۵۵۰ء - ۱۵۸۰ء) کا عہد حکومت تھا۔

بقول وجہی اس کے اجداد خراسانی سے آئے تھے۔ لیکن قطب مشتری میں دکن سے جس محبت کا اس نے اظہار کیا ہے اس سے خیال ہوتا ہے کہ وہ دکن ہی میں پیدا ہوا ہوگا۔ تب ہی قومہ دکن سے وطن کی طرح محبت کرتا ہے

دکن ملک کوں من عجب تاج ہے کہ سب ملک سرور دکن تاج ہے  
دکن سا نہیں ٹھہار سسار میں پنج فاضلاں کا ہے اس ٹھہار میں



دکن ہے نگینہ انگوٹھی ہے بگ  
دکن ملک بھو بیج خاصا ہے  
انگوٹھی کوں حرمت نگینہ سول لگ  
تلنگانہ اس کا خلاصہ ہے  
وجہی کا نام اسد اللہ تھا ایک فارسی شعر میں اس نے اپنا نام اور تخلص اس طرح لکھا ہے۔

اسم اسد اللہ وجہی است تخلص۔ آرائش دکانچہ بازار کارم است  
اس نے اپنے تخلص کو کئی طرح لکھا ہے جیسے وجہی وجہی، دہر وجہیہ اور وجہیا  
اسے عربی اور فارسی زبان اور کئی علوم پر دسترس حاصل تھی۔ ساتھ ہی اسے بھارتی  
زبانوں مرہٹی تلنگی اور کنڑی میں بھی دسترس حاصل تھی۔ اس کے علم و فضل اور کمال  
سخن سے متاثر ہو کر محمد علی قطب شاہ نے اسے ملک الشعراء بنایا تھا۔ وہ حرف شاعر ہی  
نہیں تھا بلکہ فن شعر سے بھی اچھی واقفیت رکھتا تھا۔ قطب مشرعی کے آغاز میں اپنے  
معاصر شعراء کے مقابل اپنی بڑائی جتلاتی ہے۔

جے شاعرواں شاعر ہو آئینے  
سو منج تے طرز شعر کا پاس گے  
یوسب کہتے یوسب شعر تیں  
کر بولان کدھر ہو رہتی تیں  
وجہی کو اپنی بڑائی کا بڑا احساس تھا۔ اپنے ہم عصر دل میں سے کسی کو وہ اپنے  
برابر نہیں سمجھتا تھا۔ خواصی پر اس طرح چوٹ کرتا ہے۔  
اگر غوطے لک برس خواصی کھائے  
تو یک گوہر اس دھاتا ہو لکناہے  
خواصاں کتے غوطے کھا کھا کے کر  
موتے ہیں اس سمد میں آئے شر

محمد علی قطب شاہ کے زمانے میں وجہی قطب شاہی دربار کا ملک الشعراء تھا۔  
۱۶۱۵ء میں محمد علی قطب شاہ کے انتقال کے بعد اس کا بھتیجا اور داماد محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا  
تو وجہی کی شہرت کا چراغ بجھ گیا اور وہ گوشہ گمنامی میں چلا گیا۔ خواصی کو اس دور میں  
مردیج حاصل ہوا اور وہ ملک الشعراء بنادیا گیا تھا۔

۱۶۲۵ء میں جب عبد اللہ قطب شاہ تخت نشین ہوا تو پھر وجہی کے دن بھرے اور  
وہ ہاتھوں ہاتھ لیا گیا وجہی نے طویل عمر پائی اس کی تاریخ وفات کا پتہ نہ چل سکا۔  
عبد الجبار ملکا پوری لکھتے ہیں کہ وہ درگاہ برہنہ شاہ صاحب حیدر آباد میں دفن ہے۔

قطب مشتری وجہی نے محمد علی قطب شاہ کی فرمائش پر صرف بارہ دن میں لکھی تھی۔ وہ لکھتا ہے ۔

تمام اس کیا دیں بارائینے سبذیک ہزار پور اٹھارائینے  
یہ وجہی کی طبع آزمائی ہے۔ اس کے آغاز میں حمد سناجات، نعت ذکر معراج  
اور منقبت ہے۔ ”در شرح شعر گوید“ کے عنوان سے ایک باب ہے جس میں غیاث شعر  
پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد تعریف شعر خود گوید اور پھر مدح محمد علی قطب شاہ  
ہے۔ پھر مشنوی شروع ہوتی ہے۔ قطب مشتری کا قصہ قدیم قصوں سے ملتا جلتا ہے۔ ڈاکٹر  
زور کا خیال ہے کہ مشنوی قطب مشتری کا قصہ بھاگ متی اور محمد علی قطب شاہ کے عشق  
کی داستان ہے لیکن مولوی عبدالحی اور بارون خاں شیروان اس خیال کی تردید کرتے  
ہوئے لکھتے ہیں کہ بھاگ متی کا قصہ ایک خیالی داستان ہے۔ پروفیسر سیدہ جعفر نے بھی  
اپنے ایک مضمون ”بھاگ متی اور اس کا نو دریا“ مقررہ ”مطبوعہ آج کل“ جولائی ۱۹۸۲ء  
میں مستند حوالوں کی روشنی میں بھاگ متی کے وجود کو خیالی کردار قرار دیا ہے۔ اس کے چھ  
سال بعد کلیات محمد علی قطب شاہ کے مقدمہ میں بھی انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مشنوی  
محمد علی کی زندگی سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اور وجہی نے قطب مشتری میں ایک خالص خیالی اور  
رومانی قصہ پیش کیا ہے جس کا محمد علی کی حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں (صفحہ ۸۲)  
مشنوی قطب مشتری کا قصہ ایک ضمنی قصہ کے ساتھ مربوط ہے۔ اصل قصہ محمد علی اور  
اور مشتری کے عشق کی داستان ہے ضمنی قصہ میں مشتری کی بہن زہرہ اور مریم خاں کی داستان  
عشق ہے۔ مریم خاں کو مصیبتوں سے نجات دلا کر محمد علی اسے زہرہ سے ملا دیتا ہے۔ زہرہ کا  
قصہ دیر سے شروع ہوتا ہے اور اصل قصے کا ایک لازمی جزو ہو جاتا ہے اگر یہ قصہ شامل نہ  
کیا جاتا تو محمد علی کے کردار کے بہت سے پہلو سامنے نہیں آتے پاتے۔ مشنوی کے تمام کرداروں  
کے نام ستاروں کے نام پر ہیں۔ جیسے قطب مشتری، عطارد، زہرہ، مہتاب اور مریم۔  
مرکزی کردار قطب (محمد علی قطب شاہ) کا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارے کردار اس  
کے اطراف گھوم رہے ہیں وجہی نے قطب کے کردار پر سب سے زیادہ توجہ صرف کی ہے۔ ملا  
وجہی نے قطب کی پیدائش سے لے کر اس کی شادی تک کے حالات تلخیص کئے ہیں۔ عام

داستانوں کی طرح قطب بڑی مشنوں مرادوں کے بعد پیدا ہوتا ہے اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کی جاتی ہے علم و فن کے علاوہ منہ سب گری خوش نویسی میں کمال حاصل کرتا ہے۔ ایک رات خواب میں مشتری کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو جاتا اور اس کی تلاش میں نکلتا ہے راہ میں خطرناک آردے، خوفناک طوفان طلسمی جنگل کے بھوتوں سے لڑ کر اپنی منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔ عام طور پر داستانوں اور مشنوں میں شہزادوں کا کردار غیر فعال اور بچوں جیسا ہوتا ہے لیکن قطب کے کردار کو وجہی نے غیر معمولی طور پر فعال پیش کیا ہے وہ سحر المبیان کے بے نظیر کی طرح اپنے آپ کو حالات کے حوالے نہیں کر دیتا بلکہ اپنے لئے آپ راہیں بناتا جاتا ہے۔

مشتری اس مشن کی ہیروئن ہے جو بنگالہ کی شہزادی ہے وہ بڑی حسین و جمیل و شیرازہ ہے اسے شعر شاعری و مصوری کا شوق ہے وہ عطار کی مہجوری اور نقاشی کو بہت پسند کرتی ہے اور محمد علی کی تصویر پر فریفتہ ہو جاتی ہے۔ وجہی نے مشتری کو ایک ہرپند اور نیک سیرت عورت کے ردپ میں پیش کیا ہے۔

آنچل اس مصلیٰ ہے جبریل کا سہیل سو سحر سرائیل کا  
مشتری میں قربانی خلوص و ایثار کی انسانی خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں وہ شریف اور نیک نفس ہے اور اتنی ادب شناس کہ ایک ہندوستانی عورت کی طرح اپنے سانس مسر کے پاؤں چھوٹی ہے مشتری تقریباً نصف مشن کی بعد سامنے آتا ہے لیکن اپنے دلکش کردار کی وجہ سے قاری کو بہت متاثر کرتی ہے۔

عطار قطب مشتری کا سب سے زیادہ پر اثر کردار ہے وہ جہاں گھر ہے علمی ادبی ذوق کا مالک ہے اس کی فہم و فراست مسلمہ ہے اس کا حافظہ عظیم کا ہے وہ دنیا کی دوشیزاؤں کی تصویریں بھی اپنے پاس رکھتا ہے شہزادہ قطب کے ساتھ سفر پر جانے سے پہلے اسے سفر کی نزاکتوں اور مقیموں کو سمجھاتا ہے جب شہزاد نہیں جانتا تو اسے سو دھڑکے بھیس میں سفر پر چلنے کے لئے راضی کر لیتا ہے یہاں وہ اپنے تجربات کا اظہار کرتا ہے اور اپنے تجربات کی روشنی میں قطب کو محنت و محبت کی نزاکتوں اور نشیب و خیز سے آگاہ کرتا ہے بڑوں کی عظمت اور تفصیل بیان کرتا ہے عطار حالات کی نزاکت کو

خوب سمجھتا ہے شہزادہ کو کار آمد و صحیح مشورے بھی دیتا ہے اسکی خوش بیاہی اور فکر انگیزی سے قطب مشتری کی فضا دوسری مشنوں سے مختلف ہو جاتی ہے وہ شہزادہ کی جہم میں سید سالار کا کام کرتا ہے ہمیشہ شہزادے کی نازک مزاجی اس کے وقار اور مقاصد کو پیش نظر رکھتا ہے عطار د شہزادے کا ایک اچھا رفیق اور تالیق ثابت ہوتا ہے۔ عطار د کا کردار اسکی سوجھ بوجھ تیزی اور موقع شناسی تمام مشنوں پر چھائی ہوئی نظر آتی ہے۔

ملا وجھی نے قطب مشتری میں ہر ممکن جذبہ انسانی کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے عشق میں گرفتار رہے حال یہ شہزادہ کی موثر عکاسی کی ہے اسی طرح عطار د جب شہزادے کو مشتری کی تصویر دکھاتا ہے تو وہ بے اختیار ہو کر اس تصویر کو چومنے لگتا ہے اور کہتا ہے

میرے خواب میں آئی سو یوچ ہے      بچے یوں لکھ آئی سو یوچ ہے  
اسی نازکوں دیک میں بندھ گیا      اسی نازکے عشق میں پوٹھ گیا

ہنگامہ کی جہم چمکانے کیلئے شہزادے کے اٹل ارادے پر عطار د روکتا ہے شہزادہ اس نصیحت پر جھنجھلا جاتا ہے شدت جذبات سے عطار د کو ڈانٹتا ہے عطار د کے ساتھ ساتھ بدھوں کو بھی ارٹے ہاتھوں لیتا ہے کہتا ہے

تو ست ہور باتاں بی تیرا ہے ست      درست میں تو کہتا ہے سونا دست  
نیت میں کیا ہوں اڈھر جانے کا      نہیں حاجت اب تیرے سکھانے کا  
بڈھیاں کون نہ کج عقل نا نام ہے      بڈھیاں کا جھٹے نا تو بد نام سے

مشتری کی تلاش میں ٹکڑے سے پہلے شہزادہ قطب مال باپ کی دُعا میں لینے جاتا ہے اس وقت ابراہیم قلی قطب شاہ بیٹے کی جدائی کے تصور سے پریشان ہے پھر بھی پند و نصیحت کرتا اور سمجھاتا ہے جذبات کے اس نازک مرحلہ کو شاعر نے بڑی خوبی سے اپنی گرفت میں لیا ہے

تو نہ سو رہے کو دور آسمان تے      توں پیرا ہے نا پھر کھان تے  
تو نہ شاہی گیرے بزم کا شمع ہے      توں جم جو رخ تھے میرا جمع ہے

اس مشن میں جذبات نگاری کے مواقع زیادہ تر حسن و عشق کے درمیان پیش کئے گئے ہیں مشتری شہزادے کی تصویر دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے اس کی حیرانی دیکھ کر مہروان اسے سمجھاتی ہے کہ ”عشق بازی دھن کچھ نھنا کام نہیں“ لیکن مشتری کو مہروان دانی رکھتی

پر نصیحت کر دی گئی ہے۔ شاعر شہزادے کی جلدائی میں مشتری کی بے تابی اور اضطراب کا خود اس کی زبانی اظہار کرتا ہے۔

رتن تھے سوتن پیرانگارے ہوئے کہ سکھ چاند ابھو سوتارے ہوئے  
ہر یک رول میرے تھی یہ جیون لگے ہٹا تھا اول سو اتالی آگے ہے

وجہی نے جس قدر چاہا کہ دستی سے عشق و محبت کے جذبات کی ترجمانی کی ہے اسی نہارت سے نفرت، خوف اور غم و الم کی بھی عکاسی کیا ہے۔ بیگانگی کی مہم میں شہزادے کو ایک اژدھے سے سابقہ پڑتا ہے۔ سارے ساتھی اسے دیکھ کر ڈر جاتے ہیں ایک بار شہزادے کو دیو سے ٹرنا پڑتا ہے دیو کے غضب و غضب اور شہزادے کی بے خوفی کی واضح تصویر کھینچی ہے۔

جلدائی کی تصویر کشی کے ساتھ ساتھ وجہی نے دو پھڑپھڑے دلوں کی ملاقاتوں کے منظر میں بھی جذبات کا رنگ خوب بھرا ہے مشتری سے محمد علی کی ملاقات، مال باب کا اپنے بیٹے سے دوبارہ ملنا اور ایسے وقت جذبات کا جو سمندر دلوں میں اٹھتا ہے اور جو اضطراب کی کیفیتیں سرزد ہوتی ہیں انہیں خوبی سے قلمبند کیا ہے۔

وجہی کی جذبات نگاری اعلیٰ درجہ کی ہے اسے انسانی نفسیات کا گہرا علم ہے اسکو زبان و بیان پر اتنا قابو ہے کہ وہ ہر کیفیت کو صطر قرطاس پر لفظوں میں پیش کر سکتا ہے۔ مشقوی میں منظر نگاری کی بڑی اہمیت ہے۔ وجہی کے مناظر طویل ہیں لیکن پُر اثر ہیں پہلا منظر جو ہمیں ملتا ہے وہ شہزادے کا اپنے دوستوں کے ساتھ محفل طرب سمجھتا ہے جس میں مطربوں اور نندیموں کی بد مستی اور بے خبری کی عکاسی کی گئی ہے۔

سیر گئے ندیاں طر زبات کا گنوا اے خبر مطرباں ذرات کا  
جوہ عاقل اتھے وہ سب ہرچ ہوئے دو سالے چڑا کوچ کا کچ ہوئے  
لگے مست ہوئے مستی سنگات بیکس کے سو یادیں اپر ایک بات  
سو لوی کچہ دیارال ہوئے بے خبر کہ پانی پیتے تھے شراب ہے مگر  
یکسوں بلا ایک اڑنا لونی سوں گلے لگتے تھے مست ہو جھاوڑ سوں

اس منظر کو پندرہ سولہ شعروں میں وجہی نے بڑی خوبی سے پیش کیا ہے اسکے بعد شہزادے

کے خواب کا مستقبل ہے اس میں تصنیع ہے شاید اسی لئے کہ وہ خواب ہے۔ سنے کی شہزادی کے فراق میں محمد علی کے ”اس سال بھرنے“ کا منظر بھی حقیقت سے قریب ہے اس منظر میں جذبات کی عکاسی ہے شاعروں نے مناظر قدرت کے بھی مرتبہ کئے ہیں کہیں صحرائیں سمندر کہیں اژدھا قطعہ گلستان کی تصویر کش میں اس نے مقامی پھل پھول چرند اور پرند کے بال سے حقیقت کارنگ بھر دیا ہے۔ اس تصویر کے کچھ خطوط پیش ہیں۔

سو قطعہ گلستان کا وود نہ تھا  
چمن بہشت کا بھی پڑا تریا تھا  
کہ باتاں کے پردیاں کوں سب بھاڑ کر  
بھلاں بھانکتے تھے سراں تھار کر  
سو فادس بیگنی ٹوٹی کیک ہنس  
پکڑ پیٹا لڑنے لگے ہنس ہنس  
بھنور جھونڈا ہوں میں گھٹے اتھے  
سو پھول لال کرے موکھ جیتے اتھے

مشغولیوں میں سراپا نگاری کی بڑی گنجائش ہوتی ہے۔ وجہی نے قطب مشتری میں سراپا نگاری کے اچھے نمونے پیش کئے ہیں خاص طور پر مشتری کی جب قطب سے ملاقات ہوتی ہے تو اسکے صحن اور سج دھج کی تعریف میں کمال کر دکھایا ہے یہ حصہ بہت طویل ہے۔

نقطہ مرف چند شعر نمونہ پیش ہیں۔

قطب شہ سودھن یوں دوزیا اچھے  
کہ یوسف سوں بل جیوں زلیخا اچھے  
دسین یوں ادھر رنج دسین بھیکے  
کہ گوہر بھے سُنے کے حقے منے  
دسین مالک موتیاں کا بیچ سپر میں  
کہ دسے ہیں تارے مگر ڈیر میں  
دھڑی سوں دسین یوں دسین باتیں  
کہ بجلیاں پڑیں جا کے ظلمات میں

خود کلامی کردار کو سمجھنے اور جذبات کو پیش کرنے میں جہاں مددگار ثابت ہوتی ہے وہیں قصہ میں بھی جان ڈال دیتی ہے وجہی نے قطب مشتری میں قطب کی خود کلامی پیش کر کے قطب کی دور اندیشی اور زمانے کی دورنگی پر روشنی ڈالی ہے وہ اپنے آپ سے کہتا ہے

کہ دھرتا ہوں دل میں جگجگ بات میں  
کہوں جا کے دو بات کس سات میں  
نکوئی یار دلسوز محرم ہے منج  
نکوئی ہم نفس ہو رہدم ہے منج  
اپس سوں اپج آج محرم ہوں میں  
اپس سوں اپج آج ہدم ہوں میں  
جتنے اس زمانے سے یار نہیں  
دغا باز حبیباں چٹن ہار میں

اُنٹکوں پتیابا ت بولیا نہ جائے      اُنکے کئے دل کوں کھولیا نہ جائے  
 پتیانا اُنکوں کھو کیوں سگر      کہ دل میں بُرے خوب ہیں موں اُپر  
 یاری میں کس دھات کا تہراچھ      جو میں شکر دی منے زہر اچھے  
 دجہی کی سب رس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دجہی کو ظاہری اور باطنی علوم  
 میں بدِطوئی حاصل تھا اس نے زمانے کے نشیب و فراز دیکھے تھے۔ قطب شہری میں  
 جگہ جگہ حکمت کے مضامین قلمبند کئے ہیں مثلاً بوڑھوں کی سوچ اور نکر عیش کے بھید بھانوں  
 جوانی کی دیوانگی، علم و ہنر کی قدر و منزلت، جھوٹ کی پستی اور کرم ذات کی بے وفائی اور  
 خدا پر بھروسہ کرنے کے بارے میں ہندو تعلیمات کا ہے

عشق کیا ہے کر کے پھیلائی ہے توں      گڑیاں کا گر کھیل جانی ہے توں  
 جوانی دیوانی اخل و نڈ نہیں      جوانی پوئے بند اسے بند نہیں  
 پکے باج رنگ خوب پاناں میں نہیں      بڑھیاں میں بچکے ہے سوخاں میں نہیں  
 ہنر ہوو بخت جب طے ایک بھار      نو دولت غلام ہوو خدا ہوئے بار  
 بلند مرتبہ جھوٹ تے ہوئے نیست      دنیا میں نہیں بچتے بچ خوب نیست  
 دجہی نے کئی تہذیب اور مقامی مٹا کر کی خوب عکاسی کی ہے۔ چرندوں اور پرندوں  
 پھل پھول کے بیشمار نام گنوائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔  
 گدڑ، بیل، کتا، سگ، گھوڑے، ترنگ، شیرنگ، کائی، ناگ، شیر، شہزاد، سرخشاں  
 جھونر مرغ، سمیرغ، طاوس، مور، باز، مہر، کلنگ، طوطی، کبک، جوڑیاں، بنھشہ، گلاب، مشک  
 انار، انجیر، سیب

صفت میزبانی اور بخشش کردن ابراہیم قطب شاہ کے علاوہ دیگر ابواب میں دکنی  
 تہذیب اور شائستگی کے کثیر نمونے ملتے ہیں  
 حسن و جمال کی رنگینیاں، تزئین و آرائش، مغل عمارتوں کی شاہ کھانوں کی قسمیں  
 لباس اور زیورہ جالوزوں اور پرندوں کے نام موسموں کی منظر نگاری، شاہی آداب اور  
 عوامی تہذیب میں روزمرہ کی بھلکیاں، ملازموں کی زبان رسم و رواج، ادب قاعدے  
 جیسے مان پان، بوڑھوں کے یادوں، چونا، سلام کے طور طریق، حبشی آزادی، قوتِ لطیفہ سے

دلچسپیاں بہادری اور شجاعت اور فن سید گری کے نمونے خوب پیش کئے گئے ہیں قطب  
مشرقی میں دیو مالائی اور اسلامی خنام ایک دوسرے کے ساتھ ملے جلے نظر آتے  
ہیں تشبیہ اور استعارے زیادہ تر دیو مالائے لئے گئے ہیں جیسے راون، کرشن  
راکشس دیو وغیرہ عام منشیوں کی طرح قطب مشرقی میں بھی مانوق الفطرت خنام  
کی کمی نہیں ہے اڑدھا ایسا ہے جیسے کوئی بڑی چٹان، راکشس ہے تو ایسا جو کم از  
کم نو بار تھیلوں کا نشتہ کرتا ہوں۔

اس زمانے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دکن میں کرناٹک اور گجرات کا حسن  
معیاری اور مشہور تھا چین اور باچین کے علاوہ ایرانی حسن بہت پسندیدہ تھا۔  
بنگال کا جا دو بھرا حسن پوری منشی کی جان ہے۔ پاکبازی اور شرم و حیا عصمت و  
عفت عورت کے زیور سمجھے جاتے تھے۔

قطب مشرقی میں وطن پرستی کا جذبہ اس منشی کی وقعت کو اور بڑھا دیتا ہے  
دکن کی تعریف میں وہی نے جو شعر کہے ہیں ان کا ذکر آچکا ہے۔ ان اشعار سے  
صرف وہی کی دکن سے محبت کا ثبوت ملتا ہے بلکہ اس زمانے میں دکن کی تاریخی  
اور سماجی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

یو کیا ہے ملک جو تجھے بھاتا  
یو کیا ہے جو خاطر تیسری آؤتا  
بچے میں وہاں دیوں گانائے نار  
سو اس دھات کے شہر ہزاراں ہزار  
دکن میں سو ایسا ہر یک ٹھکانا ہے  
وہی نے جاندار کا لہلہ اور زبان کے ہر موقع استعمال سے منشی کی ادبی حیثیت میں  
بھی اضافہ کیا۔ عورتوں کی زبان اور لب و لہجہ کی کاٹ دیکھئے۔

خراسا برہہ بے سنا آہ ہے  
سو تہی کون پھر پھر تپاتا ہے  
خدا اس برہہ کا کرے گھر خراب  
کہ تاقی بچے آج دیتا عذاب  
جو سپڑے برہہ میرے دواں تھیں  
رگڑ کر سٹوں دے دے پاقی تھیں  
قطب مشرقی وہی نے صرف بارہ دن میں مکمل کی ہے جس سے وہی کی قادر الکلامی  
کا اندازہ ہوتا ہے اس مختصر سے عرصہ میں بھی اس نے اس منشی کو زبان بیان



محاورے ردِ مرہ ترکیب اور نادر تشبیہ واستعاروں سے سجادِ پا ہے۔

تشبیہ اور استعارے کی چند مثالیں

کمل پھول طالب جو ہے سور کا وہ محتاج نہیں چاند کے نور کا

ہر ایک خوب محبوب بُستِ فارسی بدن جیوں جلتی اچھے آرسی

سو بکھوے میں شہِ دانی کیوں اچھے کپا موتی سینہ منے جیوں اچھے

تلمیح میں وجہی نے نہ صرف عربی فارسی ادبیات سے استفادہ کیا ہے بلکہ ہندوستانی ادبیات اور اساطیر سے بھی مدد لی ہے مثلاً

ہر ایک گوئی شہ کی جیوں ماہ ہے کہ اس دور میں کیش اور شاہ ہے

ہوا پر گٹ اس کا حسن یاں تلک کہ یوسف کی خوبی کون بے ریا ہے جگ

جہاں باز دھڑا چلتا رہے وہاں آب زم زم ابلتا رہے

انگوٹھی سلیماں کی تجھ بات میں کہ تاثیر عیسیٰ کی تجھ بات میں

وجہی کلام میں سلاست کا قائل ہے کہتا ہے

سلاست نہیں جس کمرے بات میں پڑ یا جائے کیوں جُڑے کر بات میں

چنانچہ مطلبِ مشری میں سادگی اور سلاست کی وجہ سے کئی شعر اور مصرعے قریب المثل بن گئے ہیں

وجہی نے تکرارِ لفظی سے بعض جگہ بات کا لطف دوبالا کر دیا ہے۔

چہی نقش تن تھا وہی نقش سن وہی نقش باقی وہی نقش کن

ہو ارام میں، دل میں رام نہیں بودل کیا کرے گا منجے نام نہیں

رعایتِ لفظی اور الفاظِ حسن انتخاب نے اسِ مثنوی کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

وجہی کی اس مثنوی میں جہاں ان گنت خوبیاں ہیں وہیں کچھ عیوب بھی نظر آتے ہیں

سب رس اور تاج الحقائق کا مصنف ہے جس سے اس کی عربی دانی کا پتہ چلتا ہے

لیکن اس مثنوی میں اسے عربی الفاظ کا تلفظ اسی طرح کیا ہے جس طرح عام دکنی زبان

میں کیا جاتا ہے۔ اور ان کا اطلاق بھی بول چال کے مطابق لکھا ہے مثلاً اہلِ خام، وضاً

نزیک، منا، واتے معزز، استید، صفے، ملتا، بخش، وخت زیاست، قاضیہ کی بندش میں

بھی واضح خلل ملتا ہے۔ کئی مثالوں میں سے تین پیش ہیں :

دکھیا شاہزادے کوں عابد اس  
لوازش سوں بوجھیا وہ نایل اس  
اگر پورضا تو دل شاد اچھے  
ہنس تو سرے دن یہ سودا اچھے  
تما شاد دیکھن آئے جو پھر سب  
غنی ہو کدھیا آج کوں شہر سب  
وجہی کی یہ مثنوی مقبول وزن  
فعلون فعلون فعلون فعلون  
مثنویاں یا تو فارسی سے ترجمہ کی گئی ہیں یا سنسکرت یا عربی سے۔ قطب مشہری کو سبھی قصوں  
نے ایک طبعزاد مثنوی لکھا ہے لیکن پروفیسر سیدہ جعفر پروفیسر دیو سستھالی کے حوالے  
سے لکھتی ہیں۔

و مثنوی قطب مشہری کے قصے سے مشابہت رکھنے والا ایک قصہ سنسکرت شاعر کی  
بھی موجود ہے۔ یہ تقریباً ستہ کی تخلیق ہے۔ جس کا نام ”لوا سا با سانا چرتہ“ ہے  
اس سنسکرت نظم میں بدھا گیتا موسوم بہ پری مالانے جو سری گنگا گیتا کا بیٹا تھا شاہزادی  
سسی پر بھاگی داستان عشق بیان کی ہے۔ یہ کہانی مالاو کے سلطنتوراجا لوا سا با سنگا  
کا قصہ محبت سمجھی جاتی ہے۔

پروفیسر دیو سستھالی لکھتے ہیں کہ اس قصے میں بہت سے تاریخی حوالے  
تبدیل شدہ صورت میں موجود ہیں“ (کلیات محمد علی قطب شاہ صفحہ ۸۷)  
قطب مشہری اس منظوم قصے کے اٹھارہ سال بعد لکھی گئی اگر وجہی نے اس  
قصے سے استفادہ کیا ہے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے نقل کو اصل بنا دیا ہے قطب مشہری  
پر ذرا گمان نہیں ہوتا کہ یہ قصہ کہیں سے مستعار ہے۔

وجہی قطب شاہی عہد کا ایک نامور شاعر اور عظیم نثر نگار تھا اس کی سب سے  
دکنی انشا پر دازی کا ایک انمول اور پہلا نمونہ ہے۔ سب رس وجہی نے عہد اللہ  
قطب شاہ کی فرمائش پر ۱۰۴۵ھ ۱۶۳۵ء میں تصنیف کی ہے۔ اس زمانے میں  
محمد یحییٰ بن سبک تاجی نیشاپوری کی تصنیف دستور عشاق کے خلاصے حسن دول کو  
بڑی مقبولیت حاصل تھی وجہی نے ”حسن دول“ کو سامنے رکھ کر سب رس تصنیف کی ہے  
اس قصے کے سارے کردار مشہلی ہیں سب رس کے قصے کی دو تہیں ہیں ایک ظاہری جس  
میں ایک عشقہ داستان پیش کی گئی ہے اور دوسری باطنی جس میں علم باطن کی باتیں کھلتی

جاتی ہیں اس طرح سب رس میں وجہی نے عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں کو ساتھ ساتھ پیش کیا ہے اس کی زبانی مبیع اور مقضیٰ ہے اس زمانے میں فارسی میں یہ طرز تحریر عام تھا وجہی نے ایک نو عمر زبان دکنی میں نثر کا یہ اسلوب پیش کر کے نہ صرف زبان و بیان پر اپنی قدرت ظاہر کی ہے بلکہ نوخیز دکنی زبان میں موجود بے پناہ لسانی اور ادبی صلاحیت اور زرخیزی کا اظہار بھی کیا ہے

سب رس کی زبان داستانوی اور رنگین ہے عبارت آرائی کے باوجود سلیس اور سادہ تحریر کے بھی نمونے ملتے ہیں۔ سب رس میں وجہی نے انشاء پر داری کے جوہر دکھائے ہیں قصہ بیان کرتے کرتے گریز کر جاتا ہے کبھی 'دل' کی حقیقت بیان کرتا ہے کبھی 'عشق' کے بھید کھولتا جاتا ہے تو صفحے کے صفحے بھر دیتا ہے۔ اس داستان میں اخلاقی معاشق اور معاشرتی مسائل اداؤں کے عجیب اور حسن پر رائے زنی کی ہے۔ داستان کا ماحوذ پرایا ہے لیکن اس کا ماحول اپنا ہے اپنے وطن کا ہے وجہی نے اپنے عصر تہذیبی عناصر کی اس میں بڑی اچھی عکاسی کی ہے سب رس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وجہی بولی اور فارسی ادبیات کے علاوہ مقامی اور ہندوستانی زبانوں کے ادب سے بھی واقف رکھتا تھا اس نے جگہ جگہ آیات اور احادیث انجری فارسی اور دکنی اشعار سے سنوارا ہے عربی مقولے بھی کثرت سے ملتے ہیں مثلاً دانا یاں میں یوی چلی ہے بات العقل نصف اکرامات، صوری تے دنیا صوری تے دین مصحف کی آیت ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

سب رس میں وجہی نے ہندی دہرہ بھی درج کیا ہے۔

پنگھا ہو کر میں ڈولے ساتی تیرے جاؤ

منہ چلتے جہنم کیا تیرے لکھیں پاؤ

سب رس میں ہیں محاورے ضرب الامثال اور روزمرہ کے قیمتی نمونے ملتے ہیں جیسے شکر کی چھری گھر گھراؤ، خونا خون، اصل سے کچھ خطا نہیں کم ذات تے دفاتیں، ادھر باقی ادھر کو ہے اس کے علاوہ دکنی کے مخصوص ضرب الامثال بھی کثرت سے ملتے ہیں سب رس کے سارے کردار تشبیہی ہیں مثلاً نظر، دل، ناموس، عشق، ناز، غمزہ

عشورہ ادا، رقیب، عقل، قامت حسن اور لٹ وغیرہ  
 سب رس اردو میں ادبی نشر کا پہلا نمونہ ہے اس سے پہلے جو نثری تصانیف  
 ملتی ہیں وہ مذہبی نوعیت کی ہیں  
 وجہی کی ایک اور تصنیف کلمۃ المتعالمی ہے۔ اس میں صوفیانہ خیالات پیش  
 کئے گئے ہیں۔

خواصی کی پہلی مثنوی ہے اس نے تین مثنویاں  
**سیف الملوک و بدیع الجہال** : لکھیں۔ دو اور مثنویاں مینا ستونیاں اور  
 طوطی نامہ ہے مثنوی سیف الملوک خواصی نے محمد قطب شاہ کے آخر زمانے میں لکھی تھی اسکے  
 انتقال کے بعد تھوڑے سے روز بدل کے بعد اسے عبداللہ قطب شاہ کی خدمت میں پیش کیا  
 خواصی گوگندہ کا ایک بڑا ہی باکمال شاعر تھا۔ اس کے حالات زندگی کا خود اس کے  
 کلام سے بھی کم ہی اندازہ ہوتا ہے سیف الملوک و بدیع الجہال کے مطالعہ سے اتنا پتہ  
 چلتا ہے کہ وہ محمد تقی قطب شاہ کے زمانے میں ایک نو مشق شاعر تھا۔ اس کی شش سہنی ابھی  
 جاری تھی لیکن وجہی کے سامنے اس کا چراغ جل نہ سکا۔ محمد قطب شاہ کے زمانے میں  
 شاعروں پر بڑی بڑی گزری۔ عبداللہ قطب شاہ کے ہمد میں شاعری کے چمن میں پھر سے  
 بہار آگئی۔ خواصی سپاہی تھا اور پیرہ پر مامور تھا۔ عبداللہ قطب شاہ نے اس کی  
 شاعرانہ صلاحیتوں کو دیکھ کر اس کی درخواست پر پیرہ سے ہٹا دیا اور دربار  
 میں جگہ دی۔ خواصی نے اپنی شاعرانہ اور ماہرانہ صلاحیتوں سے بادشاہ کے دل میں  
 گھر کر لیا۔ ملک الشعراء کا خطاب دے کر ملک خوشنود کے ساتھ ۱۶۳۵ء میں گوگندہ  
 کا سفیر بنا کر بھیجا۔ وہاں خواصی کی بڑی آدابگت ہوئی اس کی مثنوی سیف الملوک نے  
 بیجاپور کے شاعروں کو متاثر کیا۔

یہ مثنوی ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۵ء میں مکمل ہوئی خواصی لکھتا ہے  
 برس یک ہزار ہور پنج تیس میں کیا ختم یو نظم دن تیس میں  
 خواصی کی تین مثنویاں ترجمہ ہیں۔ یہ مثنوی الف لیلم سے ماخوذ ہے۔ اس میں مصر  
 کے شہزادہ سیف الملوک اور جیوڑی کی شہزادی بدیع الجہال کے حسن و عشق کی داستان

ہے۔ میر سعادت علی رضوی لکھتے ہیں کہ عہد اردنگ زیب میں مرزا بدیع اصفہانی نے شمشیر خاں کا فرمائش پر اس قصہ کو فارسی میں نظم کیا جسے ”گلستہ عشق“ نام رکھا تھا سیف الملوک کا ایک نثری ترجمہ نجم الدین احمد نجم نے دلی سے ۱۸۹۲ء میں شائع کیا خواہی کا ترجمہ آزاد ترجمہ جسے شاعر نے اپنی قادر الکلامی سے طبعزاد بنا دیا ہے۔ اس منظوم کا قصہ بھی عام داستانوں سے ملتا جلتا ہے۔

شہر مصر کا ایک بادشاہ تھا ایک عرصہ بعد اسکے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سیف الملوک رکھا گیا۔ جب شہزادہ بڑا ہوا تو بادشاہ عاصم نزل نے شہزادہ کو ایک آنگشتری ایک زرین کپڑا اور گھوڑا تحفہ دیا اس زرین کپڑے پر ایک خوبصورت دوشیزہ کی تصویر تھی جسے دیکھ کر شہزادہ عشق میں مبتلا ہو گیا وہ تصویر شہنشاہ ابن شاہ رخ بادشاہ اجنبی بی بی بدیع الجمال کی تصویر تھی جو گلستان ارم میں رہتی تھی شہزاد اپنے دوست ساعدہ کے ساتھ گلستان ارم کی تلاش میں روانہ ہوا۔ راستہ میں بڑی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا لہذا ان سے لڑتے، زنگیوں سے مقابلہ کرتے اور راکشس کی قید سے نجات پا کر ایک جزیرہ میں پہنچا۔ جہاں کے لوگڑے ہاتھی کے برابر تھے ان سے بچنا چاہا تو شتر مرغ کا نشانہ بنا وہاں ایک آردھ کے منہ سے بچ کر نکلا ایک دریا کے کنارے پہنچا وہاں اسے ایک انار ملا۔ بھوکا تھا کھالیا۔ وہ انار ایک دیہ کا تھا شہزادہ حضرت سلیمان کی انگوٹھی کی مدد سے ایک اور جزیرہ پر پہنچا۔ وہاں ایک شہزادی شہر بانو سے ملاقات ہوئی جسے بدیع الجمال کا پتہ معلوم تھا۔ اس نے شہزادہ کی مدد کی۔ شہر بانو سے ان دونوں نے درخواست کی کہ وہ شہنشاہ سے سفارش کر کے ان دونوں کی شادی کروادے وہ راضی ہو کر چلی گئی اس کے غیاب میں شہزادہ سیف الملوک ایک دیو کے نیچے میں گرفتار ہو گیا۔ جب شہنشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے فوج لے کر دریا سے تلزم پر حملہ کر دیا۔ جہاں کا وہ دیو حکمران تھا۔ گھمسان کی لڑائی کے بعد بدیع الجمال اور سیف الملوک کی شادی ہو گئی۔ اور وہ مصر لوٹ آئے۔ خواہی نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ اسے الف بیل سے استفادہ کیا ہے

کوڑاں کھلے سب میرے نام کے  
مراجیب بلبیل ہو بولن لگیا  
کھلے چھوٹی مہقود کے کام کے  
چھلے غیب کے نغمے کھولن لگیا

۴۲  
میرے طبع کا جھاڑ جم لیا دے بار کھلے پھول تسکوں ہزاراں ہزار  
خواہی نے اس مثنوی کے قارئین اور اسلوب میں وجہی کی طلبہ مشتری کی پردی کی ہے  
منظر نگاری کے سیف الملوک میں زیادہ مواقع تھے اس لئے وہ آج بھی سے آگے نکل گیا  
پے سراپا اور جذبات نگاری میں بھی اس نے کمال دکھایا ہے۔ وجہی نے جذبات نگاری  
میں حقیقت کی عکاسی کی ہے خواہی نے مبالغہ سے کام لے کر اس میں رنگ بھر دیا ہے  
سراپا نگاری میں وجہی نے تفصیل سے کام لیا ہے جبکہ خواہی نے اختصار کو مدنظر رکھا ہے۔  
خواہی نے جن راکشش اور دیو کی تصویریں اس انداز سے کھینچی ہیں کہ جسم میں ایک  
سنسنی سی دوڑ جاتی ہے۔

لبنات قد لبی ناک چو رطے بلاخ دیسے غبار کے نادر لبداں فراخ  
بڑے ڈانگرے سار کے کان دو اجڑ گھر کرے گھوڑ جو راں دو  
انگوٹھیاں بدل آپ نے ساز کے خوش انگلیاں میں پہنا ڈلے ساز کے  
خواہی کی مثنوی میں تخیل کی کار فرمائی نے بڑی جان ڈال دی ہے۔ دکنی اور  
اردو کی دیگر داستانوں کی طرح مافوق الفطرت عناصر اس مثنوی میں کچھ زیادہ ہی بے  
جائے ہیں۔ مثلاً مکوروں کا ہاتھی کے برابر ہونا۔ بڑے بھوت اور دانگن کی خطرناک حرکتیں  
خواہی نے حیرت انگیز اور سنسنی خیز واقعات سے داستان کو دلچسپ بنا دیا ہے  
خاص طور پر شہزادہ کا لونگن سے مقابلہ کرتا دیو سے لڑنا آتش دھارے سے دوچار ہونا بخش کش  
اور سنسنی ہٹ سے دوچار کر دیتا ہے۔

خواہی نے اس مثنوی میں رزم اور نیرم دونوں موتوں کی اچھی عکاسی کی ہے جس  
سے پتہ چلتا ہے کہ اسکو رزمیہ اور نیرمیہ شاعری میں مہارت اور کمال حاصل ہے نیرمی  
نے اپنے اس کمال فن کے اظہار کے لئے گلکش کشتن اور علی نامہ سے کام لیا تھا۔ تو خواہی  
نے اس ایک مثنوی میں ہی اپنے یہ جہر دکھا دیے ہیں۔

خواہی کے یہاں باغ اور بیابان دونوں مناظر کی تصویریں ملتی ہیں باغ کا منظر  
بڑھتے وقت سحر البیان کے مخزنہ باغ کا منظر یاد آجاتا ہے۔ خواہی کے باغ میں کاغذ کے پھول  
نہیں کھلے۔ بلکہ حیدر آباد دکن جو اس زمانے میں "باغ نگر" تھا اس کی عکاسی ملتی ہے۔

اس باغ کے پھول پتے اور پھل اور ان میں چمکنے والے پرندے سب مقامی ہیں  
سیف الملوک و بدیع الجہاں میں دکنی تہذیب کی بھی اسی طرح تصویر کشی  
کی گئی ہے جس طرح دکنی کی دیگر مشنویوں میں کی گئی ہے۔ اس مشنوی کے مطالعہ سے  
یہ انکشاف ہوتا ہے کہ فارسی قصوں کو اردو مشنوی میں دکنی تہذیب سے ہم آہنگ کر دیا  
گیا۔ دکنی کی مشنویاں اپنے عہد کی تہذیب اور معاشرت کی منظوم تاریخ ہیں۔

سیف الملوک میں شاعر نے نادر تشبیہوں اور اچھوتی ترکیبوں کا استعمال  
کر کے اپنی قادر الکلامی کا ثبوت دیا ہے۔ شہیاں اور دریائے قلم کے بادشاہ کی  
رہائی کے منظر میں اس نے نئی اور اچھوتی تشبیہیں استعمال کی ہیں

جو دریا ہو اُبلنے لگیا      گلن اسبوکشتی ہو چلنے لگیا  
سراں تیرتے لہو کے سمندر تے      جو دستے آتھ بڑے دھڑلے دور تے  
دھڑاں سب بیٹ سوج کے ٹوٹ مار      تھ دبتے نکلتے ہیننگاں کے سار

خواصی مے گو کندہ کے دیگر شاعروں کی طرح فارسی اسلوب کو آگے بڑھا رہا ہے اسکی  
بحر بھی غولن غولن غول (بحر متقارب) ہے۔ جو فارسی مشنویوں کی مقبول بحر ہے  
ساتھ ہی دکنی زبان کی نمایاں خصوصیات بھی اس مشنوی میں بدرجہ اتم ملتی ہیں۔ مثلاً  
(ان) سے جمع بنانے کی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں جیسے سو جاں تشبیہاں جیہاں  
دلاں دزیراں شرطان وغیرہ۔

خواصی نے تذکیر و تائید کا بھی زیادہ خیال نہیں کیا ایک ہی اسم کو مذکر بھی باندھنا  
ہے اور کبھی مؤنث مثلاً  
میراجیب بلبل ہو بولن لگیا      چھپے غیب کے نغمے کھولن لگیا

میری جیب عجب کھرگ ہے آبدار      سدا تیز پانی دہرے ہے شمار

ایسا نہیں ہے کہ اسے صرف فارسی اور عربی کے الفاظ سے اپنے اسلوب کو سنوارا ہے بلکہ سنسکرت  
کے بھی سہل اور عام فہم الفاظ کو سیف الملوک و بدیع الجہاں میں جگہ دی ہے ہونے کے

طوریہ یہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ 'بیس'، 'آئندہ'، 'سیس'، 'اتم'، 'دیوانی'، 'سکھ'، 'جھوگنی'، 'کارن' و غیرہ۔ — خواہی کی تمیزوں مثولیوں میں سیف الملوک کو زبان و بیان اور فنی کے اعتبار سے فوقیت حاصل ہے۔

دینا ستوتی، کو خواہی کی پہلی مثنوی سمجھا جاسکتا کیونکہ اس مثنوی میں شاعر کے لہجہ میں انکسار ہے آپ کو کم علم اور کم فہم سمجھتا ہے اور اپنے حق میں دعا کی درخواست کرتا ہے، خواہی کہنے پر کرنا نظر دعا حق سوں کر تارے حق اور ہے

مینا ستوتی کا قصہ اور بھی میں منظم چند آئیں سے ماخوذ ہے جو بہت مقبول قصہ رہا ہے سیاں سا دھن نے اسے 'مینا ست' کے نام سے لکھا ہے بنگال میں دولت قاضی نے سنی مینا دلوہر چندرائی کے نام سے اور فارسی میں حمیدی نے 'عصمت نامہ' کے نام سے لکھا ہے خواہی نے اپنی مثنوی کو فارسی سے ماخوذ بتایا ہے لیکن یہ مثنوی بھی اپنے اندر ایک انفرادی شان اور ایسج رکھتی ہے۔

دس سالہ امتحان فارسی یواول کیا نظم دینی ہے بدل

اس کا قصہ بہت دلچسپ ہے اس میں ہندوستانی عورت کی عظمت و فاداری اور عفت و آبی کی عکاسی کی گئی ہے۔ قصہ کا ربط و تسلسل مثنوی کی شان ہے حالانکہ درمیان میں کچھ اور قصے آتے ہیں جنہیں دوتی سناتی ہے یا مینا لیکیں یہ قصے مثنوی میں جذب ہو گئے ہیں آئیں علیحدہ تو کیا جاسکتا ہے مگر مثنوی کی دلچسپی کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا ہے اس مثنوی کے دو اہم کردار ہیں اور دونوں بھی عورت کے ہیں مینا عفت و فاداری و فانی نمائندہ ہے تو دوتی مکر، فریب اور حرص و ہوا کی عورت ہے مینا کی ثابت قدمی، دوتی کے مکر کو چلنے نہیں دیتی۔ آخر خیر کی فتح ہوتی ہے اور شر کو سزا ملتی ہے۔ دوتی اور مینا کے چاندرا مکالمے اس مثنوی کی چال ہیں۔

مثنوی 'شبیرہ' استعارے، قرب الامثال کہاوتیں و زمرہ اور 'خاورے' کا خزانہ ہے۔ اس زمانے کی عورتوں کی زبان ان کے انداز فکر اور طرز زندگی کے مطالعہ میں مینا ستوتی سے بڑی مدد ملتی ہے اس قصہ میں سادگی اور واقعہ نگاری پر زور دیا گیا ہے۔ طوطی نامہ سیف الملوک کے چودہ سال بعد یعنی ۱۰۹۰ھ ۱۶۳۹ء میں لکھا گیا ہے



برس یک ہزار ہورچالیس پر تو  
 ہوئے تھے یوموتیاں پرویا ہوں میں  
 اس کا قصہ خیار الدین تختی کے طوطی نامہ (فارسی) سے ماخوذ ہے۔

ہوئے حضرت تختی حج مدد دیا میں اسے تو رواج اس سنگ  
 خیار الدین تختی کا طوطی نامہ خود بھی سنسکرت تصنیف شتکا سپنا کا فارسی ترجمہ ہے  
 جس میں طوطے کی کہی ہوئی سترکہا نیاں ہیں تختی نے باون کہا نیاں لی ہیں اور خواہی  
 نے پشیا لیس کہا نیاں رد و بدل کے ساتھ طوطی نامہ میں نظم کی ہیں۔ فورٹ ولیم کالج کے  
 قیام کے بعد حیدر بخش حیدری نے گلکرسٹ کی فرمائش پر ۱۲۱۶ھ میں طوطی نامہ طوطی کہانی  
 کے نام سے اردو میں لکھا ہے۔

طوطی نامہ میں خواہی کی زبان سیف الملوک کے مقابلہ میں فارسی سے زیادہ متاثر  
 ہو گئی ہے جدید فارسی الفاظ، محاورے اور نئے کا استعمال بھی اس مثنوی میں ملتا ہے  
 سیف الملوک میں خواہی نے جزئیات نگاری کے جوہر دکھائے تھے اس مثنوی میں اختصار  
 کو ملحوظ رکھا ہے۔ لفظوں کی تراش خراش بیان کی تیزی اور زبان کی سادگی خواہی  
 کی اس مثنوی میں سابقہ دونوں مثنویوں سے کہیں زیادہ ہے۔ زبان و بیان کی تھگی کے  
 اعتبار سے یہ مثنوی سب سے آگے ہے اس کا خود نشانہ کو بھی احساس ہے کہتا ہے۔

کھیلے سخن سنج صاحب تمیز      بچن کے سوئے سحر کا توں عزیز  
 تری طبع پر صد ہزار مرجا      سپا توں ہے منظور اسل عبا  
 اس وقت تک خواہی کی شہرت دکن سے نکل کر شمال پہنچ چکی تھی  
 چنانچہ میر حسن اپنے تذکرے میں خواہی کا ذکر اس طرح کرتے ہیں  
 ”خواہی تخلص در دقت جہانگیر بادشاہ بود۔ طوطی نامہ تختی را  
 نظم نموده است بہ زبان قدیم نفع فارسی نفع ہندی بطور بکت  
 کہانی سرسری دیدہ یوم شعر آں نظم یاد نیست“

ماہ پیکر: ماہ پیکر عبداللہ قطب شاہ کے دور حکومت کی ایک اہم مثنوی ہے اس کے



سے درخواست کرتا ہے کہ

اگر چوک پاویں گے اس میں ذرا کم و راست تم خوب اسکوں پھرا  
نیکر عیب اس کا سوچو پر دھرد اگر عیب اچھے گا عفو سب کرو  
رہ جانے کو پختہ کی یا خام ہے کہ ناکام ہے یا بے کام ہے

اس مثنوی کا ہر دو پیکر ہے اور ہر دین کا نام 'ماہ' ہے اسی مناسبت سے جیندی نے  
اس مثنوی کا نام "ماہ پیکر" رکھا ہے۔

رکھیا ماہ پیکر شہزادہ اس ایک نام الہی توں کر اس نظم کو تمام  
دو ہزار سات سو پینتیس شعر کی اس مثنوی کا قصہ اکہرا ہے قصے سے پہلے مثنوی کی

عام روایت کے مطابق حمد اور نعت بھی شامل ہیں نعت ہی کے سلسلے میں مناقب خلفائے  
راشدین بیان ہوئے ہیں پھر سبب تائیف اور دعا کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے حسن  
مسندی محمد غزنوی کا وزیر ہے۔ بادشاہ اسے بہت عزیز رکھتا ہے اسے دنیا جہاں  
کی نعمتیں حاصل ہیں۔ مگر اولاد سے محروم ہے۔ بڑی دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ نے  
ایک لڑکی عطا کی جس کا نام 'ماہ' رکھا۔ اسی ملک میں ایک بڑا دولت مند تاجر رہتا تھا  
جس کی کوئی اولاد نہ تھی بڑی آرزوں اور تمنائوں کے بعد ایک لڑکا پیکر پیدا ہوا۔ ماہ  
اور پیکر ایک محبت میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ بڑے ہوئے تو ان کے عشق کا چرچا ماں باپ تک  
پہنچا اور ماہ کا مکتب چارنا موقوف ہوا۔ پیکر ایک کڑی کللالہ سے جو مانع تھی ماہ تک  
اپنے دل کا حال پہنچانے میں مدد لیتا ہے۔ دونوں کللالہ کی مدد سے ایک باغ میں ملتے ہیں۔

جہاں وہ شاد اور قرآن شریف پڑھتے ہیں ایک رات محمد غزنوی کو توہل کے بھیس میں گشت  
پر نکلا تو دیکھا کہ پیکر باغ کے کھڑے پر کند ڈال کر چڑھ رہا ہے۔ اسے فوراً اگر لٹا کر  
کر لیا اور ماہ پیٹ کے بعد اس کے باپ عبداللہ کے گھر لے گیا۔ عبداللہ نے سمجھا کہ اس کا بیٹا  
چوری کے الزام میں گرفتار ہوا ہے تو بہت شرمندہ ہوا اور ضمانت دینے سے انکار کر دیا  
تو تو ال پیکر کو لے کر آگے بڑھا راستہ میں پیکر کے درست ملک زادہ کا گھر ملا۔ پیکر نے  
ملک زادہ سے تمام حال کہہ سنایا۔ ملک زادہ نے ضمانت دے کر اسے چھڑا لیا۔ اور اس  
کو اپنے گھر لے گیا۔ پیکر نے تمام قصہ ملک زادہ سے کہہ سنایا تو ال پیکر کو تو ال ملک زادے کے ملازم

کے بھیس میں چھپ کر بیٹھایا۔ سارا ماجرا سن رہا تھا پیکر نے کہا 'ماہ' باغ میں اس کا انتظار کر رہی ہوگی تاکہ آج کے پندرہ پارے پڑھے جا سکیں اور دونوں مل کر قرآن شریف ختم کر سکیں ملک زادہ نے اجازت دی تو کوتوال بھی آنکھ بچا کر ساتھ ہولیا تاکہ پیکر کی آزمائش کر سکے کوتوال ان دونوں کی محبت اور پار سائی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ صبح کے قریب پیکر نے ماہ سے رخصت چاہی اور بتایا کہ اب اسے سو لی پر چڑھایا جانے والا ہے تو ماہ حش کھا کر گر پڑی۔ صبح جب شہر میں ڈھنڈو راپٹا گیا کہ ایک چور کو دار پر چڑھایا جانے والا ہے تو ماہ سیاہ لباس پہن کر سیاہی کے بھیس میں اس جگہ پہنچی۔ کوتوال کے بھیس میں غزوی نے چوری چوری ساری باتیں سن لی تھیں اسے معلوم تھا کہ سیاہ لباس میں کون ہے اس نے پیکر کو سو لی پر چڑھانے کے بجائے دونوں کی شادی کر دی۔

مثنوی ماہ پیکر ادبی سماجی اور تہذیبی اہمیت کی حامل ہے اس مثنوی کا قصہ بھی عام مثنویوں کی طرح شروع ہوتا ہے لیکن شاعر نے قصہ کی تفصیل میں تہذیب اور بھیس کی تضاد پیدا کر کے قصہ کو دلچسپ بنا دیا ہے ایک عشقہ مثنوی ہونے کے باوجود اس کا ماحول مذہبی ہے منظر کشی جذبات نگاری اور جزئیات کی پیش کشی میں شاعر کو کمال حاصل ہے۔ پیکر کے خرات میں ماہ کی بے قراری کے اظہار کے لئے احمد حنیفی نے پورا ایک باب تمام کیا ہے۔ شاعر کی منظر نگاری کا کمال 'باغ' کی آرائش زیب و زینت کے بیان میں نظر آتا ہے منظر نگاری ہو کہ جذبات نگاری شاعر نے جزئیات پر پوری توجہ کی ہے جس کی وجہ سے مثنوی طویل معلوم ہوتی ہے لیکن جزئیات کی تفصیل اور تہذیبی عناصر قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھتے ہیں احمد حنیفی نے بہت سارے پھل اور پھولوں کے ایسے نام گنوائے ہیں جن سے دکن کی بو باسن آتی ہے جیسے سرو انار انجیر جاس آم اناروٹ نارنگی بادام بنفشہ پھولوں میں لالہ سوسمی سمی چنبلی چنبا بٹ موگرا سینوی دونا گول سنبل نرگس جھوٹی (جھوٹی) وغیرہ۔ احمد حنیفی نے دکنی تہذیب کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی پر خاص توجہ مرکوز کی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے شاعر کا مقصد اولین ہی تھا کہ وہ اپنے دور کے شادی بیاہ کے رسم و رواج (پورات) لباس سجاوٹ و آرائش آؤ بھگت خاطر تواضع جشن اور رقص و موسیقی فریش و فرنیچر محقر یہ کہ مکانات اور محلوں کی سجاوٹ کو قلمبند کر لے ماہ اور پیکر

کے شادی کی رسومات کے آغاز سے لے کر میزبانی تک تہذیب و معاشرت کے رنگارنگ مرقعے نظر آتے ہیں۔ پروفیسر سیدہ جعفر نے اپنی مرتبہ مثنوی کے مقدمہ میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس سلسلہ میں وہ رقمطراز ہیں:

”د احمد چندی کی مثنوی ماہ پیکر، عہد گزشتہ کے تہذیبی مظاہر کی ایک اہم دستاویز معلوم ہوتی ہے۔ شاعر کے وسیع مشاہدے اور اس کے ثقافتی شعور نے اس مثنوی میں ایک نئی ہونے تہذیب کے نقوش کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔

اگر ہم قطب شاہی تمدن کی ایک جھلک دیکھنا چاہیں تو اس عہد گزشتہ کے تمدنی عہد اور ثقافتی سیلانات کا پر لوہیں احمد چندی کی ماہ پیکر میں نظر آ سکتا ہے“ (ص ۱۷)

دکنی مثنویوں میں سراپا نگاری کے اچھے نمونے ملتے ہیں۔ ماہ پیکر میں اس کی کھٹکتی ہے ماہ کی خوب صورتی کی ہلکی سے تصویر کشی کی گئی ہے۔ سراپے میں تشبیہات کے استعمال سے بہت کام لیا جاتا ہے۔ گردن اور انگلیوں کی تعریف ملاحظہ ہو جس میں ایک اچھوتا انداز ہے کہ گردن مرا جی کے یا مود ہے کہ صافی میں بلور تیار ہو رہے

کہ انگلیاں بیڑیاں پائی کی بڑیاں کہ پاپے تو بلیاں جو نازک پھیلاں

اسی طرح سیاہ لباس زیب تن کرنے اور سیاہ گھوڑے پر ماہ کے سوار ہو کر جانے کی بھی تصویر کشی ہے زیادہ تر اثر نہیں ہے۔

مثنوی کے آغاز میں چندی نے شاعری ترک کر دینے اور مثنوی سخن چھوڑ دینے کا اظہار کیا تھا لیکن مثنوی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مثنوی سخن ترک کرنے کے باوجود اس کو فن پر کمال حاصل تھا۔ زبان کی صفائی اور بیان کی روانی بے مثال ہے۔ تشبیہات سے زیادہ استعاروں سے کام لیا ہے جس سے معنی آفرینی اور انٹرا انگیزی بڑھ جاتی ہے۔ چند مثالیں پیش ہیں۔

کری کیوں اپنی عن کوں مانی کا حال  
پڑی کیوں ہے پیاری اپنی کھولہ سود  
ہوا میں اگنی نیلے میں ساری گوں  
نرا کت میں محبوب زلفاں لے جیوں

کہ نازک ہے اور بھونتی مثال  
نرم ہے خفیاں رونی کے مانند وجود  
دو میں شمع ہو کر شمس دن جلوں  
بھتر کاوے تھے سو چمناں میں یوں

کہ یا زلف ناگن کو نڈل گھسائی کر  
کہ بیٹھے ہے جوں جھاڑ ٹھکی لالہ پر

کہ پتیلیاں کی ہے راوت اس کے میاں کہ سوکھے کناری لے بیٹھے ہے وہاں

کہ یا ماہ موسیٰ عصا ناگ تینوں  
پٹیاں پھینک پسا کر کہیاں چھایاں بول

احمد جیلانی نے محاوروں قرب الامثال اور رد زمرہ کا بھی بھرپور استعمال کیا ہے جس سے روایتی خیال میں تیزی آگئی ہے۔

ممان دینا۔ غم کھانا آس پکڑنا۔ آنسو سٹنا۔ تشریف دینا۔ صیوری پکڑنا

دیکھنا۔ عقل اکھونا۔ سینا کوٹ لینا، جیونٹا رکھنا۔ سمیٹ لینا۔ کلیجہ کاڑھنا

چرخ دھرتی . خاسن لینا ، وھوسا زنا

جیسا کہ پہلے بھی ذکر آیا ہے اس شئوی کی فضا پر اسلامی رنگ چھایا ہوا ہے غالباً یہ پہلی عشقیہ شئوی ہے جس میں تقدس اور تقویٰ کی فضائیت ہے حالانکہ اس کا قصہ مذہبی نہیں بلکہ ایک طبع آزمائی ہے۔ دوسرے عشقیہ قصوں میں ہوا ہوس کا عنصر بھی ہوتا ہے لیکن مذہبی فضا کو برقرار رکھنے کے لئے شاعر نے مومنین مومنین سے احادیث آیات اور تعلیمات سے استفادہ کیا ہے ماہ اور سپیکر فراق کے بعد ملتے ہیں تو فراق کی گھڑیوں کا اس طرح ذکر کرتا ہے

تیرے ہوں کی قبلہ سوں منجہ کام تھا      چہرا یا و منجہ کد سوں احرام تھا

درد پورا اور اد تسبیح مدام تیری ٹانگوں میں اسٹیج و شام

شاعر نے آیات و احادیث کا جس طرح برعمل استعمال کیا ہے اس سے شاعر کے علمی مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے ملاحظہ ہوں و بر ملاحظہ

قرآن میں سو ایت ہوا اس کوں حل

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم، بعد رسول

تو ہی ہو میراں منیخہ او میراں سو حیاں  
 ہل جزاء اے اے حسن الہ الاعیان

خدا کی سوزن تان میں آئیں      اللہ کی آیات دکھائی

یہ عشقوی لسانی اعتبار سے بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے اس میں سنسکرت شمس اور سندھو الفاظ کا استعمال ملتا ہے برج پنجابی + درہڑی کے اثرات بھی دیگر دکنی عشقویوں کی طرح اس عشقوی میں بھی ملتے ہیں پروفیسر سید جعفر نے اس عشقوی کے مقدمے میں اس کا صوتی تجزیہ بھی کیا ہے

دکنی بلکہ اردو کی اکثر عشقویوں میں مافوق الفطرت عناصر سے دلچسپی اور حیرت کی قصا قائم کیا جاتی ہے۔ ماہ پیکر میں نہ تو میں ملتے ہیں نہ پرلیں نہ دیو نہ سحر نہ جادو اور نہ ہی پیر و کی غیر معمولی طاقت اور غیر معمولی حکمتیں اس کے باوجود عشقوی دکنی دلکشی میں ترقی نہیں آئے پاتا یہ عشقوی اس اعتبار سے ایک خاصے کی چیز ہے بقول سید جعفر ” احمد جیلانی کے اس شعری کارنامے کی ادبی لسانی تاریخی اور ثقافتی اہمیت مسلمہ ہے “

**پاکھولین :** شیخ محمد ظہیر الدین شیخ فخر الدین ابن نسائی دراصل ایک اچھا انشاز بردار تھا۔ پھولین میں شاعر نے خود اس بات

کا اظہار کیا ہے کہ اس نے شاعری میں بھی جان بوجھ کر اپنا کمال دکھایا ہے۔

اے انشا پیرا سبیل دایم      طبیعت کوں میری ہے حظ لایم  
سمجھ پر کسی کوں مسیر الطبع ہوتا      لکھ میں ایک دکھایا ہوں نمونہ  
پھولین فارسی کی ایک حکایت      بسائیں لاش کا ترجمہ ہے۔

بچپن کے باغ کی لے یا غیبی      بسائیں کی کئی سو ترجمانی

یہ عشقوی بھی عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں لکھی گئی۔ اس کا سترہ تصنیف ۱۰۶۶ھ

۱۶۵۵ء ہے۔ اس میں بھی روح کی تبدیلی کی مثالیں ملتی ہیں اس میں ایک قصہ

حق کے صوداگر کے بیٹے کا بیان کیا گیا ہے جسے ایک زائد کی بیٹ سے محبت ہو جاتی ہے زائد کو یہ بات بہت ناگوار گذرتی ہے وہ رنجیدہ ہو کر بد عادت بنا ہے کہ دونوں کی صورت بدل جائے دعا قبول ہوئی تو عاشق بلیل اور محبوبہ گل بن جاتی ہے آخر میں کشمیر کے بادشاہ کو اس بات کا علم ہوتا ہے تو وہ اسم اعظم کی انگوٹھی کی مدد سے انہیں اصلی حالت پر لے آتا ہے۔

دو لونی پر رسول الگو بھی کول پھرایا  
ہوے پھر آدسیا لگی شکل سولاد

گل و بیل کو شہ انکے منگایا  
خدا کے فیض سول جیوں تھے اولاد

پھولن کی ایک اور حکایت میں بھی تبدیلی جسم کا ذکر ملتا ہے ایک بادشاہ کو  
جوگیوں سے بہت محبت تھی ایک جوگی نے اسے نقل روح لے لیا ایک منتر سکھا دیا۔  
جس کے زور سے بادشاہ ہرن کا روپ دھار لیتا ہے وزیر نے بھی بادشاہ سے یہ  
منتر سیکھ لیا تھا اس نے موقع پا کر منتر پڑھا اور بادشاہ کے روح سے خالی جسم  
میں داخل ہو کر بادشاہ بن گیا۔ ادھر ہرن طوطی بن جاتا ہے اور اڑتے اڑتے محل  
میں آکر رانی کو بتلاتا ہے کہ وہی اصلی بادشاہ ہے۔ وزیر جو بادشاہ کے روپ  
میں راج کر رہا تھا اسے ملکہ نے اکسا یا کہ وہ اپنے منتر کا اظہار کرے اور اس قمری  
کا روپ اختیار کر لے جسے ملکہ نے پیش کیا ہے وزیر نے اُدیکھا نہ تاؤ جھٹ قمری  
کے روپ میں آ گیا اور ادھر طوطا چھوڑ کر اصل بادشاہ تھا اپنے جسم میں داخل ہو گیا۔  
جس بدلتے تھے دکنی مثنویوں میں دو چار جگہ اور آئے ہیں اس کا سلسلہ قدم راؤ  
پدم راؤ سے شروع ہوتا ہے تو اسی کے طوطی نامے میں بھی روح کی منتقلی کا ذکر آتا ہے  
پھولن میں قصہ در قصہ مثنوی آگے پڑھتی جاتی ہے اس میں تین قصے اصلی ہیں  
اور باقی ذیلی کہانیاں ہیں یہ زیادہ طویل مثنوی نہیں ۱۷۴۷ اشعار پر مشتمل ہے اس کی بحر  
مطالعین مفاہیل فحولن ہے (بحر ہزج مسدس محذوف الاخر) یہ ایک لا جواب  
مثنوی ہے جو درباری سرپرستی سے دور رہ کر لکھی گئی ہے۔ اس کا اسلوب نہایت  
روان دواں ہے اور بحر ہزج۔ شاعر نے چونکہ اپنے کمال فن کے اظہار کے لئے  
مثنوی لکھی تھی اس لئے اس مثنوی میں تمام ادبی خوبیوں کو بھی سمونے کی کوشش  
کی ہے۔ اس مثنوی میں جہاں مناظر قدرت کا ذکر ہے وہاں اسنے بالالہ نام ان کی  
جا ندار تصویر کشی کی ہے۔

باغ کے منظر سے چند شعر یہ ہیں تو اس کا اندازہ ہو سکتا ہے  
اٹھیا تھا بچول کا سب ہمار ہیکار بندے پھل ڈالی کے مرغال ہندو لے  
کلیاں لائے کی سرے کپاں نشانیاں دے یا قوت کی ہو سرمہ دانیاں



کلی ہو پھول ہل دستے تھے اس دھماکہ کہ جون چھپ کو کوئی کرنے رہے بات  
اسی طرح جنگل چاندنی رات اور طلوع آفتاب وغیرہ کے مناظر بھی پیش  
کئے ہیں۔ خوشی اور غم حیرت اور حسرت کی بھی قلمی تصویریں کھینچ دی ہیں جس سے شاعر  
کی باریک بینی گہرے مشاہدے اور قدرتِ اظہار کا اندازہ ہوتا ہے۔ بلبلی کی بیقراری  
کا حال دیکھئے :

اگر اچھٹا تو ہمارے کامراتن میں اڑ کر یاں تے لے جاتا کہ ہرنی  
کہاں وہ پاؤں جو میں اس تلک جاؤں وہ انگھیاں کال جو میں اس کا دریں پاؤں  
تراہدنی بیٹی کے حسن اور سراپے کو سوداگر کے بیٹے کی زبانی بیان کیا ہے سراپا ہے  
داستانوں کا ایک لازمی سا جز ہے اس سے اس عہد کے معیار حسن کا اندازہ بھی ہو سکتا  
چتر، چھل، سرگ، کھل، سہانی نہ اس کوں کوئی تھا صورت میں ثانی  
کہوں کیوں میں انک کوں اسکے سرکال سرک میں دل کشانی کے اثر کال  
بھول کوں کیوں کہوں مخراب تھے کوں ووکالی ہے نور مخراباں کے اوپر  
چندر آدھا بھول گریں پشانی چندر آدھا نہیں ویسا نورانی  
سراپا نگاری میں ابنِ نشاطی نے ایک عین آنگھوں کے سرخ ڈورے تاک  
رخسار ہونٹ دانت ٹھڈی کمر قد اور پنس کی سی چال تک تعریف کی ہے بمنظر نگار  
جذبات نگاری اور سراپے میں شاعر نے نادر تشبیہات استعمال کی ہیں۔ مرقع نگاری  
میں پھول بن کو ایک اعتبار حاصل ہے۔ شغولیوں اور داستانوں کی مقبولیت کا اہم عنصر  
یہ بے ساختہ مرتعے بھی ہیں۔

ابنِ نشاطی دربار سے وابستہ نہیں تھا۔ اسے عوامی زندگی کو قریب سے  
دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ تاہم وہ شاہی اور عوامی ماحول کی کامیاب ترجمانی کرتا نظر آتا  
ہے جہاں سمن کے جزیرے کے محل کا نقشہ کھینچا ہے تو قلمب شاہی محلات کی تصویریں  
آنگھوں کے سامنے پھر جاتی ہیں۔ جذبات پر اس کی نظر بڑی گہری ہے شکار گاہ کا ذکر  
کرتا ہے تو وہاں کی ایک ایک چیز پھل پھول پتے آسمان زمین دھوپ چھاؤں چرند  
پرند، درند کی تفصیل بتاتا چلا جاتا ہے۔ جانوروں میں سید گوش ہاتھی چیتے ہرن چیل

کہتے پرندوں میں باز بھری شکریاں شاہین زکما شعاریں اس طرح آیا ہے کہ کہیں تکلف یا تفتیح کا احساس نہیں ہوتا۔

ابن نشا طی نے اس عشقیہ مثنوی کو صرف تفسی طبع کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ اس میں اس نے ہند و حکمت جہاں بانی اور جہان داری کی بھی تعلیم دی ہے دائرہ کی لالچ میں جب بلبل جال میں پھنس جاتا ہے تو ”طبع داری“ کی مذمت میں مغلط کی شعر لکھ دیتے ہیں اس کے علاوہ بھی جگہ جگہ کئی شعر آگئے ہیں مثلاً

جو کچھ کرتا سو حق مکر تا نہیں پور ہے بات اس کے ہماری نات کی ڈور  
نمک خواری کے اپنی سب دھرم چھوڑ نمک کھا کر نمکداں کوں سٹھا پھوڑ  
ہند و نصیحت کی تلمی کو دور کرنے کے لئے وہ قرب الامثال کہاوتوں اور محاوروں کے بر محل استعمال سے شکر گھول دیتا ہے

لجے ہیں جیو تے پیارا ہے شرم خدا سب کا رکھن ہارا ہے شرم  
شکر بن کھائے نہیں ہوتا مٹھا کام نہیں پڑتا ہے سب بے مشورت کام  
تشبیہ اور استعاروں کی ابن نشا طی کے یاس بھی نہیں۔ بنیادی طور پر چونکہ وہ ایک انتشار پر داز تھا اس لئے تشبیہ کے انتخاب اور استعمال میں اس کا قلم دوسروں کے مقابلہ میں بہتر ہے۔

دے یوں پھول میں لالے کے کالے چو اجیوں نعل کے پیالے میں گھالے  
دے ہا دن کلی ماہو کو لالا دسیا اس میں لگے تپوں مشک کا لالا

پھولوں کی زبان سادہ اور سلیس ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ محمد عبداللہ قطب شاہ میں کبھی جانے والی تمام مثنویوں میں پھولوں سب سے زیادہ سلیس انداز میں کبھی گئی ہے اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں ایک تو اس عہد تک دکنی زبان نکھر چکی تھی دوسرے ابن نشا طی خود بھی بڑا عالم فاضل تھا اسے اپنی تادری کا احساس تھا لکھتا ہے

زمانہ نا بچھ کر قدر میرا بچھا یا بے دلی سوں صدر میرا

تین مہینے کے عرصہ میں جب اس نے یہ مثنوی ختم کی تو اسے اندازہ ہوا کہ کوئی

اس کا قدر داں نہیں۔ تب وہ شعر و ادب کے جوہریوں یعنی قطب شاہی دور کے بلند پایہ شاعر شیخ احمد گجراتی، حسن شوقی، فیروز اور ملا خیالی کو یاد کرتا ہے کہ اگر وہ ہوتے تو میرے کلام کی داد دیتے۔

نہیں وہ کیا کرول فیروز استاد کہ دیتا شاعری کا کچھ مری داد  
اس مثنوی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسے فارسی اور عربی ادبیات میں اور فن بلاغت و عروض میں کمال حاصل تھا اس لیے اپنی فارسی دانی پر نہاد حاصل کیا ہے۔

تجھے ہے فارسی میں دستگاہ آج نہ کہ سے ترجمہ بھی کوئی تجھ باج

یہی وجہ ہے کہ پھولیں میں فارسی کا اثر نمایاں ہے۔

**گلشن عشق:** نعتی بیجا پور کا عظیم شاعر تھا۔ اس نے تین اہم مثنویاں

نعتی، گلشن عشق، علی نامہ اور تاریخ اسکندری لکھیں۔ نعتی نے اپنے حالات زندگی پر اپنی تصانیف میں بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ دکن کے کسی اور شاعر نے اپنی سوانح کی طرف اس قدر توجہ نہیں کی ورنہ دکنی ادب کی تاریخ کے بہت سے گوشے اور شعرا کے سوانح تشبہ اور نامکمل نہ رہتے۔ وہ لکھتا ہے کہ اس کے والد ”سلطان جمع رکاب“ تھے اور بادشاہ کے بہت وفادار ملازم تھے۔ انہوں نے نعتی کی پرورش اور تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کی ہمیشہ نعتی کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ منتخب اساتذہ کی نگرانی میں اس کی تعلیم و تربیت ہوئی تھی۔ اللہ نے ذہن رسا دیا تھا بہت جلد علوم و فنون پر اس نے عبور حاصل کر لیا۔

کچھ ایک میں سنبھالیا جب اپنا شعور کیا کر کتا بال یہ اکثر عبور  
اپنے والد کے ساتھ دربار میں اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔ علی عادل شاہ ثانی کی شہزادگی کے زمانے میں اس کا مصاحب تھا اس کی قدر افزائی نے نعتی کی شہرت کو چار چاند لگا دیے۔

اوشہزادگی میں اتھ بھڑی  
مراشہ جو بوجک اہے جوہری  
مری طبع کے کھن کو قبا بل پچھان  
نہ کوئی کھن ہے مگر اس مقابل پچھان

دھڑی ہار اکثر اثر مہر کی رکھیا بھہ طرف منت نظر مہر کی  
 روضۃ الاولیاء بیجا پور میں محمد ابراہیم بیجا پوری لکھا ہے نفرتی کے بھائی شیخ منصور  
 صوفی منش انسان تھے اور علم تصوف میں کامل تھے۔ دوسرے بھائی شیخ عبدالحق  
 فن سیاہ میں ماہر تھے اس طرح نفرتی ایک معزز گھرانے کا فرد تھا اسکی تاریخ  
 پیدائش کا علم نہ ہو سکا۔ گلشن عشق کے مقدمہ میں پروفیسر سید محمد صاحب نے  
 گلشن عشق کے ایک قدیم تعلیمی نسخے کے حوالے سے قطعہ تاریخ وفات لکھی ہے جس  
 سے ۱۱۹۰ھ نکلتا ہے۔ (گلشن عشق سلسلہ سلوکیہ صفحہ ۷)

قرب شمشیر سوں یہ دنیا چھوڑ جا کے جنت کے گھر میں خوش ہو رہے  
 سال تاریخ آملایک نے یوں کہے ”نفرتی شہید“ ہے  
 نفرتی کی قبر ملکیتہ باغ بیجا پور میں ہے۔

نفرتی کو مثنوی کے علاوہ دیگر اہم کتابیں بھی لکھی ہیں۔

اس نے غزلیں قصائد اور رباعیاں بھی لکھی ہیں۔  
 ’گلشن عشق‘ نفرتی کی پہلی مثنوی ہے یہ ۱۰۶۸-۱۰۷۱ھ میں لکھی  
 گئی ہے یہ طبع آزمائی نہیں بلکہ اس سے پہلے ہی قصہ شیخ سبغی نے ہندی میں  
 ’کنز و مد مالک‘ کے نام سے لکھا ہے اسی قصے کو ’گلشن عشق‘ سے تین سال پہلے  
 یعنی ۱۰۵۸ء میں عاتق خاں رازی عالمگیری نے مثنوی ’مہر و ماہ‘ کے نام قلمبند  
 کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس مثنوی کا قصہ اس زمانے میں مقبول خاص و عام  
 رہا ہے۔ نفرتی نے اس قصہ میں چند رسیں اور چٹاوتی کے قصہ کا اضافہ کر کے اپنی  
 مثنوی لکھی۔ کہانی بڑی دلچسپ ہے جس میں قدیم داستانوں کے تمام لوازم سے  
 استفادہ کیا گیا ہے کنگ گیر کے راجہ بکرم کے اولاد ہیں تھی۔ ایک بزرگ کا دیا ہوا  
 پھل کھانے سے اس کے دل کی مراد پوری ہوئی۔ خوبصورت بیٹا منور پیدا ہوا۔  
 بنو میوں کی پیشین گوئی کے مطابق چودہ برس کی عمر میں اسے ایک مصیبت سے دوچار  
 ہونا پڑا۔ وہ چاندنی رات میں چاندنی پر سو رہا تھا اپنے میں سات بیویوں کا ادھر  
 سے گزر ہوا۔ ہر ایک نے کہا ایسا حسن ہم نے کہیں نہیں دیکھا اور اسکا جوڑ ملنا مشکل ہے  
 ایک پری نے بتلایا کہ ہمارا اس شہزاد کی مدد ملتی ہی اس کا جوڑ ہو سکتی ہے

ساتھ پر یاں شہزادے کا تخت اڑا کر مہاراجہ نے گیتیں اور شہزادی کے بلنگ کے پاس رکھ دیا۔ جب دونوں کی آنکھ کھلی وہ ایک دوسرے پر فریفتہ ہو گئے اور انگوٹھیاں بدل لیں۔ جب وہ دونوں سو گئے تو پرلیوں نے شہزادے کا تخت پھر سے کنک گیر پہنچا دیا۔ شہزادہ بیدار ہو تو مدد مالتی کی فریاد میں مضطرب ہو گیا آخر مضطرب اٹھا دکھ بھیلنا مدد مالتی تک چاہی نہ پانچا۔ مدد مالتی کی ماں کو یہ حال تو اس نے غصہ میں مدد مالتی کو جادو کا پانی چھڑک کر ٹوٹا بنا دیا یہ ٹوٹا راہ چنڈر سین کے ہاتھ لگی۔ ٹوٹا نے اسے سارا حال سنایا ٹوٹا کو نے کر چنڈر سین مہاراجہ نگر پہنچا ٹوٹا کا جادو اتارا اور اس کی شادی کنک گر کے شہزادے سے ہو کر ہو گئی۔ چنڈر سین کی شادی چنپاوتی سے ہو گئی جو مدد مالتی کی سہیلی تھی۔

اس شادی میں نہرتی ایک بالکال شاعر نظر آتا ہے۔ اس نے مناظر قدرت کی تصویر کشی اور جذبات کی عکاسی بڑی مہارت سے کی ہے۔ چاندنی رات کا منظر طوتانی کی حالتِ شام کی کیفیت برف کے ٹھٹھٹ شبہ ظلمات اور گرمی کا موسم وغیرہ اس کے علاوہ باغوں کے مناظر خوبی سے دکھاتے ہیں۔

نہرتی نے پہلی بار مثنوی میں برف باری اور پڑا کے کی سردی کا حال پیش کیا ہے

کنکر رخ پہلے کنکر چھوٹاتے دیں	خمنی رنگ سوں سونف دانے دیں
ادک دے کی سردی کا آزار ہو	نہالال اتھے تھنڈ سوں بیمار ہو
دے سکتی تے ہو کو نیلی سرفراز	نہ ٹلک ہو سکے بیل کا ہت دراز
چھپاں کھال اوڑ ٹوپی لٹا	ہوا تھا سوا اس پر بی رخ کا غلاف
اڑتے تو پٹھن تے لکھن پر جھک	پڑے برف سوں پر ہو گولا ملک

باغ کی سجاوٹ اور اس کی خوب صورتی کی بات تقریباً ہر ایک اردو مثنوی میں آئی ہے۔ نہرتی نے جو باغ کا منظر کھینچا ہے وہ سب سے زیادہ تفصیلی اور انوکھا ہے۔ انوکھا اس اعتبار سے کہ اس میں شاعر نے کئی قسم کے پھولیں پھولیں اور پتوں کے نام گنوائے ہیں یہ سب کے سب مقامی ہیں اس کے بعد باغ کی تزئین و آرائش نہروں اور حوضوں کا شفاف پانی باغ محل کی خشت کاری کچ چونا مر جاں جیسا سرخ و مینہ درخت کی طرح کے چمکاتے دیتے دروازوں پر لٹے ہوئے نرود پر سے ان کے

نقش و نگار در دیوار اور منقش چھت کی تفصیل بڑے ربط و تلسل اور رنگین پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ بارغ محل کا حسن ملاحظہ ہو۔

سہادیں تصور ایں ہے مالی محل      کیا جن پر خورشید کھنچ کا حل  
جسے خشک کاری کوں نہیں سونا      جسے گچ علاوہ چند رکا چونا  
جسے سرخ چوبینہ مر جاں کے نادر      جسے قطب نے خوش بلوریں عمار  
دیوے زیب جن پر دل افزور کھن      لگائے سو کندن سوں خوش توڑتی  
دکن کے ہاؤ شاہوں نے دکن کو ایک نئی تہذیب سے روشناس کروایا ایک  
نئی تہذیب کو جنم دیا جو خالص ہندو تھی نہ خالص مسلم۔ یہ ایک مشترکہ تہذیب  
تھی اس میں صرف ہندو تہذیب، ہندو آرٹ، ہندو لٹریچر نے مسلم عناصر کو جذب  
کر لیا ہے اور اسی طرح مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی میں بھی تبدیلی آ گئی۔ دکن کے  
شاہوں نے دکن کی اس ملی جل تہذیب اور اس تہذیب کے مختلف عوامل کا اپنے  
فمن یاروں میں بالاستیعاب ذکر کیا ہے۔ نفرتی نے گلشن عشق اور علی نامہ میں  
خاص طور پر اسی طرف توجہ کی ہے۔ یہاں کے پھل پھول ترقی کا بہاؤ جانور جزیرہ  
پرند اور تعلیم و تربیت رسم و رواج، مجلس آداب، سیریاں کے طور طریق مختلف  
تھو کہ جیسے موزعہ، قبولی، خشکا، پلاؤ، کھڑی، قلیہ، کوئیے، کھو (دوبازہ)  
کھنٹی، بورانیاں، شوروے، کھیر اور شکر تارن، سموسے، سوچی کا طوطہ، غلیفی،  
جلیسیاں، پالودہ، فرنی، جلیسیاں، روڑیاں، بتا شے، لڈو، ملیدہ، سیویاں، پیر اور  
کیاب وغیرہ شادی کی رسموں کے ساتھ زریوں کی قمیصیں، کپڑے اور لباس بھی  
ایک طویل فہرست کو اشعار میں سمودیا ہے۔ اسی طرح جذبات میں خوشی، غم  
حیرت، غصہ اور اضطراب کی عکاسی بکثرت نازک اور شدید جذباتی موقعوں پر بڑے ہی  
مہذب انداز میں بات کہہ جاتا ہے۔ (نفرتی نے گلشن عشق میں عورت کو ایک  
اچھی بیوی، ایک مدبر ملکہ، چاہنے والی ماں اور بہادر خاتون کے روپ میں پیش کیا  
ہے۔ بادشاہ جب جھک کر واپس آتا ہے تو خود رانی کھانے کا انتھال لا کر  
کھانا کھاتی، پال دیتی اور پھر دربار عائم کا لباس پہن کر روانہ کرتی ہے۔  
بادشاہ جب بالاس اور رنجیدہ ہو جاتا ہے تو رانی ہنستہ دلاتی اور اس کو درویش

کی تلاش میں بھیجتے ہے۔ نعتی نے کردار نگاری میں بڑی چابکدستی دکھائی ہے کنور  
سنوہر ایک شہزادہ ہے لیکن بے عمل نہیں بخود مسند بر دربار بہادر اور موقع شناس  
ہے راجہ بکرم اللہ سے ڈرتا اور اللہ کے بندوں پر مہربانی اور کرم کرتا  
ہے عدل و انصاف اس کا شیوہ ہے۔ چندر سین دوراندیش بہادر اور بہادر  
ہے۔ سراپا نگاری میں بھی غلامی کمال دکھایا ہے

مثنوی میں سب سے اہم چیز قصہ کا ربط و تسلسل ہے۔ نعتی نے گلشن عشق  
میں اس کا بڑا لحاظ رکھا ہے ایک ایک واقعہ موتی کی لڑی کی طرح جڑا ہوا ہے۔  
اسی ربط و تسلسل کا جادو ہے کہ قصہ کے دوران جب غیر مرئی واقعات پیش آتے  
ہیں یا جن دیرلوں کا ذکر آتا ہے تو قاری کو اچھا نہیں ہوتا۔ ایسے واقعات  
جزو مثنوی بن کر ساگئے ہیں۔ تمام مثنوی میں مناظر اور تہذیبی عناصر کی پیش کش  
میں طوالت کو ملحوظ رکھا ہے اور واقعات کی ترتیب میں اختصار سے کام لے کر  
قاری کو اکتاہٹ سے بچایا ہے۔ جگہ جگہ نخل کی کار فرمائی نظر آتی ہے وہ لکھا ہے کہ  
کہیں چپ روایت کیا حسب حال کہیں طبع کے لئے جلیا خوش خیال  
رجی خواہی اور مہی کی وجہ سے دکنی مثنویوں میں نمایاں تبدیلیاں آئی  
ہیں خاص طور پر بیجا پور کے شعرا نے فارسی اسلوب و آہنگ سے اپنی مثنویوں کو سجا رہے  
ہیں گوشت نعتی نے گلشن عشق میں بھی کی ہے۔ کہتا ہے:

وگر شعر ہندی کے بعضے ہنر نکتے ہیں لیا فارسی مکتوبوں سنور

فصاحت میں گرنارسی خوش کلام دھڑے فخر ہندی پر دمام

میں اس دو ہنر کے خلاصیاں کو لیا کھیا شعر ایسا دونوں ملا

دیوین دادسن فارسی شعر دل چہ ہندی سے بی کہیں دل سول ہا

ہندی اور فارسی کے امتزاج کی وجہ سے قصہ کی دلکشی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔  
ہندی کے نرم اور عام فہم الفاظ کے ساتھ عربی و فارسی کے سہل اور آسان الفاظ سے  
مثنوی کی لڑیوں کو گوندھا ہے اکثر اشعار تو ایسے سادہ اور سلیس ہیں کہ ان پر آج  
کا گمان ہوتا ہے نعتی نے تشبیہ اور استعاروں کے استعمال اور انتخاب میں بھی اپنی  
فنکاری کا مظاہرہ کیا ہے خاص طور پر منظر نگاری جذبات نگاری اور سراپے میں اس نے

تشبیہوں اور استعاروں سے زندگی بھر دی ہے۔  
 صدقاتی سول چندنی کی چادر دل رنج جھلکتی تھی نہیں صاف ایرک بنی  
 بقیہ جو یاقوت بھی یاد آئے انارک کے دانے دیکھتے دھڑک اٹھا

شہزادی عدالتی کی تلاش کے سلسلہ میں کوئی بڑے ملک کے نام گناے ہیں جس سے  
 نفرتی کی باشعوری کامیہ چلتا ہے اور یہ بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان تمام ممالک سے  
 یقیناً اس زمانے میں بیجا پور کے سیاسی سماجی اور تجارتی تعلقات رہے ہوں گے۔  
 نفرتی نے خوب صورت تراکیب تشبیہ استعاروں غریب الامثال اور کہاوتوں  
 سے بھی کام لیا ہے۔ دکن کے شاعروں میں ایک بات کا برابر احساس ہوتا ہے کہ وہ شہزی  
 کے درمیان جہاں بھی موقع ملتا ہے پند و نصیحت اور دانگی و حکمت کے صفائیں باندھ  
 جاتے ہیں:

بڑے درد میں کامیہ درد اشتیاق ادک مرگ تے کیں تو سچ ہے فراق  
 کو کرتے رہو شکر مرود دگار کہ یک دیکھ پھیں دے خوشیاں کئی نزار  
 نفرتی کی اس شہزی کا وزن نغون نغون نغون نغون ہے۔ ہر باب کا عنوان  
 بھی ایک شعر ہے یہ نفرتی کی ایک جدت ہے جسے علی نامہ میں بھی اس نے ملحوظ رکھا  
 ہے۔ ہر باب کے پہلے شعر سے سارے باب کی کیفیت اور غزل جاتی ہے یہاں بھی نفرتی نے  
 جدت کی ہے۔ گلشن عشق میں شاعر نے رزم اور بزم دہ لعل کے رنگ ابھارے ہیں  
 نفرتی کی رزمیہ شہزی علی نامہ ہے جسے اس نے دکن کا شاہ نامہ  
 علی نامہ: کہا ہے

کہا ہوں سخی محقر بے تحمان کرلو شاہ نامہ دکن کا ہے چچان  
 یہ شہزی بھی نفرتی نے علی عادل شاہ کے عہد میں ۱۶۵۷ء میں لکھی اسی مناسبت سے  
 "علی نامہ" اس کا نام رکھا۔ علی عادل شاہ کا عہد ۱۶۵۷ء سے شروع ہو کر ۱۶۷۲ء پر ختم  
 ہوتا ہے۔ علی نامہ میں اس عہد کے ابتدائی دس سال کی تاریخ ہے۔ ان دنوں شیواجی کے سپہ  
 حملوں نے بیجا پور کی سیاسی اور معاشی حالت کو تباہ کر دیا تھا۔ اس جنگ میں علی عادل شاہ  
 اور اس کے سپہ سالار خواص خاں کی مرہٹوں کی فوج سے لڑی اور جنگ و جدل کے مرتع پیش  
 کیے ہیں گلشن عشق کی طرح اس شہزی کا آغاز حمد مناجات، نعت اور منقبت سے ہوتا۔



”سبب نظم کتاب“ کو علی نامہ کا دیباچہ کہا جاسکتا ہے۔ اس باب میں علی نامہ کی تعریف اور تعارف و دولوں شامل ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ مثنوی صرف رزمیہ ہی نہیں بلکہ رزمیہ بھی ہے۔

نظم میں ہے ہر رزمیہ دل نشیں سرنگ صدر ہر رزمیہ ہے لعلیں

علی عادل شاہ کی مدح کے بعد ملک دکن میں سیواچی کی فتنہ انگیزی کی تفصیل دی ہے

سیواچی کی سرکوبی کے لیے صلاحیت خاں کو بھیجا گیا۔ صلاحیت خاں کے بعد خود بادشاہ میدان جنگ میں اتر ا اور پٹالہ کی فتح ہوئی جس کی ایک قطعہ میں تاریخ نکالی ہے۔ جنگ پٹالہ کے بعد جنگ ملتان اس کے بعد کئی اور جنگوں کا حال ہے۔ ہر کامیابی کے بعد نعتی نے ایک قصیدہ لکھا ہے اس طرح اس میں سات قصیدے شامل ہیں۔ اس مثنوی کو نعتی نے دکن کا ”شاهنامہ“ کہا ہے اس کی دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ علی نامہ علی عادل شاہ کے دور کی مختصر تاریخ ہے جس میں اس کی جنگوں کا حال ہے۔ دوسری یہ کہ اس کا انداز بالکل ایرانی ہے اس مثنوی میں نعتی ایک عظیم اور پانچاں شاعر نظر آتا ہے۔

اس مثنوی میں اس نے فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھائے ہیں۔ اس میں اسلوب کے اعتبار سے عربی اور فارسی کے الفاظ کثرت سے استعمال کئے ہیں اور ساتھ ہی سنسکرت کے بہت سارے تہ سم لفظوں کا بھی استعمال کیا ہے زبان و بیان کے وسیع ذخیرے کے ساتھ جب وہ دکنی زبان کی مخصوص تعلیقات بھی برتتا ہے تو عجیب معلوم ہوتا ہے۔ اَلَمْ تَحْمَدِ نَعْمَ مِنْ اَللّٰہِ بیت الشرف شب فزین درج بھیدت جو ہر جان فخر گشت شمشیر داری زاغہ و زخار صورت حرام شغال و گرگ ملک ملک احمد ایسی ہی کہ کہ اکیب دکن کی مخصوص لسانیات کی خصوصیات کے ساتھ چند ایک دکنی الفاظ ملاحظہ ہوں، ٹرنکاں، دانٹاں، اتنیاں، صدراں، مہندیال، دُک، بھنیا، تالوں، لکے، رھیا، سکلیا، پچھ۔

نعتی نے اس مثنوی میں منظر نگاری کا کمال دکھایا، میدان جنگ کے منظر میں جرات و شجاعت، حنیض و غضب کے جذبات کی اچھی عکاسی کی ہے یہ مثنوی رزمیہ ہونے کے باوجود اس دور کی تہذیب اور معاشرت کی بھی ایک تاریخ اپنے اندر رکھتی ہے۔ مثنوی علی نامہ اپنی شہر آمد اور اپنے ربط و تسلسل کی وجہ سے شاعری کا ایک دریا ا منڈا تا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ مہمہ ہمیرہ، قلب لشکر اور سامان حرب و ضرب گورے سپاہی اور ہاتھی

فوجوں کے دبدر کی جیتی جاگتی تصویریں ملتے ہیں۔ کردار نگاری کے بھی اس مثنوی میں اچھے نمونے ملتے ہیں۔ فتح و کامرانی کی خوشی میں بادشاہ کا سجدہ شکر بجالانا خوشی کے تقارے بجانے اور جشن منانے کے موقع پر دشمن کی مخصوص تہذیب کا اظہار ہوتا ہے۔

علی نامہ میں تشبیہات اور استعاروں کے نئے نئے جوہر نظر آتے ہیں اور ان کی وجہ سے علی نامہ کا آہنگ اور اسلوب پر شکوہ ہو گیا ہے۔

لگے تیر بہ تن یہ جب بالے بال دسیا لکھا جھلنے ڈارے کا حال  
سورج یوں شہر خیر آئے جھڑپا سو شیخ کا جوں ملے تو یک ٹکڑا رہے ہو راو پچار پھول بادل کا  
دسین اشترال تیر سے پر ہو کر جیوں ناچنے پر ہو لیا ہے مور  
نفرتی نے اپنی اس مثنوی میں صوتی تکرار سے ماحول اور کیفیت کا تاثر بڑھا دیا ہے  
پیادے جو گرتے چلے رند مند : لئے دست ہاتیاں نے گرداں سند  
شیاشب جو بر چھیاں مٹھیاں تے کھلیاں : دیا کی سواریاں کوں الٹھیاں سولیاں  
کھڑا کھڑا کھلی پر ہو یک حال کا : دسیا کارخانہ ہو ٹکسٹال کا  
تکرار لفظی سے بھی اس نے یہی کام لیا ہے۔ علی نامہ سے نفرتی کے قدرت  
بیان اور مختلف اصنافِ سخن میں اس کے شاعرانہ کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ مثنوی بھی  
اسی بحر میں ہے جس میں اس نے کشن عشق لکھی ہے۔

نفرتی کی آخری تصنیف تاریخ اسکندری سکندر عادل شاہ کے ہمدردی  
لکھی ہوئی ایک تاریخی مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں سکندر عادل شاہ کی فوجی جہات کا  
تذکرہ ہے۔ یہ مثنوی فن اعتبار سے اس پایہ کی نہیں جس پایہ کی کشن عشق یا علی نامہ ہے  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت نفرتی سن سلطان علی عادل شاہ ثانی کے دور کا جو ش  
و جذبہ باقی نہیں رہا تھا۔

# مثنوی کدم را و پدم را و

۵۸۲۵ اور ۵۸۳۸

۶۱۴۲۱ اور ۶۱۴۳۴

کے درمیان لکھی گئی

فخر دین نظامی

## گفتن کدم راؤ بانا گنی

کہ چُک دھ کر رات منج دیک کھائے  
سلاون کدم راؤ تب ناگ جات  
زنب راؤ رچن تارے سان  
کر زندہ ہا ندھوں سر امر سبت  
کھلے چند سورج کلک راہ کھیت  
نہ کو تک کووں دیس بن راؤ را  
رہیا سوت بر سوت اپ دیکھ کام  
جو منہ گال سول لیہ وہ اڑسری  
کدم رائے منج ہوسے تب کاوڑی  
کدم سول کتک جھگت جھگڑوں پکڑ  
نہ بھو کیہ ابیر جھنکر دھروں  
کہیا دیکھ توں کال بنمان منجہ  
نہ کر جیو گدا نہ نہر انکھ اس آن  
ادھا آج کہیوں کلتر ادھارا

ستیا رائے ہاشک پھانا ادھائے  
بون دیہہ چک کج نکھن رات  
گلن سارے منج کتک اردگان  
کتک بھارتینا دھروں راہ کیت  
نہ سنیا کہ کیوں دل ملیا راہ کیت  
بہت بول نہ بولی سول بد ہوا  
گئی دوپہر رات رام اور رام  
کدم راؤ ایسا ہوا کھتری  
کدم کے جے جو ہوں نہ کرواندی؟  
کہ جے منج نہ ہوسے کرتا وید ڈر  
ولے مار بیری سیندوری کرلا  
تھلیں تیں کہیا آج رامان منجہ  
دنیا جھوٹ ہے جیونا جھوٹ جات  
کدم راؤ تیرا جو لگتا ادھارا

## رفتن پدم راؤ تلف کردن کدم راؤ را

چلیا ناگ دھ لے کدم رائے ماگ  
سلاون کدم راؤ تب ناگ جات  
کرں رائے کاسیس بن راج دند  
کہ کیا نول میں بیس کر راج گول  
کہ جب پھول بے راؤ تب لیل گھاؤ

کرا کہیا چلیا پدم رائے ناگ  
چلیا ساندے ساندے ناگوات  
ہر اکبر نگر جائے بیٹھا نکھن  
سر بانیں دھرے دیکھ کر پاں پھول  
بچارن کیا جیو سول ناگ راؤ

کہ رانی گئی پاسی راجے کدم  
کری جو ڈری راؤ کے چانپ پائے  
ہمیں جیوناں جرم تجھ جاؤ تل  
کہوں بول کا بول دیوں اتر ۱۱

یہی چنت ہمیں راؤ باسک پدم  
الگ پائے چانپ اٹھا جاگ رائے  
کبھی بات رانی کہ تجھ جھانڈ بل  
کہ جے راؤ مجھ کوں کہے کھول کر

## گفتن کدم راؤ از قصیدہ کوڑیاں و ناگن بارانی خود

کہ دھن پات سنا بات کیہ چت دھر  
سوہیں آج دیٹھا تری چھند بند  
اسی دیل تھیں ہوں پڑیا دس میں  
نہ راہا تھیں دیکھتیں نین نک  
اسنگت دیٹھے گھتیں لائپ جھانپ  
اسنگت کے کیوں دیکھ سکوں اپناؤ  
اسی عٹار کھورس کیا شب تہار  
یران آپ لے کر گئی پونج دے  
کھس کوتنا سانپ بن دون دکھ  
بلی دود دیٹھا نہ برکا کپال  
جوباتی کرے مکھ گانڈانہ کھائے  
نہ پتیاؤ ناں نہ تے راؤ ناں  
مری ماد ہی دھی مری جار کوں  
پڑی جھاڑ تل چھوڑ کر مکھ بھار  
کہ جے اجھریاں ہوئے بھی نا پتیاؤ  
کہوں نہ اور کن مروں جیو کھوئے  
اسنگت نہ تس گھال لے پیٹ کوئے

کدم راؤ آکھے زن دین آدھر  
سنیا تھا کہ ناری دھرے بہت چھند  
دیٹھا چھند جس میں دیٹھا جگ میں  
سنیا تھا جو کن پر دیٹھا آج انک  
سجبات ایک ناگن کجبات ایک سانپ  
جو کرتا ر محکوں کیا ہوئے راؤ  
کھڑگ کاڑ دو کھاتا یا نکھار  
گئی ٹھاس ناگن یران آپ لے  
نہ مارت گیا سانپ تک کون دکھ  
نہ مرنا جو کھورس نہ کرتا پتال  
مکوڑا ہتی مکھ دریا نجاتے  
نہ اب تھیں کسی نار پتیاؤ ناں  
نہ مرنی مری نام اٹھیا ر کوں  
سہائی کئی آج ناگن کتار  
یہی دیکھ منجھیا تری ناؤ  
تری ناؤ کا آن جے ان ہوئے  
چھری ات کتدن سی کہ جے ہوئے

ڈرے کیوں نہ وہ دیکھ بھانڈا پڑی  
دھادو د کا چھا چھاپیوے پھوک  
یسی دیکھ تیس بہت بھوگے بھنڈر  
مکوڑا کون کچھ جو گھٹا جاے  
کہ بنی دوس دھن پر ہری دکھلاو  
کہ بہت ورت گن پات دھن سوکے

دوھا سانپ کا ہوتے جے کاوڑی  
بڑے ساچ کہہ کر گئے بول اچوک  
جنھیری سری بہت کارن سنور  
پراپت نہ ہوسے اوٹ کون چند کھائے  
تہیں خڑبیں دیکھ انبیاؤ راؤ  
نظامی دھرم دکھ کیوں لاؤ دے

## عرضداشت رانی باراؤ

کہوں جے سنے راوان کا بچار  
ولے ہوں کہوں دیکھ اس کا نیاؤ  
نہ اُتم نہ مدھم سپورن کشٹ  
کسی اویخ دکھلاؤ تل کھینچ لے  
نہ پروشس کا دوس منجہ دوش دے  
کون رکھ جونا ڈلے باؤ بھتیں  
تب اوگھر کیا کچھ سکے چھپاے  
نہ اس بھاؤ سنکا دھروں ہوں نہ سنگ  
کہ جب لگ پڑے ایک سرکار دھاتے  
منجہ انکھول پائیں جو سر پیٹ لیہہ  
سو بھی رکھ جو بھی سو کندم کرے  
نجانوں کیٹ بھاؤ بسواس گھات  
نہ مانوں تری اس جیسے کا سنا  
نہ بہت پاؤ کا لک بھرا لیجے

کر جوڑ دھن پات بنوی سنار  
کہ جتنا کہیا راؤ سب ساچ بھاؤ  
چلو پیار سیتی جو پر کور دشت  
کسی نہ شتی دے کسی لوج دے  
کہ جے دوس ہے جیو اتال لے  
کون پر س جونا گرے پاؤ بھتیں  
ردی گھانس بھتیں آگ بھانپا جے جٹ  
سروپ آگلا چندتس بھی کلنک  
رتن پر کھیا جاے مانس نہ جاے  
تریا اور تو ہوتے جو گھٹ دیہہ  
کہ جیوں روکھ سر کھنڈ پر مل دھری  
تریں جات میں (اور) میری سجات  
نہ مانوں پرک اس جیسے بھاسنا  
نہ سنس بھاؤ دینہ پاس بیسی جھجیہ

سکھی آئینا جیو تو سب جہاں  
کیا راج تھل دے سنور آپ کاج  
سنور کون تھنہ ترا راج دل  
نہ رہی جو دے کچھو نقش ناو  
کہ جم جم بھلائی قفا تہ ہے  
پدم مکھ بانجے کدم کون بدھ  
پدم سب سنے بات بانجے کدم

نہ سنیا لوگ کہ اس درتمان  
براہیم ابراہیم کہ جیوں چھوڑ راج  
نہ تجہ یوت بدونت نہ بیسریل  
جو دیتھا کچھو تھا سورہیانہ تھانو  
بھلا کر جوتوں بھی بھلائی ہے  
کہ جے فخر دیں گیان ہے دیہ سدھ  
کہوں سد ساچی نظامی دھرم

## باز گفتن راو بارانی

کہیا ساج میں بھیدت دست گن  
اسنگت کے وہ من لگے بھی نہیں  
بھگے من کوں بدھ کون ساند جے  
تکن گانٹ من ہو رہے جیو کے  
اتیری کوے جیونا دیوے سکھ  
اجنبارہے لوگ بے ہوئے کھتر  
مرے ملے جیو ستمکھ ناو  
نہ بھاوے مجھے وہ خبر میراچ باب  
بلندی چلے یارے تھیں سیس لگ  
سجوتی چلے کوئی جے ست پر  
چڑی مل چڑی (اور) ہنس (مل) ہنس  
نہ خرفا ختا جفت میں کو کرے  
گنوارہ کرے گشت میں جیوں پون

کدم راو کہیا کہ دھن بات سن  
ولے من کسی کا جے بھاگے کہیں  
بھگے بہت کوں کانپ سوں باند جے  
کہ جیوں تار سالے تہی گانٹ دے  
کہ جب لگ بھگے جیو لٹس گانٹ دکھ  
اجنبا نہ ہوئے کھنٹ جے ہوئے دھر  
مکھی کھائیں نہ مرے کوئی تھانو؟  
گھرے کوئی ایجا رانا چار باب  
کیٹ بھاوے تھیں جڑاٹھے سیس لگ  
بچے سکھ تب ہوئے دن تین جہر  
بیکھر وٹوئے دیکھ کر آپ وس  
مہر یا.... کون سنگت پڑے؟  
سیاناں کرے سدھ سوں بدھ کن

دھنی دا کھ بن کون تیں دیہہ کھائے  
 نہ یہ گادھرے جوگ نہ رائے جوگ  
 مرے سولی چڑھ کر کھڑک تل خڑے  
 نہ جوگت اپس کام کرناں نچائے  
 کلنک آپ لایا سبجائی سنگھات  
 بھلی ایک پت ورت نکلے گی دوئی  
 جو دو جانہ دیکھے پُر کھتب لگ  
 کرے دشت تل بہت من مانہ دند  
 تہاں ہوسے کل کل جہاں نار دئیے  
 تب او گھڑ کیا کچھ سکے چھپائے  
 کدل دیس کر ہوسے تیں تل اول  
 مجھے آپ سویا رکھے تب لگ  
 بادلا ہوا جیور کھے جو جہنک  
 اجاؤن جے سیر دیہہ سرواہ چک  
 بڑے ایک چنتا پتن جیور ہوسے  
 کہ تجس ٹھار یا بن عجمی منجہ تچھائے  
 کہ رہن کھو دما زیا نہ مکھان لیوں  
 کرے کتن باسکھ تھپیہ آکرن  
 حبشی جنت آجشی سروپ  
 رتن دین مکھ سمند کھولے امیر  
 کروں آج ہوں تچہ مکھ جھانرا  
 نہ عھا تیسرا دن حبرم راؤ بن

کہ جے گادھر ادلک پردال کھائے  
 ولے دھوک ماریں گھٹا ٹوپ لوگ  
 اسنگت کہ جے کوئی بُرا کچھ کرے  
 نوالا آدھک مکھ لیناں نچائے  
 بھلی جات تھ جات ناگن سجات  
 تری ایک میں جے لکھا کھون ہوئی  
 تری مت ہوئی مت پیرکت لگ  
 نہ جانے پُر کھ نار کے چھند سید  
 جہاں سوئیں پُر کھ کل کل نہ ہوسے  
 لسن مشک کی کھان بھائی جے جانے  
 مردا ستری وہ جو پُر کھ تل  
 سنوں نہ ہوئی ناگنی جب لگ  
 ار وگن کروں بول سن برلہ ایک  
 کروں بھاؤنا جیو کالاہ چک  
 گیا پور پٹن جو بھر پور ہوسے  
 بھلیں کون تیں ٹھار کیتی بھائے  
 کہیں جاؤں باتال کی سدھ لیوں  
 کدم راؤ آٹھے سنی بات دھن  
 جش میں مکر کے گیا چند روپ  
 کدم راؤ گرٹا سمت در کہیں  
 کہیا آج رہ دیکھ منجہ مندرا  
 کدم راؤ دوجا پدم راؤ بن



# کدم راؤ قبول نہ کر دمال پدم راؤ

کہ اب تھیں تہیں مت مجھ لیہہ بھاگ  
کہ جے پت کرے دکھ مجھ نہ دھڑلے  
نہ تھیں بچن مت نہ لیہہ بان  
جے دھن لے کرے کام بس گھر بھاگ  
سرا ہے دھن ارادہ من ہوئے من  
کھڑا رہوں دہنہ پاؤ دے بہت ادھار  
سوائے کہ ہیں تیں کہیا کھول مجھ  
کہ بہت بن نہوئے اور بہت بن نہوئے  
تجھے نہ کہوں اور کس کوں کہوں  
یوں پنجرے ہانک میں نیلر جیوں  
دہوں کا کہوں بھاوتا چٹ دھر  
اچھوتا اچھو مجھ تجھ آستان  
کہ او گھڑ پڑے سنور سوں ملک  
کہ سہکار سی راؤ مجھ جد کہ  
کیا پت پر ایک سنگت کیا  
سو نہ کھنڈ کتوری لے دت  
کرن اکرن تھا نو جے بول دیہہ  
سو کندم کروں تا نو سنار منہ  
پدم سیں پر بہت دھریا ا دھل  
تدھاں تھیں ہوا جد دھریا بہت کدم  
تل او پر سبد کے سبد دیک چھول

کدم راؤ کہیا کہ سرتا رساک  
کہوں ایک تجھ بول جے پت کرے  
سنیا ہے کہ جے مت گل دیہہ بھان  
کہ بن مت کچھ کام مت کا کرے  
نہ لیکھ تے مت جو دئے من  
تے مت لیکھ جو الجھان تھار  
سوالا کھ منچ لاپ ایک بول تجھ  
جیں آس دھن ہوئے بہت بن نہوئے  
سیانا کہے ات بدھ و نت توں  
گنوار بن کرے کن میں بدھ (یوں)  
کہ جے دھکسی رائے دھن مجھ پر  
کہ جے درب مجھ دین ہے تیر دھیان  
کروں پت تجھ بول ہوں اور ایک  
پدم راؤ سکھی ہوا اس سبند  
کدم راؤ کہیا پدم پت کیا  
کہ جے تھا بننے رائے مجھ پیار کر  
دھڑلے سیں پر بہت مجھ بول لیہہ  
سکھی ہو پھروں گوت پر وار منہ  
کدم راؤ نہ کھنڈ کتوری کل  
نتھا آد تھیں ناگ کے سر پدم  
جرا لی کہیا کوئی کیا آج بول

## تعریف کردن پدم راؤ کہ کم راؤ کہ نہ اسست

تلاوار لے سورے سات منجہ  
کرے گن جے رائے بنتی کردن  
نہ کھن اس نہ پانی نہ تنبول پاس  
سکے راؤ توں کیوں ہے ان باج  
لباس ہے ایسی آپ کرتا دوس  
تل اوپر ہوا لوگ ہیرا نگ  
سکھن تجہ ہوا دیکہ منجہ ہوئے مکھ  
بھلا جو کہیے گھا تھی ہوئے توئے  
نہ ہوں جاؤں گھر آپے کر نیاؤ  
کہ جے ساچ مانے کہوں آپ کن  
ارو گن بنانوں بتر راج ہوں  
سنتر چلے ریت ساسان جم  
ارو گن کروں دان تنس دے اس  
ارو گن کروں دوت لے سلجھاگ

دوتی رائے کرتے بنو د آپ منجہ  
پدم راؤ اٹھیا کہ سیوا دھروں  
منیا میں جے تجہ کال کا ہنکا پاس  
بھولا لایہ کوئی نہ بھوک آج  
کوئی جے رہے بھوک گر آن روس  
رہیا بھوک دن دیں توں گھٹ پر  
کہ جے رائے بھوجن کرے بھوک مکھ  
اپاس آج رہنا بھلا تجہ نہوئے  
نہ دے ان جے مکھ توں جو بھاؤ  
کدم راؤ کہیا پدم راؤ حسن  
سیوا ساکھ پر دیسین نہ باج ہوں  
کہ اد آد واد و تھیں ریت ہم  
دساور پر کھ ایک دوت آن پاس  
نہ بولوں کہ میں تھوٹ کرتا ساگ

## گفتن پدم راؤ حضرت صحبت مسافران و جوگی و جنگم و غیراں

کہ جے چک سنے راؤ سیوا کردن  
کہ ثرت آس ہے بھوند کر جائے غاں  
پسارے اگر پیٹ میں بیس پاؤ  
لگے سانپ کون جان دو پنکھ دھلا

پدم راؤ کہیا کہ بنتی دھروں  
جگتر بھوندا نہ ہنکا پاس  
بھوندا دھروں من بہت دشت بھاؤ  
بھوندا جو پاؤے سلک چک رائے

کہ مکہ پھیل دے دیوے باہ ہوں  
سیوا ساکھ اس بول جو منج کہیا  
وہی دے سکے بدھ کے سدھ لے

دسا ور پیرکھ من دھرے بہت سہل  
جو کچھ بہت بن تھا سو میں تجہ کہیا  
سہی بدھ گرتوں جو کرتا دے

## تفت شد کدم راؤ بر پدم راؤ

بہری پڑیا بول سن ایک چک ؟  
بھوندا ہرا کیوں ہو راؤ کون  
تسے راکھیں کیوں ایس ہاں ہوئے  
جو پردیس میں تھیں ڈرے وہ ندان  
کہ کسیت پڑیا بھو میں ایر جوں دے  
پراپت سکین لگ مکہ پاگ ٹیک  
سکے لوچ کر چک پانی سنگھات  
بھوندا بلد ورت اروگتی کروں

کدم راؤ سن برجنا ناگ مکہ  
پھریو چھیا راؤ اخباء کون  
بھوندا پرکھ تو کھرا جان ہوئے  
سوکیا اوت راؤ اس ورتماں  
بھوندا مری دشت تل یوں دے  
گلگن بھیر کی جے ملیں لگ ایک  
خری جے ہوئی مرجے تیکھت جات  
نہ چنتا کر مہا ناگ اس بھاؤتوں

## باز گفتن پدم راؤ کہ صحبت جوگی و مسافر نگر در

بناتی گئی تین پہر رات لگ  
کہ جے راؤ انگھیں بناتی کریں  
کہ یہ کوڑ بانی دھرے بھت گن  
وہی لوگ سہدیس لے بھیں منج  
بہت کا تراکی دھرے کاج راج  
کہ دشت انت تجہ کوں کہے سورجند  
ملاوے سجھا لوگ سنگت بینی  
نٹھا کا شکر ادا انت تل کیا کرے

پدم راؤ ادھیا ہوا چھات لگ  
کہیا راؤ دھرناگ راوہ ڈوں  
نکر راؤ توں گرب منج بول سن  
نہ بقتیاؤ توں جم سہدیس منج  
بہت بھید کا لوک ہے راج کاج  
کرے انگھ او جھل بہت چھند بند  
کرے گھات کا کام دھنورت بینی  
نجانیں کہ بیری تہاں تن دھرے

اٹھے جھونپیری تھی لنگے دولہا  
 کہ کست سنے جاگ گیتھا رگت  
 بڑا رکھو ڈرے مت بڑے بہرے  
 ادے نہ کہ صیں توئے بن گھوگر و  
 کہوں اب کچ بھید پر دیس نا  
 نہ یتیا و جوگی تڑی تا یڑی  
 نہ رکھے تے کوئے کنک آس باج  
 سوتلنل کرے کر جوگی لجن  
 پلاوے تجھے آن مت مد پھول  
 خاری کیز ادکھ لے جیوناں  
 دھنی راج کوں بیوناں تہ گھرے  
 نہ مد پیو کر کوئی دھن سا بھسی  
 نہ گوگانڈ میں ہوئے دسر انہوئے  
 سوئی تن اسے لوڑتے دھن لین  
 نہ جوگی تجھے بھنگ جو کے ا بھنگ  
 کہ جیتا کہوں لایج نہ باج ہاں  
 بچن کھنڈ سنبھال پر دار ایہہ  
 کہ جب سر ہوئے وہ کہ صیں تھر ہوئے  
 چلی وار تا پنگ لو کھنڈ جائے  
 کرے گھنٹ وہ جیو لگ جیو کھوئے

نہ رچگی تھیں جانتے ہیں کہ  
 نکر ناں کسی کستی سات بہت  
 نہ جھاڑی نہ بونٹی ڈرے پاؤ کوں  
 کہ جے دیدھے ات بل بہت رو  
 جو کچہ میں کہیا بھید سہدیس نا  
 نہ نیمڑے ایس آن جگ کا یڑی  
 نہ جوگی رہے جرم مداس باج  
 جو جوگی رکھے پاس ایس آس دھن  
 بجانوں کہ تہ تھی کہ صیں باہ بھول  
 گھڑی کھانڈ کا سکھ مد بیوناں  
 سرب نول میتر پنا جد گھرے  
 نہ دنہ گھورن اچھر کوئی با بھسی  
 کہ اس بہت تھیں بات تھیں چوکے  
 جو تس نکھن کرا ہوئے تن  
 بہت جیتی من دھرے جوگ انگ  
 کہاں (لگ کہوں) ہاں جوگی پتھاں  
 ولے ایک گردوت جد بار دیہہ  
 نہ مانوں کشک وہ جے بہر ہوئے  
 کہ جے بار نہ دیہہ یک دیس رائے  
 کہ جس جیو ادھار لگ جیو ہوئے

نہ تیرا کروں کام جس تھی ڈروں  
 ستم لے بھرے کوئی سی کچھ کول  
 ڈروں نہ کہہیں د کہ جو بن بجائے  
 جلو جو بن ایتھیا ابھارا جلتی  
 اسی جگ میں جو بن اوں امت مت  
 برا جو کرے سو برائی ہے  
 جو نیکا اٹھے ترن بن رکھ کوئے  
 (جتر) گھال جھاس کھنچے جو کوئے  
 شکر و دنت گھال پالے جے کوئے  
 نہ تھک تھک بنا چھوڑی جگ تھک  
 جس ادا دھتیں ہوئے نہ یہ کن  
 ادو ہوئے پنجم کہ روپ بھانہ  
 مدھر نہ کھتر ہوئے کھتر نہ مدھر  
 سدا کال پانچے رہے معونیر  
 سجھیں (با) پھترن ہوئے جے ایک مول  
 نہ سر پار کر دو د کوں بن تاک  
 نہ برجھیاک کا چند کوں آؤ ڈھا تک  
 دھرم کوں دھرم پاپ کوں (پاپ) سا  
 کہ جے بان اگلا ہوا کاج کوں  
 نہیں آدمیں اور بھی آدمیں  
 نہ کر دشت سنگار پر روپ پر  
 لکھا کھوٹ کا جیو تچہ جیو بل  
 کرے گھٹ دنماں توں لے پاس

نہ تیرا کہہیں کھاؤں نہ چل مروں  
 نہ پیو۔ بے سبھ کوٹ نا بات گھولا  
 ڈروں جب جو جیتا ہے پرت اچائے  
 جو جو بن ایتھیں پرت بیوہ پر صں  
 نہ برے کہے سوک بن پرت مت  
 ابل کاٹھ پانڈی جو آ میں ہے  
 سو سیدھا کہہیں رکھ بڑھن نہ ہوئے  
 نہ سیدھی کہہیں کو تری یو پخ ہوئے  
 بکاین سہند نیب میٹھا نہ ہوئے  
 نہوسی کہہیں پانڈو پنک لگ  
 چلے کت کن ہوئے وہ دیہہ کن  
 نہوسی کہہیں پانچ انگل سمان  
 مدھر سو مدھر ہوئے کھتر سو کھتر  
 نہ میٹھے کہہیں کھان پانچے سریر  
 رتن کوئی نہ مول لے گانٹ کھول  
 سجھیں استریاں ایک لکڑی نہ باک  
 نہ گھن کیت کے مک ستور جھانک  
 بتولا نہ کنسلی پرن دیہہ گانٹھ  
 نہ سر بار کرنا تیسے باج کوں  
 گلن کے کیا اونچ تل پر تھیں  
 کریں دشت تیس کام پر انگ پر  
 رہے آس کر جسم تچ پائے تل  
 مرے بھوک پر وار اور رانواں

# یوسف زلیخا

۸۸۹ھ اور ۹۹۳ھ

۸۰۵ھ اور ۸۸۸ھ

کے درمیاں لکھی گئی

احمد گجراتی

# داستان یوسف علیہ السلام تولد و پرورش یافتہ

پھیلے ہوگے تھے یہ بوجہ ہار  
 کہ جو یوسف بڑھے نہ خوداں چاند  
 نین میں نین پتلی کر دینا ٹھار  
 ایسے نکل یوں برتوں سوں دیکھے  
 کہیں یعقوب تھے آنکھن میں تھارو  
 لگیاں ڈالیاں جوتاڑیاں تھار  
 کرن تسبیح جیماں سر و تیر  
 کھڑے جم جوں قرارت میں نمازی  
 دے دے جوں ورد سہ مست ہو عابد  
 جوہاں فرزند ہوئے یعقوب کے گھر  
 بڑھیں وہ ڈال اس فرزند سنگات  
 تو بالغ ہوئے لک فرزند کون پاں  
 ولے یوسف ہوئے جب جگ اچال  
 کہ تھا یوسف ات اچھا جیو سورنگ  
 جو بھایاں تھے چھاپیک رات یوسف  
 کہ لے میرے جینا باپ ات میراں  
 دعا کر اس خدا کے دار منج تئیں  
 جو میں سب عمر میں اس تھے مدد پاؤں  
 جو غالب ہوں سب بھایاں پر اس تھے  
 دعا کرنے کو جب یعقوب بیٹھا  
 فرشتا یک اتر صدرے تھے آیا  
 پھیلے کیاں کہیں خبراں سم آچار  
 رہے ان سوں نیٹ یعقوب دل باند  
 سبہ پنکڑیاں تھے موند بھانیں کی دار  
 جو ملتے ہوئیں سب پنکڑے آدیکھے  
 جو اس پر رشک کہ طوبی کرے دوکھ  
 فرشتے جوں پنکھے ہو ڈال اوپر  
 جو اس پر حیب پر کئی لاکھ دفتر  
 جو اس کی چھاؤں بجھے سو فرازی  
 نہ بولے جوں کہ عارف پامے وارد  
 اسی ساعت پھیٹیک ڈال اس پر  
 برابر ہوئے اس فرزند قوسات  
 عصا کہ بات میا دیوے وہی ڈال  
 نہ ان سات اونچی اس جھاڑ کون ڈال  
 کہاں نکر دی کون ہوئے جیوں سوں سینگ  
 کہیا یعقوب کے سنگات یوسف  
 خدا تیرا کہیا مانے تیجے مان  
 جو پاؤں سرگ بن تھے یک عصا میں  
 سو فرازی منجے اس تھے ہوتے ہر ٹھاؤں  
 ہر اک جھگڑے میں دشمن پر ہو اس تھے  
 لگی مانگن جے کچ مانگیا سو بیٹا  
 زبرد کا عصا سنگات لیا یا

پھیلے ہوگے تھے یہ بوجہ ہار  
 کہ جو یوسف بڑھے نہ خوداں چاند  
 نین میں نین پتلی کر دینا ٹھار  
 ایسے نکل یوں برتوں سوں دیکھے  
 کہیں یعقوب تھے آنکھن میں تھارو  
 لگیاں ڈالیاں جوتاڑیاں تھار  
 کرن تسبیح جیماں سر و تیر  
 کھڑے جم جوں قرارت میں نمازی  
 دے دے جوں ورد سہ مست ہو عابد  
 جوہاں فرزند ہوئے یعقوب کے گھر  
 بڑھیں وہ ڈال اس فرزند سنگات  
 تو بالغ ہوئے لک فرزند کون پاں  
 ولے یوسف ہوئے جب جگ اچال  
 کہ تھا یوسف ات اچھا جیو سورنگ  
 جو بھایاں تھے چھاپیک رات یوسف  
 کہ لے میرے جینا باپ ات میراں  
 دعا کر اس خدا کے دار منج تئیں  
 جو میں سب عمر میں اس تھے مدد پاؤں  
 جو غالب ہوں سب بھایاں پر اس تھے  
 دعا کرنے کو جب یعقوب بیٹھا  
 فرشتا یک اتر صدرے تھے آیا

نہ کچھ اس عینیں بڑائی کون لگے کام  
قوی سٹکا و لیکن مول کون بھار  
کہیا بھیجا یہ ہے تحفا خداوند  
دیکھے ہر ٹھاول اس فرزند کون تھاب  
جو یوسف اس عصا تھے تقویت پائے  
خدا کے جھاڑ دل کے بن مین لائے

نہ تیشے ہو آ رہے سوں لگے کام  
سببہ جگ ملی کر اس تئیں سچکار  
جو اس تئیں تچ کہیا تھا تچ فرزند  
منڈپ تئیں بھاگے دولت کی ہوئی کھاب  
ادیکھے دل آپر دکھ ٹھوہے کھائے  
ولے سپوٹ کھٹے بن کی لو بھل کھائے

## یوسف در خواب خستند و پیدرا و پر سیدند یوسف از خندہ چہ

نہیں موند اس میں دیکھیں سر و سنا  
نہیں موندھے دیکھیں یک حال لکھ رخ  
جو اتنے میں نہ سکھے کوئی یک مار  
کر بن سھنے میں تھو تیک بادشاہی  
سدا سھنے میں جھوگی ایک ملی سوسے  
اول آخر سببہ سوتے دسین ہار  
جے کچھ ان کھینگی سھنے تھے کھائی  
نگر کنعان سٹ کر مصر کوں لائے  
سو بیٹھے باپ وہ مکہ دیکھتے تھے  
جنگ کے من میں پر توں شور اٹھتے تھے  
ہنسی کیہ اسبب پوچھیں لگیا باپ  
سورج ہو چاند ستیں ایک ہار  
کیتے تعلیم اپیں سر و دھرت دھرم  
چپ اچھ کٹ سوں نہ کر تو گٹ باہر  
تچ ہزاراں کیتے جیلے سبیں گے

نہیں جگ میں عجب کچھ سونے سنا  
نہیں کھوئے نہ دیکھیں باج یک رخ  
ستائی میں انبر دھرتی بھولن ہار  
جھے کوئی چک جاگتے کرتے گدائی  
ستا سھنے میں راہ جاگتا ہوسے  
سببہ جگ جاگتے جے کچھ کرن ہار  
زلیخا مصر میں سھنے تھے آئی  
سو یوسف بھی سین تھے کھینگی کھائے  
جو سکھ سوں یک رہن یوسف سھتے تھے  
ادھر بیٹھی ہنسی میٹھا ہنسا یوں  
اٹھیا جو جاگ کر جوں بھاگری آپ  
کھیا سونے دیجھیا تارے ایگیا را  
جو وہ سجدہ کیتے سب میل کر منج  
جنگ کھیا نہ کہ یو بات توں پھیر  
بھوکدے بھائی جے یہ گٹ بھیں گے



کہ بہرہ اتم دھس تعبیر یہ خواب  
 سدا ہے سو عصا پوئے کا سہیں کن  
 پچھیں تعبیر جے کج ہے سو کھولیا  
 سچا تعبیر خواب ہو رہا کج دوست  
 کریں سجدہ خدا کیسے رخصا سوں  
 ہوا لیکن جو کج لوڑ یا خدا سو  
 سو وہ کہیا سبہ بھایاں سوں یہ بات  
 سوتلی میں پوئے پر گٹ جگ سن جائے  
 کہ یوں بولے حکیم اجاں سب جان  
 نہ لا گے بار کج سنتیں سبہ کوئے  
 پکڑ دسکیں جو اس کو طش کریں سب  
 نہ سکیں کوئی چھپایوں اسے بھر  
 کو اکل ایک جون سمد و تحکات  
 نہ سمد رکھ نہ صحن کس کوں سکت ہو  
 جو سر لوڑے سلامت گٹ چھپا رک  
 لگیا سینا چھن غصے تھے تنگ آئے  
 جو یوں بھولیا رہا ہے یک غصے سوں  
 نہ کج ہمنائتیاں کی قدر بوجے  
 جو اس کو ت سوں آئی خوب دیسے  
 بجارے اس بڈھے کوں بھوندتا ہے  
 ترڑا تانتی ہمن تھے باپ کا چت  
 سواتے اس برائی آجھوں نین بس  
 پڑی سجدے سوں بھویں پس بھائے

حسن لے سونا حید تھے ہوئیں گے تباب  
 نہ فارغ چھوڑیں کج یہ فتناسن  
 اول تاکید سوں یہ بند بولیا  
 کہ دے کا فضل سوں کج رب عزت  
 ایکبار ا بھائی ہو رہا ناپ کج کوں  
 وصیت یوں کتیا اس کوں جنگ تو  
 جو یوسف جا کہیا یک بھائی سنگات  
 پڑے بولے کہ جن گٹ دو نہیں لگے  
 دے اس دوئی کوں دو ہونٹ کر جان  
 جے کج گٹ دوتے ہونٹاں تھے بھر پوئے  
 پکھر و بخرے میں تھے چھٹے جب  
 دے منہ تھے پڑے جے گٹ باہیر  
 جو یک منہ تھے پڑے جگ منہ میں جے بات  
 سکیں ڈھلپین کوئی کام نہ سبہ کوئے  
 کہیے یوں سب پڑے انتر بچا رک  
 جو یوسف تھے خبر یوں بھائی سب یاتے  
 کہیے یوں کیا ہوا ہے اس بڈھے کوں  
 کج اپنا لاب ہو رنٹ اس نہ ٹو جے  
 کیتے نت بتیا ہے جھوٹ قصے  
 جھوٹیک جھوٹ نت اچا جوتا ہے  
 بھلاتا اس حیلے مکران ستیں نت  
 ہرمانہ ہمن تھے باپ جوتس  
 منگے جے سب ہمیں اپنی سر آئے

منگے سجدے ایسے تیس باب ماتھے  
 نہ کس سر بھوئیں دھریں ماں باہ بھائی  
 جنگ تھے ان سو آپ سیوا منگن ہار  
 کریں نس جاگ گھر کی پاس بانی  
 شرم رہے ہن تھے دوستان میں  
 جو اس ہن تھے اگلا کر مر کھیا ہے  
 جو دیکھیں آہنی تدبیر ہو کیوں  
 نرت کا نسا کھرٹ دیونا خوب  
 پکیا سینا سیلے کب لاک اچھون  
 کریگا باب تھے سکلیاں کھوں نراس  
 دزنگ کرتیں نہ فرصت یادیں پھیر  
 نہ رکھنا آج کرنا سو صبا آج  
 نہ چھوڑیں روکھ بلوند ہوئے لگ سکاں  
 نہ سو بلوند تھے پلسے جو ہوتی جھاڑ  
 سبہ یک ٹھاو مل بیٹھے بچارن

## خبر خواب برادران شنبند و حسد گردن داز یوسف

جو عقل اس میں نیٹ حیراں ہو جائے  
 جو آسان ہوئے مشکل اس مودست  
 اچالا ہوئے جسے دیوے نہیں دس  
 جو اندیشیں نہ وہ سچ باج ہرقت  
 ادک ہوئے سہیں گن پاپ نس ٹھار  
 جے کچ ہے خیال انوکا ہوئے ادک تب

نہ یہ لوڑے اکیلے ہن تھے  
 نہ جنگ میں کوئی منگے ایسی بڑائی  
 جنگ کوں جم ہمیں سیوا کرن ہار  
 کریں جنگل میں دن سارے شبانی  
 بھرم اس کا ہن تھے دشمنان میں  
 مگر حیلے بن اس تھے کیا دیکھیا ہے  
 ہن کوں اب ضرور آکھ لگیا یوں  
 نرت کام آہنا کر لیونا خوب  
 سیلے سینے میں کا نسا ہو ہن کوں  
 بڑا ہوئے گا اگر یہ باب کے پاس  
 ایتانچ دیکھنا اس کان تدبیر  
 صبا کا کام بہتر سارنا آج  
 جو مونکے کوں اپاڑن لوڑنا کوں  
 سکے بن زور جس مونکے کوں آیار  
 قرار یوں جب دیتے تدبیر کارن

جے کچ مشکل جو عاقل کوں پڑی آئے  
 ہوائی بدھیلا اب بد سنگات  
 بڑے گھر میں جو یک دیوانہ ہوئے بس  
 ولے سچ ہوئے ستونتاں میں یہ بات  
 جہاں پانی جو بیٹھے میل در چار  
 لمیں جب کنیں جتنے یک خیال کے سب

ملیں جب کہیں جتنے یک خیال کے سب  
 جو بیٹھے بھائی یوسف کے بچاؤ  
 یکن کہیا اسے نامارنا کہتے  
 جو مار یا جائے چھپا رہے نہ یہ گھٹہ  
 نہ جو تاجھوڑ بیڑی کون جو سنپڑے  
 یکن بولیا خدا کون کچ تو ڈرنا  
 غرض اس کوں کتارے پاڑ تلے  
 سٹیں اس دورے ایسے یک جگہ ماں  
 نہ تجھواں باج یا پی پاسے اس تھار  
 نہ روٹی روپ وال دیکھے اجت باج  
 جو کئی دن اس منے ٹھاٹھ کرے گا  
 بن اس کا چھو لیتیں آپنے بات  
 یکن کہیا ادک یہ مارنے تھے  
 بھلا یک بار چھو لینا کھڑک سات  
 دھوڑ میں اب دور یا نزدیک اس تائیں  
 جو ست سوداگراں اتریں وہاں کوئی  
 جب اس میں ڈول سٹ دیں نیرکتیں  
 تو وہ اس کوں غلام اپنا کریں گے  
 یہاں تھے تو لجا ئیں گے دوسرے دھتا  
 سببہ اس بات کوں کیتے مقرر

جے کچ ہے خیال انو کا تو کدک تب  
 کہ کیا چیلے کریں یوسف کے کارن  
 جو حسرت سوں ہمیں اس تھے مہنت  
 کہ فریادی نہ ہو سکے موا اٹھ  
 کہ تچ چھوڑے نہ وہ جب بات انیرے  
 یکا یک بے گنہ کیوں خون کرنا  
 نہ کچ اس کوں دکھانا مارنا ہے  
 جو اس میں بن بھرت ہو رباگ کچ ناں  
 نہ دیکھے رات پوتے بن کھن کیڑی چھاو  
 نہ بن کانٹے بچھاناں لیٹنے کاج  
 تو اپنی موت سوں بیشک مر گا  
 ہوتے جاں کنڈنی تھے فارغ اس دھتا  
 بُری یہ مرگ سب مرگاں نہیں تھے  
 جو دیوہی جو پیاس ہو رہی سنگات  
 اندھارے تنگے ونگے باٹ کی ہیں  
 تو حاجت جب آؤں کوں نیر سوں ہوئی  
 تو لابی کے بدل یوسف کو سیندھا میں  
 نہیں تو نیکڑا کر کر دھریا گے  
 نہ کچ بہناں تھے اس میں لڑے گات  
 اٹھے اس کام کوں بھا کر ضا پر

در خدمت پدر آمد پدر رضا گرفتہ یوسف بردند

اسے کیوں نیند آئے ایک تل تن

کپٹ کاناٹا سٹے سینے میں جس

حسد کی مار تل جن مجھ پر ہوئے  
 انا دل ہوئے یوسف کے ادیکھے  
 دیکھایا مکھ جو سورج دن دین ہار  
 سبہ ل باپ کیرے بندگی آئے  
 تفاق اپنے جنگ سوں میں دھر  
 ادب سوں باپ کے نزدیک بیٹھے  
 بھلے ہو کر بہو باتاں میں آئے  
 یہاں لگ انپڑاے بات پر رچ  
 ہوس ہے جی میں جے نکلیں ہواکوں  
 برادر یوسف ہے جوئے کے برابر  
 جھولاڑوں ستیں اسکو لجاوین  
 کہو جھوٹیج عھنا تھا جو کئی دن  
 اسے سنگات لے جاوین رضایتوئے  
 ہوا ہے تنگ دل نت گھر اچھن تھے  
 صبا کھڑا سے توں بھیج سنگات  
 کہیں اس صاف میدان سٹانگے  
 یوس سوں دود بکریاں کاڈھالانگے  
 بہو رنگ کھیلے گے اس کو کھیلانگے  
 سرننگے جھول جاسن لال جن جن  
 پنھال کے چاڑ سوں یوسف کیرننگے  
 ہرن اور دوج پاڑڈ مار پاڑیں  
 تما شے سات ایسے یوں جو کھلاویں  
 جتنے چاؤں سوں ٹھنوا داں کو دھریں  
 انوں تھے جب سنئے یعقوب یہ بات

سو وہ کیدوں رات کو سکھ ستیوئے  
 سبہ نس جاگ دن کی باٹ دیکھے  
 کھیلے کل کے اندیشے پر کل سار  
 جے کچھ معاد بندگی بجالیاے  
 کھیٹ کر ملواتی سینے میں چھپا کر  
 لگے یہہ دھات بولن بولن بیٹھے  
 سوہر یک باپ کیاں باتاں اچاے  
 کہ تنگ آئے نہیں ہو دیں کھراچ  
 جنگل میں جاسنڈیں دل کی صفاسوں  
 جو مانین اس ہمارا لاڑ لا کر  
 جنگل کسرا تماشا اس دیکھلاویں  
 ہمیں سٹڈتے تھے سب باہیر اس بن  
 تو کچھ دل کوں ہمارے بھی مفا ہوئے  
 نہ وہ تھی کہ سٹڈ یا ٹھنوا دین تھے  
 سٹڈے گا ہو کر کھیلے گا جن سات  
 کہ جن اوچے پھاڑاں پر پھرانگے  
 کہیں سنس کھیل سوں مذکور بلانگے  
 ٹھنڈے بکھیلانگ بندھا کر نیکانگے  
 کلیاں ماراں جھٹلاں گوند بگن  
 چا اسکے رنگ چڑھو میں چول سورنگ  
 جھڑت ہو باگ کا کالج اُپاریں  
 گمت اس کوں اینوں کن شاد چاویں  
 نہ بن ہنس کھیل انوں دلشاد کریں  
 پھرائے مکھ نہ مانے خوب یہ بات

کہے اس کا لجاؤن منج نہ بھاجے  
کہ اس جنگل میں ہے بھڑیاں بھوتیک  
تمہیں سنگے سو ہوین کھیل کے نام  
جے کچ آزار اس کے تن اُپر ہوئے  
جو یہ اتر سنے وہ دس منتر کار  
کہے دس بھائی ہم ہیں باگ بلوند  
بھڑت کیا ہے اگر جے باگ آویں  
بھڑت تھے بھائی کون جی رکھہ نہیں  
سے یعقوب جب نیگریاں تھے یہ بات  
لستا دے جو یوسف کو لے کر ہائیں  
عجب بازی دیتے بازی کے بھانے

کہ بھوتیک یہ اندیشا منج ڈر آئے  
خفے کون دیک کر کھا دیں یکا ایک  
تمن انجان تھے ہو جائے یہ کام  
سو وہ منج جیو کے جیون اُپر ہوئے  
ہر یک منتر سوں کام اپنا لیے سار  
جو یک تنکا ہمیں کن باگ کے ڈند  
ہمیں اچھتیں کہاں اس لاگ آویں  
توختیا تھے سوں کیوں بکریاں لکھیں  
نہ کہتے عذر بھی دو جا کسی دھات  
ولے بہہ آئیں تھے جے اس بھر لیا میں  
نہ وہ بازی مجھے یعقوب سیانے

## برادران، یوسف را بردند و در چاه افتادند

دھریں جے کوئی دنیا میں آدنیاد  
نہ اس کے مکر ڈونگے کس بھاجا جاتے  
بڑے اس کے دعا کے بائیں میں جن  
وٹیاں کے مکر کی بائیں تھے کہ تار  
جو یوسف کوں دیتے بھایا کے سنگات  
اچا لینے ایسے پیستے پوس سات  
جہاں لگ باپ اسکو دیکھتے تھے  
لیکن کھاندے پر اپنے بیلاے  
لیکن جو مے پشانی تھن ادھر دھر  
نظر تھے باپ کی غائب ہوئے جب  
سٹے کھاندے تھے سارن اپنا بیٹ

کریں دنیا تھے نت خراب دن داد  
وجیت سب کوئی کرمت کس میں بھاجے  
نہ کہ نکلے غلط کھا کھا مرے تن  
ہو یوسف کے حق دا ہم نگہ دار  
چلے لے کر کرن یوسف کے کس گھٹ  
لجاوے میگ کوں جوں بھڑت اسات  
کس کے گود تھے یک لیوتے تھے  
لیکن پیاروں چکل سینے کوں لائے  
نین اس کے جرن رگڑیں نین کر  
بھوت اس پر جھا کرنے لگے سب  
دیے بھڑیاں میں ہو رکا ٹیاں منین

ننگے پاؤں سوں کانٹیاں میں چلاتے  
 چبے کانٹے جو چیرے گے سو گم مائیں  
 جو کچلے جائیں اس بھتروں منے پاؤ  
 جنوں تلویاں کو پھولوں چھائوں جو بے  
 بھری اس چرن کے لوصے سوئے ہوئی  
 چرن یوسف کے جس ٹھوس پر جو آئے  
 بچھیں بچھیں جو یوسف بچھ ساریں  
 کریں جب تیل آچھے گمہا پر بھار  
 انوں میں جب کسی تھے جائیں اگل  
 ٹھنڈیاں کا بھار رکھیاں کا ڈھون مار  
 انوں تھے جب ہوئے بازو برابر  
 اوجھکا دور جی زاری سوں بھاڑے  
 دھریں ڈونے سوں جس کے پاؤں نہیں  
 دکھوں تھے عاجز آکر جس پکا رے  
 اٹھیا اڑا جو توڑیا اس انوں تھے  
 بچھاڑی کھاڑی یا لڑتا تھرت پر  
 ڈوبے انچھواں منیں سرنگ کا نہیں  
 غریبی تھے کلیجا چھٹ کے لھو ہوئے  
 جھلیا دھا کوں تھے دل جھل جھل کر مار  
 نہ کوئی اس کو نکوڑ کر کہیں مار  
 یکس تھے یک آدک آزار دیویں  
 سٹیا دھیرک ہوا پیٹ نہ آدھار  
 جتا کج تلملاوے بلبلاوے  
 چلاتے تین کوس اس کو لائوں دھاتا

عجل ایسے پاؤں کانٹیاں سول چراتے  
 چھیلوں چھنکریاں کھنکوں کانٹیاں گھونٹ  
 سنا جوں چور ہوئے پتھریاں کیے لکھاؤ  
 پتھر کانٹیاں تھے لوصے مان ڈوبے  
 کیا رو رو رکت کسمہ لال کرتے  
 سو وہ بھوئیں سرخ روتی کیوں نہ پائے  
 نیکے گمہ پر جو اٹھے بات ماریں  
 گنگ جوں سور بھی پایا چند رسا  
 گند انوں پیٹ مکھیاں مار کو جل  
 ہوئے وپیٹ جس پتھے پیر ہن بھار  
 مڑوڑیں کان ماریں گال آئیز  
 ان اس پر پاؤں بیزاری سوں بھاڑے  
 پیٹے تب جے کٹن ہو پاؤں دھریں  
 وٹا دیں کوپ سوں ماریں ہنکا رے  
 بھریا کھد بن رکت رو جا سنوں تھے  
 سبہہ تن ڈوب رھیا مانی رکت خبر  
 کینے کر باں سوں جوں سورجک میں  
 نہیں اس کوں کوئی سن ہاروان پتھے  
 ہوا ہیبت سیتی جھیل کر من مار  
 نہ کوئی اس ٹھانوں سینے لادیں مار  
 نہ کوئی دھیرک سینے آدھار دیویں  
 ترختا باپ کوں گویا کار گویا کار  
 نہ کچ اس پر کسی کوں نہر آوے  
 جو گن باپ سوں ہو را او گنومات

جو پانچ بائیں اتنے میں یکا یک  
 اندھاری تنگ سانبوں سات سنبور  
 نہ اس ڈونگاٹی ڈونگے فکر میں آئے  
 بھرے سب جو کہ منہ کھینک لیاں ستا  
 جو کوئی جا کر کھڑے ہوئے گنتہ اوپر  
 سبہ وہ بائیں یوسف تیں جو چوئے  
 جو کچ اڑاڑا اٹھیا نہ یاد کر کر  
 کرے نرمی انوں سیتی ستا دھات  
 پھیرنے کاڑ کر لیتے تنگا کر  
 سلول اچھے نرم دودنڈ نیکی  
 سو بالوں کیاں جو رساں ستا لڑے  
 کمر اس کی جو باریک بالی کی دھات  
 اتارے بائیں میں راسریاں بسا لپوڑ  
 پڑی بائیں منین سوچ کیری چھاؤں  
 آ رہا بانی تھے کڑکی کوں پھتر ایک  
 رتن مانیک واری اس پھتر پہ  
 ویسے اس نور تھے اچھا بچے پھتر  
 کھلیا اس بائیں کا انکار کالا  
 نہکتی بائیں مہکے انگ کی یوں  
 ادھر مروت ادھر کی چھاؤں پڑ کر  
 جتے کیرے پتنگے پس بھرے سب  
 یکا یک جیر تیل اتنے میں آئے  
 جو تھا تعویذ یوسف باندہ باندھیا  
 جو وہ پیر مں سرک تھے اوتر یا تھا

کھڑے رہے وہاں سو بائیں کوں دیک  
 نہ ہوئی اس دھات کا فکیر بے غور  
 اُسے دوزخ کیرا کڑ کا کھیا جائے  
 سر پا چکر گدا بانی بہر دھات  
 ایسے کو نڈن ہوئے دم لے نہ سک کر  
 نیٹ بکسن لگے یوسف جو سوئے  
 جو یوسف کو گلے فعل موم پھتر  
 انوں ہوئیں نیٹ کر طوے کیتے دھات  
 دستے تن جوں سورج مسکھن تھے کھن پر  
 جو چھیلے جائیں پریشم تھے سرک کے  
 لگیں اس دنڈ پر نیزیاں تھے کڑے  
 کئے اسکوں بھی بالوں بادھریاں ستا  
 سو آدھے دور تھے اس کوں دیتے چوڑ  
 سو ہوئی وہ بائیں اپی سوچ کیری ٹھان  
 جو تھا بیٹھا اُس اُپر جائے بل دیک  
 جو بیٹھے یوسف اس پر باؤں پھر کر  
 کہ جوں سوچ تھے بائیں ہونے کنکار  
 کھید پیریا رات کوں جوں سو اُجالا  
 جو ہوئی وہ بائیں نافہ شک کا جوں  
 ہوا وہ میر سب جل شہد شکر  
 بھرے سرونگ اُرت اس دگھی  
 یکلی بنا تھے یوسف کوئی چھڑا سے  
 سو تھا ایک پیر بن اس مان باندھیا  
 سوا باہم انگ اپنے دھریا تھا

جو اسکے انگ میں وہ پیرہن ہوئے  
 جسو اس تعویذ میں تھے کار پیرہن  
 بچھیں یوسف تئیں یہ بات کہتا  
 کہ توں جس تھے دیکھیا ایسے بڑے  
 سرن ستیں سبہ تچ پاس آویں  
 جے کچ کیتی جفا تچ پر جو مارے  
 توں تو ہر بال بال ان کا بچھانے  
 جو یوسف سوں کہتے یہ بات جبریل  
 رہیا پھر اموگ تخت گر ہوئے  
 ایسا جب جبریل اس یوسفنگا  
 سو اس تھے آگ اسے سنگار بن ہوئے  
 پناے جبریل یوسف کیسے تن  
 کہ خالق یوں بشارت توج دیتا  
 انوں کوں توں دیکھے اس تھے بے ہمیں  
 تیکہ صدقے وہ من آس یاویں  
 چھپائے انی نشاں ان کوں بچارے  
 انوں یک بال تیرا لونہ جانے  
 رہے سب دیکھ بے کمر جوں کل کھیل  
 جو اس پر وہ اچھل بخت شہ ہوئے  
 رہیا غربت بے سراسر پائے ساتی

## یوسف دیا ہر روز ماندہ بودند جبریل ہمراہ بودند

سو جو تھے دن جو نکلیا سوراہر پر  
 وہاں اترے سبہ ڈیرے دیا کر  
 ایسی بائیں کوں آئے نیر تائیں  
 سو امریت نیر سیدھن ڈول بھایا  
 بھگا بایں انکی تچ درسن تھے جوں نیگ  
 کہتا اس من راسی میں اچھے گا  
 نکل جوں سور ہو کر ہگ دیا نا  
 تو بیٹھے ڈول میں سٹ اپنا نول  
 پچھا نیاں جے نہ ایتا بھار ہوئے جل  
 نہ ہوئے اس ڈول کو لایا ہی تھے یہ تول  
 لگے دیدے پھر ان اس دیکھنے تھے  
 خوشی سوں دھن بیان ممول لویا

جو یوسف تین دن تھے بائیں بھتر  
 مدینے تھے بڑے سوداگر آکر  
 نہ تھی غیر ی انوں کوں ہو ریکہ بائیں  
 پھیلے نیگے جنت یک مرد آیا  
 کہے جبریل یوسف کوں کہ اٹھ بیگ  
 سورج دن دیپ ہو کر داؤ میں بھا  
 کہ اس بائیں کے گنڈھ آجت چھانا  
 کہے جبریل جب یوسف کوں یہ لول  
 جو کھنچا ڈول کوں وہ مرد بے بل  
 کہن لاگیا لگے بھا آج یہ ڈول  
 جو کاڑیا ڈول اس بائیں منیں تھے  
 دیکھت وہ کھ یا بشری کہہ اٹھیا



بڑے بھاگ اس جو پاوے مال کاٹیا  
 جتا دھن ہو نہ پاوے جیو کا حول  
 ادک دھن جیو تھے جب ان جو دیکھیا  
 خوش تھے چھک چھلیا جوں بھول کھیلیا  
 چھیا کر گٹ ستیں ڈیرے لجا کر  
 نہجی یہ بان جے جن گنج پاوے  
 اچھول بھائی کیتک بری لیے تھے  
 کہ آخر ہوئے کیوں اس کا سراجام  
 سواس سودا گراں کسیری خبر پائے  
 جو یوسف کوں پکارے  
 چلے سودا گراں تیں چھکرنے  
 کیتے یوسف کے تیں اس ساہرے جھٹ  
 سو پکڑے اس کہ یہ بندہ ہمارا  
 نہیں کچھ بندگی میں دھر کئی دھات  
 سودا خر کام تھے بھوتیک کچھ اڑے  
 ہمارا ہے ان آخر زاد لسیکن  
 کتیا کا ہش کرینت او تھا اس ستا  
 نہ کچھ بیکیاں کسیری پروا ہن کوں  
 نہ کھوئے باج کچھ پیکے چمن لیں  
 کھاڑا یا بائیں بنیں تھے جن جوان غت  
 کھرا سودا لیتا دے دام کھوئے  
 سو رچ کوں ایک ڈرے سوں لیتا مول  
 ہوا یوسف کے تیں دے دام مالک  
 پچھیں سودا گراں لا کے سبہ بھار

سودہ یہ بھاگ کا دھن جیو کاٹیا  
 سو جب جیو مل نہ ہوئی سفق کرا تل  
 سو سب جیو سنج کار اس کوں نہ لیکھیا  
 کہ اس جنگل میں کھیلیا بھول میلیا  
 نہ کھیا یک تھاواں اسے بھوتیک چھیا کر  
 چھیا کر جے نہ را کھے رنج پاوے  
 نفص تیں ایسے نہر رہے تھے  
 نہ دو جا اس نفص باج تھا کام  
 مکر سوں ڈھونڈتے تینوں مان کن آنے  
 نہ ہونے باج گر جن بائیں کسیرا  
 انوں پر مدعی ہو کر پکڑے  
 سو پائے ان پاس تھے یوسف کوں میو  
 نہ کچھ بتونت ہو سودا تھا را  
 چکا تا کام ستی سات دن رات  
 چھیا اس بائیں بھیتہ تھا اس کراے  
 نہ اب تدبیر ہے کچھ بیچنے بن  
 نہیں باٹ آوتا ماریں جتے دھات  
 جتے تھوڑے کوں نگینیں تن کوں  
 جو یہ کھوٹا بندہ ہم تھے تمیں لیں  
 خوشی سوں مول لیتا مفت دیکھت  
 جگت میں دھن چھک ستیں کوں نہ لڑے  
 لیتا اربیت ہو رٹھکریاں دیتا مول  
 سو تھا اس تیں جگت میں نام مالک  
 ہوئے سب مصر کو دھن جاوے سوار

# مالک یوسف اور چاہ بیرون کر دند در ڈیرہ خود نہر سادند

جو مالک پالیا بختیاں تھے پرسن  
 اچا یار سیں اس چڑ کھن تھے اوپر  
 چلن لا گیا آٹالی سوں بہو تیک  
 جو مالک مصر کے نزدیک آیا  
 سپہ اس شہر میں ایسی خبر تھی  
 لیکر آتا ہے ایسا ایک بندہ  
 .... نین آنبر کھوے رکھے ہیں  
 خبر ایسی جو پایا مصر کا راتے  
 کچھ میرا نگر سو کہاں خونی  
 سرگ بن کے جو بھول تانے کھلیں  
 عزیز مصر کوں کھیا کہ اب توں  
 نظر موں دیک اس نیچے ٹھنے کوں  
 عزیز مصر جب فرمان پایا  
 دیکھا یوسف کو دھن وہ ایک نظر جب  
 نوا یا سر کہ مت سچہ کرے اس  
 ولے یوسف سرا اس کا آپ اچایا  
 کہ یہ سر تو نہ دھر بن اس کیہ ہمار  
 عزیز اس بعد مالک سوں کیتا بات  
 کھیا بن شبہ کن آئے کیوں سری گا  
 ہمیں جو آئے سوشہہ پاس آئے  
 کہ دن چار اک بہتا کوں رونا ہوئے  
 کہ بھو تیک دور تھے جیل آئے ہیں ہم

لیتا من جت پرسن یوسف کے درس  
 نہ ٹھیرے پاؤں شادی تھے زمین پر  
 کرن لا گیا بہو تیک منزل لاں بیگ  
 سوشہہ مصر میں بھو تیک پایا  
 کہ مالک پھیر کر آیا سفر ختی  
 جو گھٹتا دیکھا اسکا روپ چندا  
 نہ ایسا روپ کہ بھو تیں پر دیکھے ہیں  
 اٹھے اس کی خبر بہہ رشک میں آئے  
 بھلے مصریاں کوں حواں ہوئے تو بنی  
 سوان کا کھ دیک پر توں جلیں گے  
 شکل مالک کوں سامن ہونے کوں  
 لیکر اُس دیکھا وں چمنے کوں  
 سو کوچ کر سامنے مالک لگ آیا  
 یکا یک پور ہیا وہ بے خبر تب  
 بھو تعظیم سوں سر بھو تیں دھرے اس  
 کرن سجدہ ایسی کے تیں نہ بھایا  
 جو را کھیا سر سوں تچ گردن پر بالکل  
 کہ لے جیل شاہ کن یوسف کو سنگات  
 خریدارا ایسے کوں شبہ بن کن کرے گا  
 ولے اب تچ تھے ہم یوں آس لائے  
 تو تنہا کوں بھی آتی نیسی صفا ہوئے  
 ہوئیں آسودے جو لیں جارا کیہ دن دم

دھولا دیں کپڑے پور گردن کی  
خوشی سوں شہر کی لٹخ پاؤں اکھیں  
پھر باراجے کیری سیوے کے تئیں تب  
جو جاگے من میں شہید کوں آگ غرت  
جو سورج سو نکھیر ان کے لیکھے  
جو چھوڑ دیں دیس کا بازار ایک مت  
اندھارا رات کا اندھار چھاٹے  
سُفیا جو ہر جڑت سو جنگ بھاری  
یہ سب بازار یوسف کا بھکاویں

## مالک بعد چہار روز یوسف لغسل ماوند دریاے روئیل

سودج کھن نیل کنتھ پر سیسں اُجایا  
کہ توں اب نیل کنتھ پر آسورج سار  
جو دلیسے دیہہ سب نرمل پھیل نور  
گدم کر چھوڑ سکے نیل اندکوں  
دپیا یا ندکوں چھاؤں آئیں گھال  
سورج اندرے میں تھے نس کا کر اچا  
کھلیا جوں میگ سورج دن دین تھے  
میلیاں رات ملاتن دیسں اچالا  
کہیے اتر تھے مت آیا اتر سور  
نہ دے یہ جوت جو سورج نزدیک بختے  
چھپے اس تھے سورج تھے جوں ستارے  
خبر اس روپ کی اس وقت پایا،  
کہ دیکھے پور سٹے کوں بہہ اتر ہے

اتاریں ماندگی جاگن لنگھن کی  
صفا پا کھے سوں شہہ سلوے کوں لنگھیں  
غزیرا ایسے بجن نیلے سنیا جب  
کہا شہہ سو جو یوسف روپ کیرت  
دنیا تیرو پ جے سب روپ نیلے  
کھڑے پوئیں سہیہ بازار میں رست  
اچالا جوت ادک فیتوں کوں دلے  
حریری کسوتاں سب از رنگاری  
کہ جوں بازار میں یوسف کوں لیاویں

جو چو تھا دیس وعدے کا جو آیا  
کھیا یوسف کوں مالک لے سہن ہار  
سو گند باس انگ کیرا میل کر دور  
بدیم پگ کیمہ پر مل برگ بدسوں  
سو مالک کے کہے پر وہ جگ اوجھال  
جھک ٹوپی جو بالوں پر تھے کھینچا  
لگایا کپڑے ات صاف تن تھے  
جو بات دھیا نیل کا تہ بند کال  
جو سب جگ دشت دانتار روپ کا نور  
بچھانے بھی کہ سورج تھے ادک بختے  
جنوں دین سورج دانتن ہارے  
جو شہہ اس دیک خبر رانی گنوا یا  
بولے لوگال تھے ایسی سچ خبر ہے

نہ مانیا سچ کر لاکھوں میں ایک گئی  
سببہ جگ روپ مل یک بچ نہ لکھا

پچھلے سببہ خبر اس روپ کس  
جواہری دشت سوں وہ روپ دھٹا

## بوقت آمدن یوسف دربار بادشاہ زلیخا را معلوم نہ بود

نہ پائی تھی زلیخا دہ خمیر تب  
ہوا لکھ گن پرہ حبتا سوا تھا  
ادک ہوئے قتل جیو کا الال  
عجب راہی کہ یہ حالت عجیب ہے  
ادک ہوئے دکھ کرے کچ چھند  
جل جھلا لیون جگل سنڈن تھی  
کیتے دن لاگ جگل میں رہی تھی  
وے یک تل برہ جھڑ کا نہ ٹھری  
سوا گلے کیوں نہ تھو ڈونگر سبیل لگ  
جو اس آگون تھے سب جلتا ہوئے  
نہ تکا جگ مینے ایسا دکھیا کوئے  
بجھے ڈونگر نہ بوجھے جلتا دیہہ  
وے اسکوں اچاٹ اٹکا کرے سب  
نہ جگ شکھ تھا جہاں بھی تھی  
نہ کس نہ کوکھ تھے بن دکھ پھیل کھائی  
چڑی ہو دج میں ہوا ونٹن جلائی  
سو تھے اس باٹ شہہ جھے کے سامن  
نہ دیسا شور بھی کسی دور دیٹھی  
کہ یہ کیا شور کسی یوں بگ برشاں  
موکھال تھے غلام یک وہ جلیا یا

جو یوسف آدے تھے باٹ لگ جب  
وے جیو کوں اکو جاتیا کیا تھا  
ہوا من مٹ کے تیں منات اتالا  
نہ سوچے اس کہ اسکا کیا سبب ہے  
کری جھلا لیون قتل کیتے چھند  
اچاٹیا دل نیٹ جب گھر اچھن تھی  
ہو ویتیاگ کج دیر اک سیتی  
دکھوں دنواس لے جگل میں پھری  
جو اس ایک تن کی تنگی تھی آگ  
عجب تنکا جونت یوں جلتا ہوئے  
جرم جلتا اچھے پورا کھ نا ہوئے  
بجھا دن آگ برسا دے اچھا مینہ  
میلے اسباب داں شادی کیے سب  
مچو تیک قتل ہو رچٹ بی تھی  
سو جھاڑے جھاڑ پھر پھر داڑ آئی  
سو پھر گھر کی طرف جب رخ پھرائی  
نگر میں آئی جب اب گھر کوں جلائی  
نرا اک غلبلا ہو ر طور دیٹھی  
لگی پوچھن زلیخا ہوئی حیران  
کچے مالک سفر تھے پھر کو آیا

سو اس کے روپ تھے حیران ہے جگ  
 جو کئی لکھ سورج اسکے سامنے آدین  
 زلیخا سیس ہوا دیکھتے بچھاتی  
 سو کچھ ارڑا اٹھ ان کو خبر تھے  
 بچھاڑی کہا پڑی بے سدھ ہو کر  
 تروت وہ اونٹ وال اونٹن چلائے  
 وہاں جب جگہ زلیخا کوں خبر آئی  
 کہ تیرا حال کنی ایسا بدشاں  
 کہی لے مائی میری کیا کہوں میں  
 جھٹا کنگال تھے مالک جو لیا یا  
 جو سب جگ تھے سنی اسکی خبر توں  
 وہی ہے ساج میرا من مہانا  
 نہ میں اس باج مانگوں جو اس میں  
 سین میں ملجو دیکھی سو یہی ہے  
 دھرن تن تاب میں منتا ہے اس تھے  
 اسی سے جیوتے مرتے سے ہوں  
 یہی منج کوں ہوا ہے آج مشکل  
 کہ میرے جو سوں کن آگ تک پائے  
 میرا نزل جیذا کس لیں جگا سے  
 نین کس کے یوئیس بیت اس تھرن  
 کن اس کن آئی سنیت سراگا  
 میں اس تھے آس من کی پاؤں یا نہ  
 جو لو جھین جانی وہ توں کاٹی جلتی  
 پرہ کی آگ پی بن کن مجھا دے

لہد اس کوں اسی کے دھان ہے جگ  
 نہ نیک ذرہ کیرے مولوں بکاویں  
 کہ ہو تی یہ مکھ ایس جسکی دیوانی  
 جو اس تھے جگ سنے کر جن انبر تھے  
 پڑیے جیو ڈب اپن تھے بات دھو کر  
 اسے اس کے محل لگ انبر اسے  
 لگی پوچھن اسے بہہ جیو سولہ دانی  
 منجے کہہ کھل میں بلہا روتہاں  
 دیکھی پیو کوں اب اس بن کیو رہاں میں  
 جو سارے شہر میں وہ شور مچایا  
 خبر سن کر جو دیکھی بھی نظر سوں  
 اسی کی پنتھ دھاڑے من پرانا  
 نہ میں اس باج مانگوں جو جیو میں  
 سمت میت کر جو سیکھی سو یہی ہے  
 غریبی لے سٹی مابا ہے اسی تھے  
 اسی کی آس تھے یہ دکھ سے ہوں  
 جلے تلنتل اسی ڈر تھے میرا دل  
 اس اندیشے تھے میرے جیو پر سے  
 سورج وانی دیب ہو کس دن دیا سے  
 محل کس کا ہووے اس تھے سرگ بن  
 رکن اس یک کیہ آپ نہیں بھراگا  
 نیکے تلو یاں کوں نینولاوں یا نہ  
 بچھانی ہے نہ کچ تندیر جلتی  
 دو چاہیہ کوں میرا وے تن مجھا دے

کہیں اپنے شمع سوز اپنا چھپا رکھ  
جتن رگھو صبر کی سی آہیں پاس

## ہردیلاو شاہ آور دند یوسف لہ ابراہیم خردی بہا کر دند

سو دیس چھ دیس امرت سبیل سے میل  
میلاد اسور تھے ہونے دیس احوال  
جو سب مہر میا ہونے یوسف کے عزت  
چھتے جس پورتی جو دست اس عہد  
کہیں جہ مصر میں عقی سو بڑھی یک  
نہ سیکے تھانپ اپنے دل کی ملکوت  
کبھی جگ سنیت اس کا مول نا ہوئے  
جو ہوتے اس انگ تھے یک بال کا تار  
جو پاؤں ایک برج کی طرح چہرہ کی  
نہ اس کی مول پور ت کچھ دھڑکیاں  
کہ ہوئے اسکے خریلاؤں میں پنج تاؤں  
منا دی ہر طرف آواز لاتی  
جو جیب اس روپ ناسکے سروں  
ادھر امرت بن امرت گن امرت  
انوں میں تھے کہیں ادھیا گن مول  
جو دیکھے اس کی کیا کیرے گنت کر  
کہ ایک ہو رہی مول اس کا چہرہ  
چرا آیا بھی سببہ پر یک خریلا  
جو چرا آیا بھی سببہ ہونہ اس کی  
چرا آتے تھے آٹھو کیے تینوں عباد

جو بیٹھا لال مل دے یہ بس میل  
کھلے بچھڑے کسیرا اند کار کالا  
سببہ اس مول لیون تیں کچھ چپ  
سو اس تیں خرخچے تیں ان ہوں تھا  
جو اس نہیہ تھے پریشان ہونے عورتیک  
سو لے کر آتی دال کتیک سوت  
سببہ جگ جیو مل کا قول نا ہوئے  
تو مول اس کا کہیں درمگ تھجھار  
تو وار دن سنیت اس پر بھون کی  
دے ملکوت اتنے تیں کون میں  
میں بیٹھیں جو یہ سنیت اسوں پاؤں  
کہ کون ایسے تھنے کون لیون آتی  
اوک دو جگ تھے اس کا شمش پاون  
گن امرت نیر کے نا ہوئے ایوریت  
تھنے ٹکیاں کیرا بھدرا بھرا کھول  
تو ہوئے وہ تھے سب ایک جھیر  
سو سو بھدراں تک مول انیر سے  
کہ دیون بیشک بھیا یوسف کیر بھجھار  
تھنے مانیک اسکے تول جو کہیں  
زیادت کراو یک بھیت اور بھار

زلیخا اس قصے تھے ہوتی خیردار  
 گیر ایک سب قل اس تھے اس توڑے  
 عزیز مصر کوں بولی کہ اب جا  
 کہی جے کچ مرا ہے سو دینا  
 نہ اسکے مول کا آدھا جو تھکے مہ  
 زلیخا پھر جواب اس کوں دیتی جو  
 رتن مانگ جو صندوقاں بھرے ہیں  
 جو یک مانیک کا قیمت کریں گے  
 عزیز یک اور بھی لیا یا بہانہ  
 زلیخا بھی کہی جا یا شاہ کے پاس  
 کہہ اس کوں کہ منج من یہ بڑا دکھ  
 دھروں شہید کے کرم تھے اس بھیک  
 جو اس شخصے کوں لیون منج رضا ہوئے  
 عزیز اس بات کوں شہید بات آکھیا  
 عزیز مصر تب اس مول لیتا  
 خوشی سوں لے گیا اس آئے گھر  
 گئی بابل سخن کی پاس آن کر  
 پھری اس کی خبر شاہی تھے بھرتیک  
 پیارے پر نہیٹ پیار آونے تھے  
 گلے نینوں سوں پکڑے دوئے رگڑی  
 خوشیاں تھے تلتل اس پیش جانے  
 گھر دوزخ تھے جس جنت لیا وینا  
 جو پانی بھاگ تھے من اس سنیور  
 گلگن سر کرن تھے پگ تل نہ بھانے

دو گن کیتی سمجھوں سوں آپ یکبار  
 ہوئے عاجز پور اسکی بات چھوڑے  
 اینوں مولوں نیاڑا کرے کرے  
 منے مانگ در ب دھن کا خرینا  
 کہاں میں مول سالم دے سکوں سب  
 دیون اس دھن جے کچ میں بی دھروں سو  
 گلگن بھر چوں کھنجر بیکھرے میں  
 خرینے کئی شہاں کیرے سو دیا گے  
 کہ لیتا ہے ایسے شاہی مہاتہ  
 سون کر بھو تیک اس جم شاہ کے پکا  
 جو جگ میں منج نہیں پنگرا نین منگھ  
 کر غم خوار کرے یہ دکھ میرا دیکھ  
 تو پنگرا منج پور شہید تیں ندا ہوئے  
 رضا دی اس کوں بھو مان را کھیا  
 ایسے فرزند گن مھوان دیتا  
 کہتے اس تیں زلیخا من مینے گھر  
 وہ راس آتی بڑی من اس پا کر  
 بھر آتی ڈرٹ ملدون جگ تھے اس یک  
 چلی بیاروں انجھو نینوں منے تھے  
 بہت انجھواں سوں تلتل دھوئے پکڑی  
 امس تھے بھگ جگت میں تاسا دے  
 زلیخا کی خوشی وہ بھی نہ پاویں  
 سٹی مھاگوں کی بردا ہوئے معذور  
 سب جگ من میں یک رچ کر نہ لیا دے

نہ لہیا تا ب اسے جو تیک خوشی تھے  
 سو حیرانی سوں پھر پھر سنگ کرتی  
 کہ دھتی جاگ میرے کارنے حکیم  
 نہ جانوں سوئے نہ بنا دیکھتی ہوں  
 کبھی سندھوں میلہ واسچہ مانے  
 جو کمی دن برہ لیس تھا منہ چارا  
 جو میاں دیکھ کے اندھالے میں بیسی تھی  
 سو مائیں جگہ یاد دن روپ اعالے  
 کر بی تلتل شکرانا خدا کا  
 کہ ہیں اس دیکھ کر حیران گم ہوسے  
 کبھی اس دیکھ دکھ ناؤں ببارے

۳۰  
 رہی گم بہوشی کی بے ہوشی تھی  
 کہ میں لجتیاں تھتے یہ باور نہ دھرتی  
 جو پاؤں جاگنے میں میلتی سکھ  
 کہ جاگت روپ بیا کا دیکھتی ہوں  
 آجی آپ مان بھوگ اینا نکھانے  
 ملن امریت پانی اس کا اتارا  
 نہ سینڈ سک باٹ ایسی سنڈ تھی  
 منہ بنہ بھوگ دولت کی دیکھالے  
 کہ دنیا سکھ گنوا یا دکھ سدا کا  
 کبھی گزرے سو دکھ دن یاد کروے  
 ایسے یہ حال تھا اس دیں سارا



# قطب مشرقی

۱۰۱۸ھ م ۱۶۰۹ء

نظر

وہجی

## ۳۲ آراستن محل مشتری

سو اس محل کو نقش کرنے لگیا  
سفیداب تارے ہیں سرخی سولوز  
کہ دھرتا اے ہات جو ز ا قلم  
تو لک محل چترے وہ یک تل منے  
بچتر چتر وہ چتر نے لگیا  
کہیں مرغ ماہی کہیں پھول جھار  
کہیں بازو مخری کہیں مک کلنگ  
کہیں نار ہو پرش یک ٹھار مست  
کہیں چشمے امریت کے بہتے ا ہیں  
کہیں ہیں دیوانے کہیں ہیں ہشیار  
کہیں بیٹھے دیوار ہمدست ہو  
کہیں دیو جن ہو پریاں اچھریاں  
کہیں لیلی ہو رجول دیوار سے  
کہیں پاتراں ناچتیاں ساز سول  
کہیں چاند سورج تارے انبر  
ستوار یا محل کو بھوت دھات سول  
نراکت سول سنگار نازوک کر  
کھلا چاند کاجیوں ہے آسمان چہر  
ہلی کاند نہ جیو سب جیو پا

بجد ہو کے جدو وجود دھرنے لگیا  
جو ز رینج جیوں چاند سنا سو سور  
عطار دختارے کوں نیں کچھ غم  
جو خوش ہو اس لیاے مک دل منے  
نیٹ دھیان یک دل سول دھرنے لگیا  
کہیں بن بیاباں کہیں سمہ بھار  
کہیں شیر شرو کہیں گچ ترنگ  
کہیں بیت بیت غلنے ہو بیت پرست  
کہیں شاعر اں شعر کہتے ا ہیں  
کہیں میں ملا نے کہیں میں خمار  
کہیں تخت پر کوئی سستی مست ہو  
کہیں پیر شہید ہو پیغمبر اں  
کہیں خسرو ہو شیریں یک ٹھار سے  
کہیں گاتی گاؤں خوش آواز سول  
کہیں دھترے مرغ سیمرغ سر  
چتر یا چتر و واکس ہات سول  
کیا چوک سج چوک اس چوک پر  
سہمے چوک اس نقش میدان پر  
لکھیا شہ کی صورت وہاں اں جو آ

اگر اسگوں باتاں میں کوئی کھولتا  
 ایسے سنگ جو اس کا ندرنگ رنگ میں  
 یو تاثر ہے شہ کی تاثیر تھے  
 لکھیا نقش سینسار کی نار کا  
 چتر تھکے یوں شہ کے مکھ بھان تے  
 دیکھا یا محل کوں جو مستید کر  
 مہر اس محل جیوں کیا بوستان  
 محل خوب اعلیٰ یو جیوں سرگ مہوا  
 اسی دای کوں وال بٹا بیجج کر  
 تمیں کام جو کئے تھے سوسب ہوا  
 دیکھو یک نظر اس محل کوں اتال  
 دھرو منج اپر تک شفقت تمیں  
 ہر ایک کام ہوتا جو اولاس تے  
 اگر شہ کی اچتی نہ امید احس  
 بڑا شاہ کو دے جو کچھ دان دے  
 ہنر زیاست ہوتا اچھے دان تے  
 نکو کو توں تفصیر کچھ دان کوں  
 سندیوں ہنر پروری کا ہے شہ  
 ہنر ہے ہنر مند کوں کیا غم ہے  
 طلب ہے جو غالب طلب گار پر  
 ہر ایک خوب جان ہور خریدار میں  
 یو موقوف ہے سب خریدار پر  
 ہنر خوب ہر بار ہوتا نہیں  
 اگر مانی اچتا تو اس وقت پر

تو ہر سنگ اس کا بچن بولتا  
 کو تاثر میسا ہے ہر سنگ میں  
 کہ جیوں جھاڑ بڑتا ہے ہر تھے  
 کیا شہ کوں دنیا کی اس ٹھار کا  
 کہ روشن زمیں جیوں ہے آسمان تے  
 کہ ہر ایک انگلی کوں تھا سنو ہنر  
 کہ بچہ شجاک ہویں دیک سب دوستاں  
 دندی دشمنان کا سو محل مرگ ہوا  
 لکھیا مشتری شاہ کوں کر غبر  
 اسے دیکھنے کا سو وقت اب ہوا  
 کہ میں لی مشقت کیا اس ونبال  
 کرو چینز میری مشقت نہیں  
 سو شاہاں کی امید ہو ر آس تے  
 نہ ہوتا منجے یوں اس ہو ر آس  
 نوازے ہنر مند کوں مان دے  
 نہ اُس کی فہم عقل ہو ر گیان تے  
 کہ ہوتا ہے بل دان تے گیان کوں  
 نہ بیاں جھوٹ کچھ شاعر کا ہے شہ  
 جو بخشیں ہنر مند کوں سو کم ہے  
 کرے ناز ہنر وند خریدار پر  
 بچارے ہنر وند کوں وال بھاریں  
 سہرا فراز کرنا سمج کار پر  
 رتن پاک ہر ٹھار ہوتا نہیں  
 تو معلوم ہوتی ہری کچھ قدر

میں  
 غرض بات دنیا کی کہتا ہوں میں  
 مرے کام کا کچھ سرا انجام کر  
 کہ تیرا بزرگی ہے میرا سو کام  
 بخت خوب میں تو ہنر کیا کرے  
 تو دولت غلام ہو رہا ہوے یار  
 ہنر وند مقصود پانا کہہاں  
 ہنر وند کوں تقوا ہنر کا اے  
 ہنر خوب کچھ بخت تے کم نہیں  
 یو دو لوبی ہوویں سنا ہو رہا سکند  
 بخت خوب فی ہے ہنر خوب کم  
 ہنر وند کا لڑے کوئی چلاے  
 جو میں تاب معشوق کی چھند کا  
 سو غلام آپر ناز کرتے ہیں  
 ہنر وند محبوب تے خوب ہے  
 جو سو سے ہنر وند کے ناز سول  
 کہ عارف کھوانا لوبچہ مفت میں  
 کھبات اس دای مہروان سول  
 تو جس خاطر آیا سو و کام ہوے  
 کہ دیکھے دل اس نار کاٹک بچھا

میں  
 نہ کچھ آئنا کس پہ دھرتا ہوں میں  
 توں درمیانے آئی تو یو کام کر  
 ادا دھر سٹ نہ دے کام توں کو تمام  
 جو سمجھے سو و بول کس نادھرے  
 ہنر ہو زبخت جب لے ایک ٹھار  
 دے دو نو یک ٹھار آنا کہہاں  
 کہ بٹکھی کے تیں زور پر کا اے  
 بخت میں ہنر وند کوں تو غم نہیں  
 ہنر خوب اس پر جو بخت ہے بلند  
 توں خوشحال آج ہو نہ کر کچھ غم  
 وہی شاہ عالم میں عارف کو اے  
 کہ نازک ہے یوں دل ہنر وند کا  
 ہنر خوب ہنر وند جو دھرتے ہیں  
 ہنر خوب جیوں خوب محبوب ہے  
 سر اول اسے شاہ در ساز سول  
 ہر ایک سب کوں دل فہم سول جفت میں  
 عطار دواں بیٹ مجھ مان سول  
 ہنر میں جو اس دھن کوں کچھ نام ہوے  
 عطار دیو بات اس تے بولیا بچھا

دیدن آتش محل والعام دا ون مشتری بہ عطار د

سورج جس تے روشن ہے اس ماہ کوں  
 توں اس محل کوں دیکھنے آج چل

کہی داٹی جا مشتری شاہ کوں  
 کہ شہ مستعد سب ہوا ہے محل

ترے حکم کوں شاہ جس فی اے  
 توں دھرتی تھی لی دلیں سول یوچ اس  
 خدا آس تیری تجھے اب دیا  
 محل دیکھ ہو رمان شہ سماج کہ  
 کہ شاہاں کئے جھوٹ کہیا نہ جاے  
 بلند مرتبہ جھوٹ تے ہوئے پست  
 اگر جھوٹ سچ کوئی بجنہار ہوئے  
 عیاں شکل ہے دیکھتا غیب کوں  
 بجن دای کے سن سودھن کر منج  
 چلی نار آس مٹھار آس کے سفلات  
 محل دیکھ دای کوں گل لائے کر  
 جو بولی اتھی بات وو دھن سچان  
 شہاں کا دل اس دھات اچھنا بھلا  
 خدا جب جسے کچھ دلاتا اے  
 خدا جب دلاوے تو کوئی کچھ پائے  
 خدا پاس تے توں امید آس منگ  
 جو شاہاں آپر بول دھرتے اہیں  
 عطار دکا حاصل مقصود کر  
 جو یک بٹھارٹک ٹھیر چنچل کھڑی  
 صورت شہ کی دیکھت بھلی نارود  
 کنگ وقت لگ دھن دو بے ہوش تھی  
 کہ آہاں پر آہاں جو ماری اُسنے  
 سوو و دای پکڑی دکھوں جھورنے  
 کہ وا اس تھنی کوں یہاں کیا ہوا

تجھے اس محل کا ہو س لی اے  
 کہ کوہوے گا یومرا محل را اس  
 کہ جیوں محل منگتی تھی توں تیوں کیا  
 مری بات تو ہوو آس کا ہمنہ  
 جھکوی جھوٹ کے سو پتیا را گنولے  
 دنیا میں نہیں سچ تے سچ خوب بست  
 ہمنہ عیب جو ہے سوا اظہار ہوئے  
 ہمنہ ہے سمجنا ہمنہ عیب کوں  
 درست ہے لکر اپنے دل میں سچ  
 تماشا محل میں دیکھی دھات دھات  
 اند شوق ہوو ذوق خطا پائے کر  
 عطار دکوں اس تے بی دی زیاست دان  
 دست اس وضایات اچھنا بھلا  
 توں شاہاں کے بی دل میں لیا تا اے  
 شہماں کال تے دیں جو خدا ناد لائے  
 اگر توں منگے تو خدا پاس منگ  
 غلط ہے الویاں بسر تے اہیں  
 مینا دان دی دل کوں خوشنود کر  
 نظر شاہ کی صورت او پر پڑی  
 پڑی ہے شد ہو کر اسی عطارود  
 سو شہ کی محبت کرے جو ش تھی  
 سٹی مست ہو ہو شیاری اُسنے  
 لگی بات پس میں اپنے جوڑنے  
 مری چندنی کوں یہاں کیا ہوا

اتل اس کوں اس ٹھار میں کیوں دھڑل  
 کہ یو پڑی لکڑیوں بے خبر  
 منتر کاری بھی کوئی حاضر نہیں  
 لیکر جاؤں یاں تے اتما کال اسے  
 نہ جانے کہ کیا دیکھی اس ٹھار یو  
 جو جھٹی بے خبر سو خبر داری ہو  
 کھڑے قد بہ بلہا ر جانے لگی  
 سو مید گنوا سب پریشان تھی  
 ہوئی تلخ نسب زندگانی اُسے  
 کہ بھاتی وہی ٹھار اس نار کوں  
 وہی نقش پانی وہی نقش ان  
 وہاں مشتری پھرتی چو پھیر سے  
 بچاری کہا جائے وو نہاٹ کر  
 محبت کی تل تل سویل کم اچھے

کہاں جاؤں کس کو کہوں کیا کروں  
 مباد اپری کا اچھے اس نظر  
 منجھے آج دستا نہیں کچ کہیں  
 نوا محل سے کیا ہوا یاں اسے  
 اٹھاتی تو اٹھتی نہیں نار یو  
 سو ویسے میں وو نار مشیار ہو  
 صورت شہ کی تل تل بچھانے لگی  
 دیک اس نقش کوں نار حیران تھی  
 نہ ان بھاوتا تھا نہ پانی اُسے  
 پکڑا رہی تھی واں نار اس ٹھار کوں  
 وہی نقش تن تھا وہی نقش من  
 قطب جیوں قطب ٹھار پر پھیر سے  
 محبت جو پکڑا یا سے یوں داٹ کر  
 اگر کس کوں بل بل جو رستم اچھے

پیارے میں ہوں راتی کیلی کیوں جیوں مای  
 موتی ایک ہاری موتی سو بر سے کی جھار کھائی

### غش کردن مشتری از دیدن تصویر قطب و پند دادن دای

کہ اے مائی کیا دیکھی اس ٹھار توں  
 کہ قربان گئی دای نچ مکھ پر  
 سوا ب نیکی کی یوں توں بے ذوق سوں  
 تجھے کون سے منج تے بھی دوستدار  
 نہیں بولتی کھول یو بات کی  
 چھپاتے نہیں بات کوئی دای سوں

لگی پوچھنے دای اس نار کوں  
 تیرا دل نہیں کی اندھ سکھ پر  
 محل دیکھنے آئی تھی شوق سوں  
 جھپاتی توں اس بات کوں کی اے نار  
 تو بیگانی منج جانی اس دھات کی  
 کہ مابا ہوریک بڑے بھای سوں

تجھے دوو ہرگز نہکرسوں حلال  
 تو نیکیاں کول بارے یہ پابند کرے  
 توں جس تائیں یوں تہی سودو کول  
 اے بھی زیاستی سول مرے ہر کسوں  
 تو میں لیا دیوں تیرے فرمان میں  
 نکو پڑجھٹے میرے دُنبال توں  
 ولے منج طاقت نہیں بلولنے  
 نہیں بات یکاٹیک آتی اے  
 ویکر پر ویکر دینے کیا کام توں  
 جو کوئی تجھے میں تو مٹھاسی نہ بلو  
 کرے گا حق اس کام کا اہتمام  
 تو اس دای کول شہ کی صورت دکھائی  
 چھپیا جھیدیاں کچھ جانی ہوں میں  
 یہی نقش نیمہ اب لایا منجے  
 اسی نقش کے تائیں مرقی ہوں میں  
 اسی نقش کول دیک جیران ہوں  
 میں حائل اسی دیک بیغم کیوں کیا  
 ولے یو تو منج تے بی ہے خوب جان  
 سوشہ جان آپے دو کس دھات ہے  
 سوو دای بھی سد اپنی گنوا ی  
 کہ ایسج صورت ہے یومن ہرن  
 اُجھالیا بدن تہی ہے اوتا ولی  
 بڑی چھند بھری پھوت نقتی سی ہے  
 بھلی ہے توں شاباش جو میں ڈری

جو توں نا کہسی منج کن اپنا لحوال  
 اگر تک جو توں ناز سول چھند کرے  
 ترے کچھ جل تل جلکت لون ہے  
 کہ یو بات توں منج تے پر کسوں  
 فرشتا اگر ہوے آسمان میں  
 کہی دای کیا پوچتی حال توں  
 بچد ہے توں اس بات کول کھولنے  
 زبان میں منے لٹ پٹاتی اے  
 فہم داری کی فام سول فام توں  
 ترے بات تے کام آسی نہ یو  
 کہی سچ ہے کیا ہوے گا منج تے کام  
 جو بھو بیج پوچھی جہروان دای  
 یدی اس صورت کی دیوانی ہوں میں  
 یہی نقش بھوو و بھلایا منجے  
 اسی نقش کا دھیان دھرتی ہولی میں  
 اسی نقش کول دیکھ پریشان ہوں  
 یدی نقش اے دای منج کیوں کیا  
 منجے میری صورت پہ لی تھا گلاں  
 کہ جس جان کا نقش اس دھات ہے  
 سوشہ کی صورت تک بچھا دیکھی دای  
 کہی میں ہے تیرا گنہ کچھ دھن  
 تس او پر توں بی نار ہے باؤلی  
 توں چنچل چتر نار اتنی سی ہے  
 یو کیا ہے عشق جو توں کرے

اچھوں نینہ کے چرکے میں پائی ہے  
 غصنی ہے توں اجنوں تجھے نام نہیں  
 کہ کاڈال کے نقشاں سول جیولائی ہے  
 دوکھا کر جو بولے اسے دوست جان  
 دکھا بولتا دوست کا کام ہے  
 یونینہ میں ہے لفظاں کی بازی ا ہے  
 گریاں یاں کا مگر کھیل جانی ہے توں  
 بھلی و وجو ایسے رکھی یاں سنبھال  
 ولے ہند کوں کہتی تھی دای و و  
 کہ واجب ا ہے ہند دنیا دای کوں  
 بھر و سا جھوت کرتی ہے دای پتر  
 کتا تھا سوکی وڈ پچھیں یا نصیب  
 مری بات توں سلج کر مان گے  
 بڑی ہوے گی تو پچھانے گی توں  
 کہ آدھا ا ہے عشق سارا ہو س  
 توں صورت منے معنی کیا پائی ہے  
 تو صورت تھے محل بھی توں کچ پائے گی  
 لگا معنی سول جیو جو توں پائے کچ  
 عشق صورتی خوب میں مان توں  
 ازل یخ تھا ہو نہارا یو کام  
 تو لہدی ہوں اس پاک صورت ا پر  
 اگر ما اگر باب اگر بھنائی ہے  
 بیاں نا کیا جائے و و کس  
 پڑی کی توں بھی میرے

پرت پنت میں توں نوی آئی ہے  
 عشق بازی دھن کچھ غصا کام نہیں  
 کچی توں تجھے بد کچی ا ہے  
 خوشی آہ ہے دشمنی توں پچھان  
 غرض و نہ کوں یو بات کاں نام ہے  
 توں اس نقش سول عشق سازی ا ہے  
 عشق کیا ہے کر کے پچھانی ہے توں  
 ہوس ہے نکو جا ہوس کے دُنبال  
 طرز عشق کا تھا سو تھی پائی و و  
 تلیں تل شکتی تھی اُس مائی کوں  
 تو ما باپ فرزند کوں بیچ گود دھر  
 و و دھن جانے ہو ر اُس کے من کا حبیب  
 (ن) تھوڑا جھوت جانی ہے بھی جان گے  
 انکے عشق کیا ہے سو جانے گی توں  
 توں کس باب کنوا کر ہوئی ہے نکس  
 توں صورت سستی جیو کیا لائی ہے  
 اگر معنی سول جیو توں لائے گی  
 عشق صورتی کام نا آئے کچ  
 عشق صورتی جائے گا جان توں  
 سو دھن دای کوں کئی کہ غن یخ نام  
 مینے معنی دستی ہے صورت بھتر  
 بزرگ کس کے کہنے کوں میں آئی ہے  
 جو معنی عیاں متج ہے صورت منے  
 اول تے ہوا ہے میرا حال یوں



کسی کا درد بانٹ لیسے نہ کوئی  
 ایس کا ایس کون پڑیا ہر کسے  
 دیوانی ہوں میں پسند بھائی نہیں  
 رونگٹا کرے بول توں کے نکو  
 یوڈ کہہ پرھے ڈنبل تیرا بولنا  
 کہ چلتے آپر تیل سنتی مے توں  
 دیوانی ہوں اس کا نکو غیب کر  
 دیوانا مے کالی (۹) ہر ایک غیب تے  
 بھلا مے دیوانی ہو کر جھوٹا  
 دعو عاقل مے اس کون دیوانا نہ جان  
 نصیبیاں منے تھا سوانیر پڑیا منجے  
 کہ یو عشق الے آنہارا اے  
 اخل ہو رہم سد بد گیان سب  
 کہ دل لے گیا مے میرا لوٹ کر  
 نہ ہونا اتھا ہو رہا کیا کروں

جو میں منگتی دارو سود لیسے نہ کوئی  
 دنیا میں جتا دیکھتی ہوں جسے  
 یو دلسوزی تیری خوش آتی نہیں  
 دیوانی دیوانے کی پسند مے نکو  
 اچھیں جو لگی اُس نہ جھنجھوٹا  
 کہ غصے سوں منج پر اپٹی مے توں  
 اگر میں تجھے کچ کھی اے سدھر  
 نکو غیب کر دل میں کچ ریب تے  
 کیا عقل میں اچ کے ٹھو گھوٹنا  
 دیوانا جو کوئی ہوئے زمانا پچھان  
 غرض ایسی باتاں سوں کیا مے تجھے  
 نہ کوئی عشق کون لیا ہنارا اے  
 جہاں عشق مے واں مے حیران نسب  
 نہ جاسی پرت منج تے اب چھوٹ کر  
 یو فریاد میں کس کئے جا کروں

### پرسیدن مشتری و خبر صورت محمد علی از عطار ارد

دو ذوں بیٹھے ملکر سویک ٹھا روو  
 لکھیا صورتاں اس میں بھوناز سوں  
 سونزدیک تھے آج میں دیکھی توں  
 کہ مانی تھے رخ زیاست مانی تجھے  
 سراؤں تجھ ایسے کون کس دھات میں  
 کہ اس سات بھو دھات یو بات کر  
 سو اُس راز کی بات گیتی ہوں میں

عطار د کون بھیمی بلانا روو  
 کہی توں سنوار یا محل ساز سوں  
 صفت دور تے تیری سنتی تھی جیوں  
 ہنر وند توں سچ پچھانی تجھے  
 کہوں کیا تیری خوبی کی باب میں  
 سودھن بات بھو دھات اس سات کر  
 کہ تج سات یک راز دھرتی ہوں میں

سکی شہ کی صورت اُپر کی نظر  
 دن کسی شاہ اپنی یوں اس نار کوں  
 دن نہ جانو کہ یہ نقش کیا پھر سے  
 دنیا میں تو کیں صورت اس دھات میں  
 میرا من بھلایا یو من ہر صورت  
 عجب راز سے یوچ پایا نہ جائے  
 دن) کتاہیں رکھوں دل میں ناپول کر  
 دن) کہ یو بھیہ کر توں تجھے فام ہے  
 عطار دیکھا دل میں اس دھات لیا ہے  
 بہت سج سستی آج یو کام ہوا  
 جو مقصود کوں یاں لگ آیا ہوں میں  
 سنے گا اگر شاہ اس بات کوں  
 چار اچتر گزشتا خوش لکھن

کئی اے عطار توں سن کان دھر  
 چک کھینچ لیتا ہے جیوں سار کوں  
 کہ ہر دل میں اس نقش کا ہر ہے  
 توں جیوتے لکھیا یا کہ دیکھیا ہے کیں  
 لیا دل دیا جیو یو دلبر صورت  
 جو پائے تو مقصود کہیا نہ جائے  
 کئی ہوں تیرے پاس اب کھول کر  
 کہ تجھوں اٹکے فی منجے کام ہے  
 کہ سنٹری ہے اب یو تو جانے نہ پائے  
 اتاں انت اس کا منجے فام ہوا  
 سوا الحمد لہ کہ پایا ہوں میں  
 تو خوش ہوے گا منجھے جو دھات سول  
 کھیا کھول سب مشتری نار کن

### تقریف کر دن عطار دیش مشتری از محمد قلی قطب

براہیم قطب شاہ ہے شہ سبحان  
 شہاں فعل بندی دیتے ڈرتے سب  
 ظلم زیاستی تھے ملک پاک اس  
 سنے گا بنی گاہ اس دھاک تے  
 جو اس ڈرنے اجتا سمد دل منے  
 اگر بیست اس کا نہ دھرتا پول

دکھن تخت کہ شہر اس کا مکاں  
 جنگل پکڑے ہے وونکل گھرتے سب  
 کہ مشرق تے مغرب تلک دھاک اس  
 چھپیا بھیں بھتر رستم اس دھاک تے  
 تو جگ کوں ڈراتا دو یک تل منے  
 اڑا سٹ دیتا بھیں کوں تنکے منن

اگن کا پنتی ہو رہا رہتا ہے نیر  
 کہ لایق ہے دو تخت ہو رہا تاج کا  
 دیوانیاں ہیں اُس کیاں سو جو روپریاں  
 نہ جن نا پری نا بشر میں اے  
 پڑیں شہ اُپر شمع پر جیوں پتنگ  
 تو سوراخ شہ سنگ کوں کرتا ہے  
 دیوانیاں ہوں بھرتیاں ہیں اُسکے سنگات  
 کہ اس دور میں کشن اوشاہ ہے  
 بلا دور ہوئے شہ کے پاواں اُپر  
 کہ یوسف کی خوبی کوں بسہا ہے جگ  
 وہاں آب زمزم اُبلتا ہے  
 اچھے چھانو جیوں دولت اس پانوتل  
 سگی ماٹھلے گی اُسے دیکھ کر  
 جوتوں دیک اُسے بھولی تو کیا عجب  
 توں روت جھاڑاں چھال بار لیا میں  
 مگے جھاڑے ہو میں بھی سیر تھے  
 کہ عاشق ہے تیرا سکھ شہ سجات  
 ہوا کام بھی مرتے ہوئی تل اُپر  
 تو معشوق کرتا ہے تیرے تیرے ناز  
 چھپی میں ہے مشہور یو بات ہے  
 سو شہ عشق کے رسول ہوئی تھی متی  
 کہ منج تو اب رہا نہیں کو چ حال

اُسی عدل تے گال کر سب سر پر  
 محمد قلی فرزند اس راج کا  
 ہوتا سیں یثانی سوں پگ سدریاں  
 جکچھ نور شہ مکھ چندر میں اے  
 پریاں شاہ کے عشق کا پا اُمنگ  
 جو انگلی چکل چکھ دھرتا ہے  
 لگا عشق لاک استریاں لاک دھات  
 ہریک گوپنی شہ کی جیوں ماہ سے  
 اگر سور جیسی اچھے کوئی سندر  
 ہوا پرگٹ اس کا حسن یاں تلگ  
 جہاں پانودھر شاہ چلتا ہے  
 رہے جان ہما جان شہ بھجہ مل  
 ودا یا ہے شہ جان سن اے سندر  
 صورت اُس کی اس دھات اچھے خوب جب  
 جوشہ باغ میں ٹک تماشے کو جائیں  
 شہنشہ کے دیدار کے نور تھے  
 کھیا سب ولے ان کھیا میں یو بات  
 کہ مت سرچے بات یو سون کر  
 جو عاجز ہو دکھلاے عاشق نیاز  
 کہ خواں میں عادت سواں دھات سے  
 سلکھن چتر دھن چنچل گنو نتی  
 کہی کیا ہے تدبیر اس کی اتال

دکھایا صورت جیوں توں تصویر کر  
مرا حال کیا ہے سو جانے تمہیں  
تہیں میرے غم کا سو غم خوار ہو  
کسے بات یوں یوں میں جاے کہ  
جو منت لگی کرنے مجھ دھات سوں  
دیا آس اس نار کوں پیو کا

تو توینچ کچ اس کی تدبیر کر  
چھپیا راز دل کا بچھانے تمہیں  
کہ میں بیٹی توں باپ کے ٹھار ہو  
کہ تدبیر میری کرے آے کہ  
عطاریہ قبولیا و اس بات کوں  
کہ مرتے کوں تقوا دیتے جیو کا

## غزل گفتن مشتری از فراق محمد قلی قطب شاہ

طاقت نہیں دوری کی اب توں بیگ آں رے پیا  
منج بن منجے جیو نا بھوت ہوتا ہے مشکل رے پیا  
کھانا برہہ کیتی ہوں میں پانی اچھو پیتی ہوں میں  
تجھے بچھڑ جیتی ہوں میں کیا سخت ہے دل رے پیا  
ہر دم توں یاد آتا منجے اب عیش میں بھاتا منجے  
برہہ یوں سنتا منجے تج باج تل تل رے پیا  
منج تن قیش جانے تہیں منج ٹھار جیولانے تہیں  
منج دل مندھرمیا نے تہیں کیتا ہے منزل رے پیا  
توں جیو میرا میں سو دل تج سات رہنا کیوں نہ تل  
دن رات میں میں ایک تل میں تج تے غافل رے پیا  
جس یار کو میں منگتی ہوں وہ یا رکھاں ہے  
سرسوں سکی چل جاتی دے ٹھار کہاں ہے

دل بات میں تھے چھین لے کر نھاٹ گیا —  
 دو یار دغا باز جھوٹے مار کہاں سے  
 مشتاق کے بازار میں میں نہ جیتی ہوں جیو  
 دلال کہ ہر ہو رخر یدار کہاں سے  
 عاشق تو بچ ایسے سکی لاکھاں ہیں و لیکن  
 معشوق سو اس دور میں اس ہمار کہاں سے  
 دیدے مرے نالیدے جو دیدار دیکھے تھے  
 بچ صبر دیو ہمار وہ دیدار کہاں سے

### یاد گردن مشتری محمد قلی قطب شاہ

لگیا ہے میرا شہ سوں بھو تیج دل  
 بلا دو منجے کوئی میرے شاہ سوں  
 رہیا جائے نامنچ تے اب ایک تلی  
 سورج سرودہ قدرنگ ماہ کوں  
 نہ منجے خویش بھاتے ہیں نادوستاں  
 نامنچ باغ خوش آئے نابولستاں

### حالت مشتری در فراق محمد قلی قطب شاہ

نہ سکھ سوں منجے غمت آتی ہے  
 بسا لے ہوئے نکس یوسس تے  
 نہ پھل سبجڑی منجے بھاتی ہے  
 تپاتی ہے رات منجے دلیں تے  
 کہاں ہے وہ شہ نر ملا نوجوان  
 کہاں ہے وہ لالین مٹھی چال کا  
 کہاں ہے وہ ساجن لبے بال کا  
 کہاں وہ سکھ اچیلے ہے سجن  
 نہ منجے دلیں ہے سکھ نہ منجے رات  
 مجھ کو نار اُس کن ہے اُس نار تھے  
 نہ منجے رشک آتی ہے اس ٹھار تے  
 کہاں ہے وہ شہ گزرتا گن بدھان  
 کہاں ہے وہ ساجن لبے بال کا  
 کہاں وہ سکھ اچیلے ہے سجن  
 نہ منجے دلیں ہے سکھ نہ منجے رات  
 مجھ کو نار اُس کن ہے اُس نار تھے  
 نہ منجے رشک آتی ہے اس ٹھار تے

یکسکی کہ تھاں لگ رہوں یار بانج  
 کہ مکھ چاند آنجھو سوتا رہے ہوئے  
 سنا تھا اول سوا تال آگ سے  
 لگے دانے جھرنے سوانا کے  
 دکھیا جیو میرے کول ٹک شا دکر  
 کہ تن منج کئے جیو تچ پاس سے  
 تول اس جیو میرے کول ٹک پوچ دیک  
 تول غافل نکواچ میرے مال سے  
 پریشاں سے جیو دل شاد سے  
 عجب کام آکر پڑیا آج منج  
 منجے گن تول اے شہ الیں داس کر  
 کہ تچ سات لکرو و ناندیاں ہیں  
 تیری ناند نک شہ اے دھات دھات  
 محبت میں میں زیاست ہوں سب سستی  
 کہی بات میں راست ہو راست سے  
 سویتی کول پھر پھر تپا تا سے  
 کہ ناحق منجے آج دیتا عذاب  
 رگو کر سٹول دے وے پاواں تلیں  
 تو برہا منجے کیا سبب جا لیا  
 منجے مارنے عار اسے آئی میں  
 نفا کیا ہے جگ میں برہ آئی کا  
 دکھوں چھاتی یو میری سب پھاٹ کی

ہوئے جل کجک نہیں دیدار بانج  
 رتن تھے سوتن پر انگارے ہوئے  
 ہریک رول میرے تن یہ جیوں ناگ ہے  
 دو بادام تھے اس چنچل نار کے  
 کہی شاہ کے تیں سود حقن یاد کر  
 منجے ترے ملنے کی لئی اس سے  
 میرا حال کیا ہے سوائے شاہ نیک  
 چھٹرا منج پر ہے کے تول جنجال تھے  
 کیا ہے برہ زیاستی داد دے  
 کہ کوئی داد ویسی نہ تچ بانج منج  
 رہی ہوں بھوت درتے رتھ آس کر  
 منج ایساں تھے لاک بانڈیاں اہیں  
 پر یاں ہو روراں رتھ تچ سنگات  
 ہو آکیا جو سیلیاں ہیں دو چھب سستی  
 محبت میں جو زیاست سود زیاست ہے  
 برسا برہ منج سنتا تا سے  
 خدا اس برہ کا کرے گھر خراب  
 جو سنپڑے برہ میرے داواں تلیں  
 اگر وصل ٹک آ کے سنبا لیتا  
 بڑاے کٹر اس میں خوابائی میں  
 گریب کی نہیں گل پڑیا مائی کا  
 کہ ما اس کی ناجستی باٹ کی (۹)

میرے حالت کوئی آگاہ نہیں  
نہیں منج توں دستا جہر دیکھوں نتج  
ہریک دلیں نتج باج سو برس سے

میرے پاس میرا قطب شاہ نہیں  
کہ جہر دیکھوں شہ میں کہ جہر دیکھوں نتج  
نہ وعدے کی منج آس نادر س سے

## رباعی خواندن مشتری

نہیں جاگتے جاتی ہے دن آرام نہیں  
توں کیوں منجے منگتا شو کچ فام نہیں

نتج یاد پناہور منجے کام نہیں  
میں تو نتجے منگتی اد کہ جیو ولے

## نامہ نوشتن عطار و بہ قطب شاہ

لکھا نامہ مضمون گنہگاروں  
کہ برائی ہے تجہ اُمید و آس  
تو داں کھان کھا ہو ریاں پانی پی  
گذر تا ہے چمکہ جو کے ہر تل اسے  
کہ و نار ہوئی ہے تیری مبتلا  
کہ کچ کرتے کچھ ہو گیا کام یاں  
قطب شاہ قطب شاہ قطب شاہ کہ  
تو یک تل میں مرقی سودھن بھر آس  
اسی آس سوں چوب کر رخصتی ہے  
صفے پر نکل پڑتے تھے اجھراں  
رُخے پر قلم کالی سٹا اتھا  
کہ سو سو خسروا ہے اک آہ میں  
تیرا دیکھنے منگتی دیدار دو  
نہیں کام نتج یاد بن کام اُسے  
ولے دو نتجے منگتی نتج تے بی زیاست

عطار و دیر ہو کے تقریر سوں  
سو بھیجیا آنے کا غذا اس شاہ پاس  
اگر دھن آپر ہے تیرا شاہ جی  
کہ جیو ناز نتج باج مشکل اسے  
نکو بار لا بیگ توں بیگ آ  
ترے تا میں ہوئی ہے یو بد نام یاں  
ذکر لائی ہے دل میں نتج دھیان دھر  
ترے وصل کامین جو دیتا نہ آس  
میرے پاس احوال سب کئی ہے  
یو دسوز نامے کوں لکھتے براں  
نہ لک سک قلم دک تے گھٹتا اتھا  
بھینس عشق بھیدیا ہے اس ماہ میں  
نیت تجوں لیدی ہے نار و  
نہیں ایک تل نتج بن آرام اُسے  
شہتا توں سودھن کوں تو منگتا ہے زیاست

کہ مادودیتی نہیں روئے ہیں  
برگ پھل سٹے باد کے تول سٹے  
ثرت پھل لینے کاواں داد میں  
تو بیگی نکو کہ ہر یک کام پر  
نظر آ کر اب شہ میری جا کر ی  
سو شاہ اش کہنے کی بیخ ٹھارے  
میرے بخت اے شاہ تیری نظر  
دلے باج کئے بھی رچھا جائے نا  
کہے تو چھپیا بھید ہوئے فلم سب

نہ ہوئے کام اس کام پر ہوئے بن  
توں اب... بمقصد ہوئے یوں نے  
برگ بار سے ہو رہاں باد میں  
جو پھل لینے ملگیا سے ہنگام پر  
لے گی تجھے وہ چنچل سندرتی  
دیوانی تیری مشتری نار سے  
کیا کام یوں میں یہاں میں پنجر  
تجھے بات یو شہ کھیا جائے نا  
کہے کو نہ ہوتا سو ہوئے کام سب

### بشارت یافتن شاہ ورخصت شدن از مہتاب

انکھیاں پر رکھیا لپکے بھو بھادسوں  
جو اڈل ٹھارو سواب یوں ہوا  
کہ قادر سے قدرت جو دھرتا سے دو  
کہ توں دل ٹھلایا سے اس نار کا  
سو میں کیا سکوں گاترا شکر کہ  
خوشی ہوئے غم اس کوں سینا رکا  
مراد امیں کے پاواں تپیں خاک سے  
کہ مطلوب جو تحفا سوطا لب ہوا  
کہ جانے کوں دے اپ رہنا بیخ کوں  
سو جیو یار سیلتی اچھے یار ہل  
تجھے چھوڑ کوں پاں لے جاتا نہ میں  
کہ بیخ سوں توں لئی آدمیت کوی  
نہ ہو سکوں تیرا سو اترا ی میں

پڑیا شاہ نامو خوش چاد سوں  
کھیا کام یکا یک یوں کیوں ہوا  
ہر یک مشکل آسان کرتا سے دو  
کیا شکر سجدے کوں کرتا رکا  
جو لب دی سے دو نار یوں بیخ آپر  
جو ثابت قدم عاشق سے نار کا  
کہ جانناز عاشق جکوئی پاک سے  
بخت بختو رآج غالب ہوا  
کھیا شاہ اس نار مہتاب کوں  
رچھا تجسوں لی دیں یک ٹھارہ ل  
جو اس نار کے تائیں آتا نہ میں  
تیرا پیار بیخ پرا سے اے پر ی  
عجب تجھے دیکھیا ہوں خوبائی میں



کہ نیت دیکھتی تجھ کو دھن بہست چال  
 اسی کام کوں یاں لک آیا ہوں میں  
 کہ توں مے پری مے ترا ڈر منجے  
 تیرے ہات میں آکے سنہریا ہوں میں  
 بیچکا نیا مے آخر منجے اس دہات توں  
 کہ میں داس تیری ہوں توں مان منجے  
 کہ خواہاں تے ہرگز برائی نہ آئے  
 گواکھو دے پر کاخ اپنے ڈپ مے  
 بُرا خوب ہو ر خوب نا ہوئے بُرا  
 اضمیلاں تے ہرگز خطا میں ہوتا  
 اسیل ہو ر کم ذات میں یوچ مے  
 جو رمیگا تو منت سول رکتی ہوں میں  
 اگر جائے گاشہ تو تیرا رضا  
 جو نا جاسوں تو کام پڑتا مے دور  
 رھنے کا یہاں اب میرا کام نہیں  
 سودی شاہ کوں یوں پھر کر جواب  
 جو اچھا نہ ما باپ کا منجوں ڈر  
 توں جاتا مے دے کچ منجے یادگار  
 تو کیا منگتی مے سو میرے پاس منگ  
 ترے بات کی شاہ انگشتری  
 رکھی جیو کہ اُس کوں اُس ماہ نے  
 کہ حج یاد کرتا اچھوں اے سجاں  
 وانا خوش ہوں اس جدائی تے میں  
 کہ اس دعوات آخر جدائی ہوئی

عطار د بلا یا منجے بیگ اتال  
 بشارت نو کاتج پایا ہوں میں  
 رضادے تے خوشنود ہو کر منجے  
 دکھن تے جوں ٹھارا نہ پریا ہوں میں  
 کہی شہ نکول یو بات توں  
 نتیجے ادب کر نکو جان منجے  
 مری بات یح جان شہ توں پتیا لے  
 نہیں خوبی اُس جو برائی کرے  
 بھلے ہو ر بُرے میں فرق مے شہا  
 جو کم ذات اُس تے وفا میں ہوتا  
 بُرائی کہ یا خوبی یو دو یح مے  
 منا کرنے میں تجکوں سکتی ہوں میں  
 اپی ہو تجے کیوں کہوں میں کہ جا  
 کئے شہ کہ جاتا منجے مے ضرور  
 منجے ایک تل اُس بن آرام نہیں  
 سلگن سکی چٹھلی ماہتاب  
 سنگات آتی انہ پڑاتی شہ توج گھر  
 تری بانڈی ہوں میں منجے نابسا ر  
 کھیا شہ کہ میں لی گپ توج سنگ  
 کہی خوش ہو منس کروو منس مک پری  
 انگوٹھی نشاں اُس دے شاہ نے  
 جو شہ لئی کہ دے توں بی کچ منجے نشاں  
 جتا خوش تھا آشنائی تے میں  
 کہاں تے کہ یو آشنائی ہوئی

رکھیا میں ہے کس ایک جنس آسمان  
 مثل بگ میں مشہور یوجم اے  
 بچھو پا اچھے جاں اچھے مل دو یار  
 یکساں یکسوں جو لا لگیا پران  
 یکس کی نشانی کوں یک دیک کر  
 نشانی تھی تو کو یہ حاجت نہیں  
 بہ لہرے کہ حصین یار کے تیں وویار  
 کہ اول بہار ہو ر آخر خزاں  
 کہ ہر یک خوشی کے بچھیں غم اے  
 کہ مستی جہاں ہے وہاں ہے خمار  
 تو اچھنا یکس کا یکس کن نشان  
 کہے یاد یکسوں یک اے سندر  
 ولے رسم ظاہر نہیں یوں کہیں  
 محبت اچھے میں کئے پا دگار

یرت کا روش تو اے اس وضا  
 تو دیتی ہے یا میں دیتی کیا رضا

# سيف الملوك وديع الجمال

١٠٣٥ هـ م ١٩٢٥ ع

ن  
غواصي

## حکایت تولد شدن سیف الملوک

جو دیتا ہے منگیا مگنہار کا  
چندر سورتے خوب نرمل پھیل  
بہر حال فرزند ہوا کر اس  
رتن ہیر کے راس کھولن لگیا  
گنانا سنکے جگ میں کوئی راج یوں  
منگیا اپنے فرزند کوں بچد جات  
سو سیف الملوک کر رکھیا نالوں نیک  
خدا اُس کے حق پر ہوا دستگیر  
دیوا اُس کے گھر کا سوروشن کیا  
سو ساعد کر اس کار کھیا نالوں سو  
پو گیا سر تھے بھی خرمی یا سیکر  
کہیا یوں کہ اس دہات منگیا ہوئیں  
بد ہیں ایک دل ہو کہ ہویا راجھیں  
دو دایاں رکھیا دونوں کو ایک ٹھار  
دیکھیا شاہ زادے کے طالع کھلا  
کہ چودہ برس میں یکا یک اول  
گذرے جفا اُس اُپر جائے گا  
ہلاک ہو یرگا خلق اُس کے شکات  
ٹری کامرانی ہے آخر اُس سے  
نوکلی کیا اپنے رحمان پر

الہی جو صاحب ہے سستار کا  
جو بیٹا دیا شاہ کون بے بدل  
سو عاصم تولد شاہ پایا اُس  
خرینے دینے جو کھولن لگیا  
گنایا تترت جگ منے کاج یوں  
دعا سول اُچھا ہات بھوت صدق سات  
خوشیاں سات اُمرت گھڑی خال دیک  
جو تھا صالح اس شاہ کیرا وزیر  
اُسی رات اُسے ایک بیٹا دیا  
مبارک گھڑی میں دیکھت فال او  
جو اس حال تھے شہ کوں انڑے پھر  
بلا بھیجا بیگ صالح کے تین  
جو یو دونوں بالک مل یک ٹھار اچھیں  
منگا بھیج ساعد کوں دیں شہر یار  
خوشیاں سول بخو میاں کو بھیجا بلا  
سو طالع میں اس کے یوں آیا نکل  
بڑا غم اُسے موکہ دیکھلائے گا  
تماشا دیکھے گا بھوت دہات دہات  
وے شادمانی ہے آخر اُس سے  
سن اس بات کوں شہ بُرا مان کر

سو تل تل کوں اسپند جالبن لگیا  
 معلّم کوں یک خوب پیدا کئے  
 لگے پڑنے دن رات دونوں جنے  
 جو دم مار کوئی ناسکے بات سوں  
 جو سالتوں قلم آئے تھے بات ہیں  
 برابر ان کے نہ تھا جگہ میں کوئی  
 جو رستم تے یکدہات فاضل ہوئے  
 رسیدے ہوئے ہر ہنر فن منے  
 مگر جیو کے ڈال کا پھول تھا  
 تو آنا سکے اس کے سم کوئی ٹاک  
 دیکھن شہر کا خلق آتا اچھے  
 گنوا ہوش بہوش مطلق ہوئے  
 طلب جو کیا شاہ فرزند کوں

بہر حال دونوں کو پالن لگیا  
 برس سات کے جیوں یو دونوں ہوئے  
 لیجا کر جو بسلائے مکتب منے  
 کئے علم تحصیل اس دہات سوں  
 ہوئے خوشنویسی کے یوں دہات میں  
 تیر انداز ایسے ہونکے وودوئے  
 قوی دست یوں کس میں کامل ہوئے  
 ہوئے مستعد زور سادہن منے  
 ولے شاہزادہ سو مقبول تھا  
 اگر ہوئیں پیدا سو ج لاک لاک  
 کدہیں بہار سواری جو جاتا اچھے  
 جو کوئی اسکوں دیکھے سو عاشق ہوئے  
 طلبگار ہو یک دن آنند سوں

داستان طلب نمودن بادشاہ و عطا کر دن خلعت

و عاشق شدن سیف الملوک

شہنشاہ کے جیو کے چمن کا ہنار  
 گئے بخت و رجاں ساعد سون مل  
 ادب سات سر ہوئیں دہرنے بدل  
 سونے ہو ر روپے کے دو کرسیاں  
 لگیا دیکھنے بھر نظر دوئی کوں

سو یک دیں سیف الملوک جگہ اچال  
 محبت سوں ہو ایک تن ایک دل  
 چلیا شہ کوں تسلیم کرنے بدل  
 دیکھیا شاہ دونوں کے نکلیں جو نجھا  
 کیا امر بیسو ککر دوئی کوں

ہوا میں خوشحال اس دہات سوں  
 اپنے لگیا پیار کا دل میں شوق  
 سوچند ہر جڑت یوں جڑے تھے اسے  
 ووصندوق کھول ایک انگستری  
 پھل زر زری خوب زر رفت ایک  
 موسیف الملوک کے دیا ہات میں  
 سنگا اتم ذات تیزی التو پ  
 کیا پیش کش ہو ر نوازا بہو ت  
 یو تیزی اتم ہو ر یو انگستری  
 میرے میں دیے تھے سیلمان بھج  
 عجب کچھ خزینے میں میرے ہیں یو  
 کہ حج حج بغیر کوئی فرزند میں  
 بوستان تھے آرزانی اچھو  
 خوش اس دہات فرزند کوں سمجھایا

کہیا جائے نا او کسی بات سوں  
 منگایا خزینے میں تے یک صندوق  
 جو طاقت نہ تھا اس نے کھانے کسے  
 جھگٹا لگنا سو جیوں مشتری  
 یو دولت کوں کار پے شاہ دیکھو  
 ہو خوشحال ہو تیج اسی سات میں  
 پون ساز جلدی میں اپروپ روپ  
 بلا کر کہیا اے میرے منکے پوت  
 یو زر رفت نرمل پھل زر زری  
 پریاں ہو ر دیوان کے سلطان بھج  
 دیا ہوں تجھے میں کہ تیرے ہیں یو  
 عزیز ارجمند ہو ر لبند نہیں  
 تیری عمر کوں جاودانی اچھو  
 دے تشریف دو لو کوں بھوڑا گیا

### مال شہن سیف ملوک بر تصویر بدیع الجمال

عجب بات نرمل تھی اس دن کی رات  
 نکل آئیکر چاند تاریاں سیتے  
 پھل چیتنا سب میں پڑیا تھا  
 نے بن پون ملک مکانی اتھے  
 خوش ایسی پھل چیتنی دیکھ رتا  
 مراچی و پیالے کی مجلس بہر آپ  
 جھگٹے تھے نوراں میں لک بھٹا دہات  
 جھگٹا تھا جگمگاریاں سیتے  
 سو جیوں دودھ کیرا و دریا اتھا  
 چمن درچمن لک لکاتی تھی  
 لے ساعد کوں سیف الملوک آپ سنگا  
 لگے ذوق سوں پینے بھر بھر شراب

ریجھانے کے باجے بجانے لگے  
 ہونے مستہ پیانے کیے سنگ سول  
 رہے ماندے ہو شیند گیرے سنگات  
 یکٹ شاہزادہ سوتھا ہوشیار  
 سو ہمیل زرقفت کا دو قماش  
 سو تصویر پایا عجب اس نے  
 وہی عشق کا اسکوں بھانا ہو  
 سو پڑنے لگیلے خبر ٹھار ٹھار  
 سو جاگا کیا دل نے خوب کمر  
 لیا کینچ دم سب تھے بہرے موٹ کمر  
 سو جا پر رہیا بے خبر ہو نیٹ

نچل کا ہمارے سوکانے لگے  
 مجالس جے راگ ہو رنگ سول  
 ادبی رات گتے ہوئی ایسے دیات  
 ہوئے لوگ یکدہر تھے سب ٹھار ٹھار  
 یکایک سول کو لگیا جیوں تلاش  
 دیکھیا کھول کر سر بسر جیوں اُسنے  
 وہ تصویر دیکھ ویں دوانا ہوا  
 پس میں لگیا رُونے زار زار  
 وہ صورت نظر میں رہی چوب کمر  
 دیا سنگ ساریاں کیرا چھوٹ کمر  
 اندہا رہے بھری کو ٹھری میں یکٹ

## دیوانہ شدن سیف الملوک

لگیا دیکھنے تائیں انکھیاں پیسار  
 لگیا ڈھنڈے نے جیران ہو ہر کس  
 پڑیا تھا اکیلا دو کھوں بقیار  
 ندیاں ہو کے دو دہرتی چلتے اتھے  
 نہ طاقت زباں کو ہے لچ بات کی  
 جتا پاؤں پڑ کر منانے کون جائے  
 ندے جاب چپا رہے فراموش کمر  
 لیا ہتیاں سول کمر بمیل

جو ساعدہ ہوا نیند میں ہوشیار  
 نظر نہیں پڑا شاہزادہ کہیں  
 سو پایا اندھارے منے ایک ٹھار  
 آنکھوں انکھیاں میں تھے ڈھلتے اتھے  
 نہ ڈرہ خبر کج اُسے ذات کی  
 جتا ساعدہ اسکوں اُچانے کول جائے  
 زنا لبیس دھلاے بیہوش کمر  
 اٹھیا ساعدہ اُس دیکھ کر تلملا

یکا ایک شہ کا سینا تڑخیا  
 سو بیتاب سختیچ پایا ادیکس  
 وہی رنج ہے ہو رہی ہوئی ہے  
 سو سیف الملوک جان سو جان تھا  
 دیکھے باج بیٹے کوں تل نا اچھے  
 تو فرزند کوں دل منے یاد لیلے  
 نکل دھڑپیں تے جیو جاوے اسے  
 ہتی ہو رگھوڑے ہزاراں ہزار  
 جواہر کے راساں لیکر آگیا  
 کمر بیس گئی ہو رگھوڑے گئی  
 مبادا نظر کج لگی ہوئے کر  
 لکھیا تعویذ اں لبیا بندھانے لگیا

جو در حال ہستہ کوں خبر جبا دیا  
 جو دیکھن کوں بیٹے کے آیا نزدیک  
 کہیا یو نجو میاں کیرا قول ہے  
 جو کچھ شاہ کیرا جو ایمان تھا  
 ملک مال پر شہ کوں دل نا اچھے  
 جو مجلس بھرانے کے تئیں بھار جائے  
 کہ ہیں ملک جو دلیگر پاوے اُسے  
 صبا اوٹھ بلا دور دے بے شمار  
 سنا ہو روپا باند کھنڈیاں بٹاے  
 دیکھیا یوں جو بیتاب یکساں رگی  
 سو اس وقت کیرس کو نا کر خبر  
 دے عیاں کو دھو دھو پلانے لگیا

## علاج کر دن سیف الملوک

حلب چین ہو ر ماور النہر کے  
 ویتاں کوں بلا بھیج حاضر کیا  
 کہیا مہر بانی سیتی لا گئے  
 فدا اس پہ تھے مال ہو ر یو ملک  
 عزیزاں جہند ہو ر دل بند نہیں  
 کہ دیتا نہیں ہے کسے جاب یو  
 دیو و لگا اُسے بادشاہی تمام  
 اُٹھے سب حکماں سو یکدہ ہیر تے

جتنے تھے حکماں اپن شہر کے  
 شتابی سوں فرمان صادر کیا  
 کتے وضع سوں سب کے دل ہاتے  
 جو فرزند میرا ہے سیف الملوک  
 مجھے اس بغیر کوئی فرزند نہیں  
 ہوا ہے یکا ایک جو بیتاب یو  
 کر لگا دو جو کوئی در د فام  
 من اس بات کوں شاہ گنہمیر تے



کریں گے دوا یوکتا کام ہے  
 دردِ ظاہر کچھ نہیں پائے ہیں  
 رہے دردِ نا فام حیران سب  
 تو دارو و درمن کوں رُح ہو تا  
 وئے عشق کے درد کوں نہیں دوا  
 بچارے حکماں کریں کیا کہو  
 نہ تھا کام اُسے کچھ پیٹھ روئے مہاج  
 نیٹ نیند دانا و پانی سٹیا

کہے شہ کوں سب دردِ مہن فام ہے  
 حکماں دیکھن نا رہی جیوں آئے ہیں  
 ہوئے یک طرف تے پشیمان سب  
 جو اُس درد کا جس کچھ ہو تا  
 سچیں ہر درد کوں ہے ہر کہیں دوا  
 اچھے جس کے تیں عشق کا درد جو  
 مسلم شہنشاہ ہوا لا علاج  
 ہوا گھا برا شادمانی سٹیا

## رفتن ساعدتیش سیف الملوک

کہے شاہ کوں یوں کہ اے شہ نول  
 کچھ اس فکر میں پاؤں دھڑکا بھلا  
 کہ رہنا کچھ اس دہات سوں ہے بُرا  
 دکھی ہو مسلم پریشان ہے  
 (۵۰) نزدیک ہے جو سیف الملوک ہو ہلاک  
 اچھے اُس کے دوک درد میں ہو تریک  
 وہی اُس کوں مارگ منے لائے گا  
 دیا بھج ساعد کوں بیٹے کے مٹھا  
 لگیا روئے زار اُستے ا دیک  
 نہ سورج چندر میں ہے تیرا مثال  
 ترا دل خوشیاں ساتھ ہم پورا چھو

سو یک دیس آئے وزیراں کل  
 کچھ اس بات تدبیر کرنا بھلا  
 نہونا ایتے وضع سوں گھا برا  
 سران دیل ترا سب پشیمان ہے  
 اپن درد تھے ہو آ پے دردناک  
 بھلا ہے جو ساعد تک اُس کے نزدیک  
 وہی اُس کے دل کا سوانت پائریگا  
 شہنشاہ کوں خوش لگیا یو بچار  
 گیا شہنشاہ ا دے کے جیوں او نزدیک  
 کیا یوں کہ اے لال صاحب جمال  
 ترا نور ہر مٹھا معسور اچھو

ہے مج نہیں کوں نور تج نور تھے  
 ادھر کھول مج سات کچ بول توں  
 کہ تیرا سدا میں وفا دار ہوں  
 یکایک یو آیا ہے کیا فکر مج  
 نظر کس سورج پر پڑی جگ گیرے  
 ترا چاند کن ہے توں کس کا چکور  
 کہے باج توں کچ مجے فاسم میں  
 مجے کھول کر توں کہے تو بھلا  
 کمر میں تے دیں اپنے خنجر کوں کاڑ  
 دیک اے حال در حال سینا ملوک  
 برہ آگ سوں جل بلا آہ مار  
 پھانیا کہ ساعد وفا دار ہے  
 ووز رفت کا پار چہ لائیا  
 کہا میں اسی کا دیوانا ہوں بہوت  
 بھی روپ لب دایا ہے مجے  
 کہیں روپ دنیا میں اس سار کا  
 کہ لگتی ہے فی دل کو حیرانگی  
 سنیا راز ساعد اپن یا رتے  
 ہنشمہ کوں تسلیم آ کر کیا

سدا سور محکوں تیرے سور تے  
 ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول توں  
 ہر ایک ٹھار تیرا میں غمخوار ہوں  
 لگیا ہے کسوں دھیان ہو زکریا  
 جو یوں نت اُلتے ہیں جل کے جھسے  
 جو تفل کوں ہوتا ہے توں طور طور  
 شے لگ میرے دل کوں آرام نہیں  
 وگزنیں تو میں کاٹ لیو لگا گلا  
 گیا آپنا پیٹ لینے کوں پہاڑ  
 پکڑ ہات ساعد کیرا دیکہ موک  
 انکارے نہیں میں تے ڈالیا ہزار  
 اپن دو کہہ ہو رد کا یار ہے  
 جو قحی صورت اُس میں سو دکھلا ئیا  
 اگرچہ اپن ٹھار دانا ہوں بھوت  
 بھی حش بے سُدہ کیلے ہے مجے  
 نہ دیکھا ہے کوئی خلق سنسار کا  
 نجانوں چھوٹے کیوں یو دیوانگی  
 رضا لیکر آیا جو اس عمار سے  
 سوا و صورت حال سب بولیا

## پارچہ زرفت اور دن پریاں

کہیا کھول کو سب کوں یوں سرسبر

عجائب نگاشتہ کوں اس مجید پر

جو خوش ہو عنایت کیا تھا اب سے  
 سو دیکھیا ایک ایک اُسی وقت پر  
 دہلارا اٹھا سخت شر شور کا  
 پریشان تھا خالق بارے تیلیں (۵۳۰)  
 کینک شہ پریاں عین جھلکار سوں  
 کیاں محلوں دیک یک طرف تھے سلام  
 ہمنگوں سلیمان بھیجا ہے آج  
 میرے آنگے رکھہ کھول دکھائیاں  
 مچھولیا دیکھ صورت و و میرا ضمیر  
 کہ صورت کسی کا ہے پایا میں نیٹ  
 یو لیا یاں ہیں از گلستان ارم  
 سو یو پاک صورت ہے اُس کا مثال  
 سو بیٹی ہے ات شرم ہو راج کی  
 کریں آگے شہیاں کوں سب سلام  
 یک انگشتری ایک تڑنگ نس اوپر  
 یکا نیک سب غیب ہو کر گیاں  
 کہ اصلانہ تھا کچ منجے پوجہ  
 کہ دستا ہے ج سر بسر کام گھال  
 جو دیوے گلستاں ارم کا نشان  
 معما دسیا مشکل اس بات کا  
 ہلوں شاہزادے کے آیا نزدیک

ووز رلفت جو میں دیا تھا اُس سے  
 میں یک دیس بیٹھا تھا تخت پر  
 جو بار اٹھا اک بڑے زور کا  
 چھپا تھا گلن اس دہلارے تیلیں  
 سو ویسے ہیں والے نکل بہار کوں  
 میرے تخت کے آنگے آیاں تمام  
 کہاں منجھو کوں اے صاف تخت و تاج  
 ووز رلفت کا پارچہ لائیاں  
 جو تھا اس نے صورت بے نظیر  
 لیا میں اُسی وقت پریاں تے آنٹ  
 کہاں کھول یوں منج اوپر کر کرم  
 کہ ہے شہ پری یک بدیع الجمال  
 او شہباز بن شاہ رخ راج کی  
 پرے ہو پریاں چھاں لگ تمام  
 ووز رلفت بے مثل نا ہووے کر  
 لیکر آئیکر پیش کش منج گیاں  
 نہ جانیا میں اس دہات ہو میگا لکر  
 سلیمان تو نہیں ہے جیتا اتال  
 یہاں کون البسا ہے جان ہوڑ پچھان  
 لگیا فکر آتش کوں اس دہات کا  
 اندیشے نے پڑ ہو و لگیر ادیک

اوجالا دو جگ کا سوتیر اجمال  
 اوڈھنڈ نے سو عالم میں پانا ہے  
 افنالا کرن ہار نادان ہے  
 تو عاقل ہے سچ عقل پوری مہلی  
 نہ کریوں ایس کو پریشان توں  
 درد دو کہہ مخے کر لے سینے کو پاک  
 خبر ترے مقصود کی ٹھاؤں ٹھاؤں  
 سو لوگھاں کوں ملک ملک بھیجا  
 رہا دم پکڑ چھوڑ دے درو و دہ  
 پکڑ کر رہا و دہ سے دن و رات

کہیا اے میرے من کے نوری نہال  
 توں جس روپ کیرا دیوانہ ہے  
 اوتا لاکو ہو کہ رنج زبان ہے  
 تجھے اس وقت پر قبوری مہلی  
 بچھانت سستی خوب پہچان توں  
 کیتک دس خاطر کوں گنگ جمع راک  
 جو لیووں پرے ہیں کلاہات پاؤں  
 جو اس دہات سوں سنگ مہلت لیا  
 پتیا باپ کی بات سیف الملوک  
 لگیا پھر نے خوشحال ساعد سنگات

## فرستادن رسولان شہزہ بدر تفسر گلستان ام

کہے کھول یوں قصہ اس رنج کا  
 لگے ڈھنڈ نے عالم منہ ٹھار ٹھار  
 سبے جا کے عالم پہ جالا تمام  
 حبش ہو ر گجرات دنی دکن  
 بخارا بلخ یزد ہو ر سمرقند  
 حلب چین توران ایران سب  
 سو مشرق و مغرب جنوب ہو شمال

گھر رنج اس بے بدل گنج کا  
 جو گئے تھے رسولان تمام ایک بار  
 سو ڈھنڈ نے لگے گھوڑا تالا تمام  
 خراسان روم ہو ر شام ہو ر ختن  
 عراق ہو ر شیراز رے ہو ر خجند  
 سمنجان کاشان سجیان سب  
 خاں آگرہ ہو ر کل پر تو گال

بچارے جدہر کے ادھر دوڑ دوڑ  
 پناے گلستاں ارم کا خبر  
 پھر آئے مصر کوں پشیمان ہو  
 لگیا غم پہ غم کرنے ہو دو کہہ یہ دو  
 پٹیا دہر تری پر سواڑ اٹے کر  
 کراوس نار کوں یاد رونے لگا  
 سو بہوشی کے ہات آپسین دیا  
 اڑایا نیٹ ہو کے آرا سے  
 نہ سہمہ سکھ برہ آہ مارن لگیا  
 پڑے بے خبر ہوئی کھڑا ٹھار  
 نزدیک آئے تو نہیں دیکھ کوئی  
 اُس اوپر جاوے او کہہ بل بل  
 میرے من میں لیں دن بسہار توں  
 توں کس کہان کی لال جوتی ہے کی  
 کس اقلیم کی ری ہے سلطان توں  
 جھمکتی شمع کس شہستان کی  
 میرے من کوں چت اپنائی ہے  
 سو کیوں دہند کاڑوں تیرا ٹھاؤں میں  
 نہ کچھ برہ کا منج کون ڈیر تھا اول  
 رہوں کیوں صوری سوچ بن اتال  
 دیکھیں اُس پیاری کو جینا اچھے  
 دکھی پوت کوں دیکھ پھر جتن

لنکا پڑ لنکا ہو رہن کالا و گوڑ  
 گئے یک طرف تھے جگت تل اوپر  
 برس ایک لگ سب پریشان ہو  
 سنیا جیوں یو احوال سیف الملوک  
 اندھارے بھے گھر منے جلے کر  
 سینیا غم سیتی کوٹ لینے لگیا  
 صوری کے پیر من کوں ٹکڑے کیا  
 لگیا عشق دن رات کاڑھا اُسے  
 سنگاتی کون اپنے پکارن لگیا  
 کرے یاد تل تل رووے زار زار  
 خبر پائے کر ملک جو ہتیار ہوے  
 وہ صورت رکھے آپ نے نین تل  
 کہے یوں کہ منج من کی دلدار توں  
 تو کس سمد کی ڈہال موتی ہے کی  
 کس اسمان کی ہے چند بھان توں  
 ہے پھل ڈال توں کس گلستان کی  
 جو اس دہات توں تیج کوں لہرائی ہے  
 نہ جانوں تجھے کس گھڑی پاؤں میں  
 نہ کچھ عشق کا منج خبر تھا اول  
 ہمیں منج پرت لاگتے یوں نہ تھا  
 دے دن اسی دہات بیٹھا اچھے  
 تول شاہ عالم لگیا تاملن

نپٹ زندگانی میں بزار ہو  
 کہیا آسکر اپنے فسر زنیاس  
 عجب کج دیکھیا ہوں میں طالع ترے  
 بجز ہونے میں کر دیکھیا ویتا  
 سو ملے ملک اس دھنڈایا تمام  
 کسی سے پڑیا نہیں یوکت بہار اچوں  
 نہ سمجھے کسی دہات نیزا جیا  
 کہاں ہے سوکین کھوج پانا سکے  
 سوکیوں ہے کی تقدیر دستا نہیں  
 تو دیوں گا تجھے بے جدو بے شمار  
 دل اچھا تو دیتا ملاج کوں میں

رہیا سوکھ دُبلّا تنک تار ہو  
 آپس میں آپیں بھٹھنڈی سر داس  
 کہ اے بے بدل نور دیدے مرے  
 جو کچھ فکر رنج حق پہ کرنا اتھا  
 جگت کوں تلی اوپر کر ایا تمام  
 ہوانیں کج اس حد لگ اظہار اچوں  
 لگیا ہے پری سات تیسرا جیا  
 پری کوں کنے جا کے لیانا سکے  
 مجھے کو ج سو تدبیر دستا نہیں  
 کر لگا اگر مال و دہن اختیار  
 اگر پادشاہاں کے بیٹیاں میں کیں

## جواب دادن سیف الملوک پدر را

ہو تغیر آپس میں آپے دہات  
 اتر آئیں جنت تے میرے حضور  
 مجھے ہو تو ہونا بدیع الجمال  
 لیا رنج سر خاص ہو ر عام میں  
 کیا کرنے کے دہات تدبیر توں  
 ولے نہیں ہوا تج تے میرا مراد  
 جو لیووں رضا تج کتے تے ایتال  
 آپے ہو کروں اپنی تدبیر میں

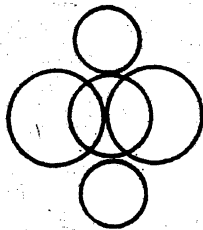
ستیا سر تھے سیف الملوک جیوں یوبات  
 کہیا اکے شہنشاہ اگر لاکھ حور  
 تو ذرہ نہ ہو کس پہ مسیرا خیال  
 کیا سعی توں تے میرے کام میں  
 نہ کیتا میرے حق پہ تقصیر توں  
 ہوا دکھہ تجھے حج کدن تے زیاد  
 میرے دل میں آتا ہے اب یو خیال  
 پھر دل جا کے عالم کے چو پھیر میں

جو لیوؤں گلستان ارم کا خبر  
 میرے آس تھے میں وراس آؤں گا  
 کہ کھونج پکڑی ہے منج دل اچاٹ  
 یو جینا انکھیاں تل وایسے مرگ منج  
 پڑیا باب کیرا مسلم دُنبال  
 ہوا سرتے بھی دو کہہ تلے چور چور  
 غلطے غم کے دریا میں کھلانے لگیا  
 کیوں اس ایک کوں دیوں رضا دیک  
 ولے تاب نہیں میں جو اس بان اچھوں  
 دیا کر دیا ہے یو نوری ہنسالی  
 ستم کیوں غریبی میں بہاؤں اسے  
 میرا جیو اس پر تے قربان ہے  
 کہ کہنے لگیا کیوں رکھوں قید سات  
 مبادا یو جیونے تے دل توڑ لے  
 کیا ہے نیٹ عشق یوں ہیج اسے  
 اسے پاٹ لانے کیرا بلی کر وں  
 جفا دو کہہ تے کھجوا کے یا پھر کے آئے  
 بن اس فکر تے فکر حالی ہمیں  
 دل اس کا منگے تیوں دلا سادیا  
 بلا بھیج کار بگر ان کوں شتاب  
 یک یک کشتی ایک ایک دریا گنہمر  
 تھیل تخت پوشے گہراں فرخ تے

سو کیسا ہے دیکھوں دریا کا سفر  
 لکھیا ہوئے تو ہر سند پاؤں گا  
 بھلا ہے جو لانا منجے بیگی باٹ  
 لگے برہ اس کا سو جیوں کھرگ منج  
 اپن من میں پیدا کر ایسا خیال  
 جو تھا شاہ اول تے رنجور پور  
 کتے وضع سوں تھملا نے لگیا  
 کیا یوں کہ فرزند منج ہے سو ایک  
 سکت ہے جو بن تخت بن تاج اچھوں  
 کتے قرن پیچھے منجے ذوالجلال  
 نہیں تلے تے کیوں میں بھگاؤں اسے  
 میرا دین یو ہو ر ایساں ہے  
 کیتک بار کوں پھر اندیشے شگات  
 مبادا دو کھوں تے سینا پھوڑ لے  
 دو جا ہو رنیں ہے جو کوں کج اسے  
 بھلا جو خدا پر تو کھل کر وں  
 سفر جا کے یا من کے مقصود پائے  
 یو دو حال تھے کام خالی نہیں  
 برس پانچ کے مستعیدی کیا  
 نول شاہ عاظم شہ کامیاب  
 سو فرمایا کشتیاں بے تھیر  
 ہر ایکس میں مجب کتے طرح کے

جہاں کا تھاں کام خوب استوار  
 دیک اُس کشتیاں کوں نچلے ہشتیاں  
 نہ دک داٹ آئے کیوں جیکل گھٹیاں  
 کیتک مطرباں ناں خوش آواز کے  
 کیتک بے بدل قصہ خواناں حریف  
 کیتک جنس کے نعمت الہیہ حساب  
 کیتک ذات تیزی پوکاں کے مثال  
 کیتک ٹولے سوداگراں کے گنہگار  
 آپے ہو بجد مستعد کرتماں  
 دے ساریاں کوں ترتیب سب ایک  
 جو کچ کرنے کا تھا کسبا مستعد  
 خدا تے مدد منگ تے خیر کا  
 روانہ کیا ہو رہا جوین نڈ ہال  
 بلا بھیج ویں اپنے پر دہاں کوں  
 سو جا خالی گھر میں آپے صبح و شام  
 دعا سات چت لایا چھین چھین

بھتر جھنڈن کش کا ٹھار ٹھار  
 کرے اس وضع تین سو کشتیاں  
 کدورت اُسے ہوئے نہ تہوں بائیں  
 کیتک ماہ رویاں کو خوش ناز کے  
 کیتک خوش ظرافت کے نزل طریف  
 کیتک ہندیاں ارغوانی شراب  
 کیتک خوب تحفے کیتک کروڑ مال  
 کیتک فوج لشکر کیرے بے نظیر  
 کیتک جنس کے خوب باندی غلام  
 کیتک جنس کا موپ کبریشمار  
 ہر ایک کام پر رشہ آپے ہو بجد  
 سمج دہات اس بے وفا دیر کا  
 دے ساعد کوں سیف الملوک کے دنبال  
 لگیا رونے فرزند کے دہیاں مل  
 کیا ملک اُس کے حوائے تمام  
 عبادت سول مشغول ہو رات دن





ماہ پیکر

۱۰۶۴ھ ۱۶۵۳ء

لتر

احمد خدی

# غم نمودن پیکر بعد جدائی و رفتن پیش ملک زاده و احوال اوبیان کردن پیکر

الہی کرم کمر توں اس کار میں  
 ہوا جب او پیکر سومیر پرندا  
 اٹکے جا قدم دواوٹھیا بانگ مار  
 چلیا دک تے پیکر تنگ دھرتی ات  
 ستودرو دیوار میرا سا  
 تن تے میرے یار بار بار بریں  
 اگر پاؤں تھکن جو آوے چلے  
 کھو میری بانو کون میرا سلام  
 کہ پیکر پیکر دوڑی اتریا چھپا  
 چلیا یار کے گھر کون ووزر تن  
 کہ دروازے کے جوں بھتر دھانیا  
 کھڑا تھا سو گھر چھوڑا نگن بن نکل  
 کہ ہون منت نظر او اپن یار کا  
 الہی کی درگاہ میں یحید پکار  
 الہی او پیکر ہے کس رات میں  
 نگہبان توں ہے الہی او سے  
 الہی سلامت کہہاں آئے گا  
 الہی صحت سوں او سے منجھیل  
 نیراں مشقت دکئی دھات سوں  
 مگر جا ادھیرات کو بند پڑیا  
 رہی ہے تنک رات اس وقت پر

نکو بھا فرق یار ہور یار میں  
 رضا لیکہ مہ کن تے ہوا حیدا  
 ٹوٹی منج تے میری اتیا غمگار  
 کہ دیکھن لگیا در کوئی سرت سنگات  
 کہ ہوتا ہوں تمنا سوں اس جس جدا  
 کہ پاتا تھا ہر رتس تمنا در س  
 پڑے گی نظر جب او چینی کلی  
 کہ پیکر گیا ہے مکینہ غلام  
 خدا باج اسکوں نہ تھا کوئی دوجا  
 کہ انپڑیا ملک زادے کی جا وطن  
 ملک زادہ اس کو نظر آئیا  
 کہ پیکر کا دک اس کھڑیا تھا کیں  
 کہ لا دھیان پیکر کے دیدر کا  
 دعایاں و زاری سوکئی لک نیرا  
 کہ سنپڑیا ہے کتوال کے بات میں  
 کرم کر جو پیکر میرا منجہ دے  
 کہ دیدار اپنا سو دکھلائے گا  
 الہی میرا یار منجہ پھر دیا  
 چھوڑا کر لیا تھا سو س بات سوں  
 نہ جانوں وقت سخت کیسا کھڑیا  
 عجب بے جگر ہے سوا سخت تر

نہ آیا اجوں یاں واں کیا کام ہے  
 نزدیک ہے خیر کا سو ہوئے گا اوجاں  
 نہ آیا رھیا ہے سوا وکیں دھات  
 رھیا ہے سو ہواہ کا مہیت لدا  
 رھیا ہے سو سیوک ہو اس پیک کر  
 چھیلی رکھی ہے سوا اس کی سنہال  
 دونیناں کون نیناں ہوئے وین چار  
 سولے بات بین بات گھر کو چلے  
 کہ پیکر کون دیکھتے گیا وگ چھا  
 کہ دنگ ہو رغنم سارا اس تے گیا  
 صبح ایک توں واں کیوں کیا تھا قرار  
 صبح کون تیرے سیس سے سخت خبر  
 کہ جائے گی ہے نیناں سونیرہ کی ادا  
 رکھے ہیں نین تیرے مہ کون چھیا  
 گئی نینہ نیناں تے سب چھوڑ کر  
 ہوئی نینہ نیناں تے تیری جدا  
 کہ نیناں تیرے نینہ سوں عجل ہے  
 کہ سن یا ر مہیکر ملک آرام کر  
 تو لسیاں بچھایاں پلنگ آس پاس  
 بچھایا ملک زادہ کو خوب تر  
 بچھانا ملک زادہ نیکا کر یا  
 لے جا کر سو بھلایا او نامور  
 کہ بچھیا پلنگ پر سو غنہار ہو

ٹپٹ او کم عقل سو بے نام ہے  
 سبب کیا ہو اسے نہ آیا ایتال  
 مگر پھر کہ سنہیا ہے کتوال مات  
 کہ معشوق اس کو لہ ہے لینے چھوڑا  
 کہ عاشق و معشوق کون دیک کر  
 کہ یا او نہ آنے کوں دی ہے ایتال  
 کھڑا تھا ملک زادا کرتا بچار  
 یکس کون یکس گل لگا کر نیلے  
 کہ خاطر ملک زادے کی ہوئی صفا  
 کہ خوشحال ہو دھات سوئی رھیا  
 ملک زادہ بولیا کہ اے یار غار  
 رین ہے ٹپٹ عھوڑی اس وقت پر  
 ہوئے گا لیکھیا جوں کہ تجر بخت میں  
 نہ دیکھے ہے نیناں تیرے نینہ حرام  
 لہی پرت یسیا نیناں میں آ  
 کہ کب کے تیری مہ پہ جب ہوئی ندا  
 کہ سبب نس جگندے نین آج ہے  
 رین سب نکل گئی ہے نیہ کام پر  
 لگیا او بچھانا سو کر نے کون لاس  
 پلنگ پوش زر کا سو اس کے اوپر  
 کہ بالشتاں اس کے سرانے دھریا  
 پکڑ بات پیکر پلنگ کے اوپر  
 ملک زادہ پیکر مہوں ہم یار ہو

کہ سچے لبوں لے عاشق نیک تمام  
 کہ معشوق و عاشق میں کیا راز تھا  
 اتنی کیوں پرت دو میں اس رات کو  
 ملک زادہ سن نیہ کی بات توں  
 ملک زامنے کی دھرم سوہ یاد کر  
 کرنا کتنے لگیا بھلیاں کسے غمن  
 گر جیسے لگیا جوں کہ بادل مثال  
 کہ سن یا ر جانی میری بات ایتل  
 منجے ہو میری جیونی توں یا رکوں  
 موا تھا سو جو کو ان کوں منجے دیا  
 کہ احسان تیرا ہے جگ پر عیاں  
 رفنا لے کے سچ کن تھے جہ میں چلیا  
 دو مکانہ لہا کر سو فتنہ کا ختم  
 رونا میں سنگیا اس بچہ ہوا پار  
 پکڑ باٹ میری مڑاؤ آ کھڑی  
 ہوئی تھی او بیتا ب منجے دیکتے او  
 عقل چھوڑ گئی اپنی ٹھار سوں  
 رہی تھی ہمت اس میں یک تل قرار  
 گیا تھا سو اس گنیاں اس تے نیکل  
 نیرادوں مشقت سوں کیتا ہشیار  
 لگی منجے منا کرنے کئی بھارت سوں  
 نکو جاتوں رہیاں سواے جان من  
 رکھوں گی جگر چیر تہ کو چھپا

پرت کا کھڑیا تہ سوں کھیا تھا کام  
 پیہم کا سودو نو میں کیا سا ز تھا  
 چھوڑ لیا تھا سو معشوق کس دھا کوں  
 چھپا راز نیہ کا سوچ دھرم کھوں  
 لگیا رونے بچہ دھرم یاد کر  
 لگے پلنے مہا نکا سوں ساتوں لگن  
 کہ برسات مانند نیناں کا حال  
 کہ میں تج تے پایا ہوں مہ کا جال  
 ملایا ہے اس رین یک ٹھار توں  
 کہ قربان تج پرتے حسیہ راجیا  
 زیاں کوں نہ طاقت کردن کچھ بیاں  
 کہ محبوب کوں جا کے جوں میں ملیا  
 پڑی منجے سوں ملکر سوں اونیک کام  
 نہ دیتی او آنے کوں دروازے بھار  
 نہ دیوے منجے آنے کوں شہرہ پری  
 ویدع مہ کوی تھی سو سب سک تہ او  
 نہ تھا کچھ شعور دل میں دلدار کوں  
 نہ تھا اس ہمت ہوہر تقویٰ کا کار  
 کھڑیا تھا سو اس جیو پہ سارا گیل  
 اوٹھی جاگ کر مہ سو بانی قرار  
 منجے چھوڑ جاتا کی اس رات کوں  
 میرے دل منے ہے سو تیرا وطن  
 نہ دے سکوں کسی تھکوں ظاہر دیکھا

ایسی بات کرتیں اوٹھیا آہ مار  
 محبت کا مٹے اس کو جوش آئیا  
 سلگ گیا اگن سے بھڑکا ہوا  
 برہ آ عقل کوں لگیا لوٹنے  
 کہ بیٹھا سو آ دل میں نیہ راج ہو  
 لگیا کمر پیٹنے سو سینے سنگات  
 کہاں ہے او بو لو سومیری مثال  
 کہاں ہے او جہتاں شہرات کی  
 کہاں درکنوں ہے منجہ جان کا  
 کہاں ہے میری شمع مجلس او جال  
 کہاں ہے او نرمل بدن پد منی  
 ایسی بات کرنے میں بے تاب ہو  
 ملک زادہ اس دیک حیران ہوا  
 لگیا یوں اندیشے کہ سن لے و لا  
 کہ نہیں جانتا یوں کہ یو ہے ورا  
 کہ نہیں جانتا تھا میں ایسی سودھا  
 نہ دیتا میں عاشق کوں محبوب یاد  
 پر بات کرنے نیکل جاوے جیو  
 پر بات میں سو ہے معجزے کی لودھا  
 اندیش یوں سو پیکر کوں دیکھ لگیا  
 اعتقاد روح تن میں سو حقوڑا نیٹ  
 کہ میں پوچھتا یوں کہ یوں کھوئے گا  
 کہ عاشق کوں معشوق کی بات میں

لگیا بات چوڑن سو مہمہ پکار  
 اثر پر اثر نیہ کا پھر دھانیا  
 کہ پیکر کی نیہ کا سو کڑا ہوا  
 تب آہ ہو ر نالاں لگے چھوٹے  
 گئی عقل نفسانی تا راج ہو  
 کہ مہ یاد کرنے لگیا دھات دھات  
 کہاں ہے چکا جوت کی او ہلال  
 کہاں ہے میری مہ میرے سات کی  
 کہاں ہے سکر میری ایمان کا  
 کہاں ہے میری مہ کانیکا جمال  
 کہاں ہے چچل چلبلی ناگنی  
 پڑیا بھیس او پر سراو سو دکھو  
 کہ پیکر کہ جتاے یا ہے موا  
 ایسی بات نیہ کی نہ بچتا بھلا  
 کہ نیہ کی حکایت کا یو ہے سرا  
 پر بات کر قی ہوئی جیو پر گھات  
 نہ جانتا سو پیکر کا جاں ہو آزاد  
 عجب ہے کہ جیتی او نو دیک یو  
 کہ مرنا وجیتا سو ہر سات سات  
 سو دھرمات سینے پہ دل لگیا  
 گئی حبیب خلق میں سو ساری اولٹ  
 کہ پیکر اپن جیو یوں کھوئے گا  
 نہ کہتا کہو کر کنے سات میں

نین کھول دیک منج گوں ہو مہرباں  
 کہ اُٹ جاگ لے عاشق نیک نام  
 کہ اُٹ یا ر مہیکر توں ہیشیا رہو  
 اوچا تا تھا پیکر کوں بھو بھات سوں  
 بغیر بانگ بو گئے نہ چل سیایاں کام  
 کہ آواز سن بانگ ہو اکوئیں ہیشیا  
 اوٹھیا ہڑٹا او مناز کے سو کام  
 مصلا بچھا کر سنت سب کئے  
 فرض دونوں مل کر کئے سب تمام  
 کہ پڑنے لگے او کلام کا حرف  
 کہ تسبیح پڑے لا الہ کی تمام  
 کئے ختم آخر سو صلوات سوں  
 موتے دونوں مل کر سو یک ٹھار ہو  
 کہ پیکر کوں دیکھیا جو ہے خوب تر  
 کہ سو پھیا او رحمان کوں خوب تر

قبول کر دعا شہدہ کی لے بے نیاز  
 کہ کر فاشیو پار سائی ہنبر  
 کہ اُتر یا چھما مہ کا اس کے اول  
 کہ سمجھیا اپن من میں ہے پاکباز  
 کہ مہ ہو رہ پیکر سو ہے نیک نام  
 مہنر اداران کوں سو شاہی و تخت  
 کہ حقیق دونوں میں صالح جوان

ملک زادہ بولیا کہ اے یا رہاں  
 ہو ہے ایسا صبح صادق تمام  
 پڑیا کی ہے بیتاب اپ سو دکھ  
 ہلانے لکھا سکوں کئی دھات سوں  
 ملک زادہ دل میں اندیشا ہو خام  
 ملک زادہ جب بانگ بولیا یکار  
 نین کھول دیکھیا صبح ہوئی تمام  
 وضو ساز دو نو مصلا ہوئے  
 ملک زادہ جب اد ہوا پیش امام  
 سلاماں دیئے او تو ہر دو طرف  
 ملک زادہ پیکر دونوں نیک نام  
 اوچا بات دونوں مناجات کوں  
 پلنگ کے اوپر جا کے ہم یار ہو  
 ملک زادہ جب او اوٹھیا جاگ کر  
 اوڑایا او ساو سو پیکر او پر

الہی توں کر فاشی دونوں کاراں  
 الہی توں سلطان محمود پر  
 کہ پیکر چلیا دیک او شہدہ نول  
 سونیاں ہو رہ دیکھیا سو اونہ لار  
 انہو تے خیانت نہ ہو سی مدام  
 کہ دونو ہے صالح او ہے نیک بخت  
 کہ سلطان کا ان پہ آیا ایمان

رکھا ہے دنیاں کا سونامیت کار  
 اپن گھر طرف اوسو وین دھانیا  
 کہ سلطان دیک کر رہے واں موٹیر  
 کہ موتی کی اپراں تھی اسکی ناف  
 آسودا ہو جا پلنگ کے اوپر  
 ہوا صبح صادق کا آگرا دجال  
 مرغ خیر کا بانگ کہنے لگیا  
 گزار یا وحق کا سو فرض و سکل  
 گزار یا دے گانہ و عشر اقا کا جوں  
 بولا کتوال کوں کہیا بخت و ر  
 کہ سنیر یا ہے منجہ بات چوری سونیک  
 ————— رضا پاؤں میں؟

کروں کیوں سواب میں تیرا اعتبار  
 رضا دد پھر میں سو پھر آؤں یوں  
 چھوٹک یا یا شہید کی سواب توں ملان  
 لیا بات میں صبح دینوں کا ککر  
 ایسی غوغوے کا دھنڈورا بجاء  
 تیرا سب میں ہوں میں نہیں کوئی دجا  
 سولی دے سواں چور در حال کوں  
 کہ ظاہر سولی دیتو باطن نکو  
 کہ مہیکر حضور توں سولی کاڑ کمر  
 کہ آئے دے اسکوں کہ جس حیو منگ  
 جھکوی آ کہ دیک دیک نکل جا رہے گا

اینو کی برکت تے دنیاں قسار  
 چھپا راز سلطان سب پانیا  
 اتھی جوتی رہ میں اوہیتا تھانیر  
 پھرتے اتھانیر او بھوت صاف  
 چلے آئے شہید نے سواب گھر کی در  
 کہتے وقت پچھن کیا ذوالجلال  
 صبح کا تھنڈا باؤ بہنے لگیا  
 سنگا آب شہید نے وضو کر اول  
 کیا ورد اور او تبیح یوں  
 بیٹا شہید عدالت کی تخت پر  
 کہ عبداللہ کا ایک فرزند نیک  
 بکڑ قید کر سدا اس لیا نون میں  
 کیا منجہ دعا دیکہ توں جان ہار  
 کھیا تھکوں منا من ملک زادہ دیکوں  
 لیکن جا ملک زادہ کوں دے ضاں  
 او جا ملک زادہ جو منا من ہو کر  
 کہ تم ملک زادہ کن اسکوں لیاؤ  
 بدی کا دماں ما جہاں پر عجا  
 کہ فرمائے شہید نے سو کتوال کوں  
 گئے حکم ہو رہی چھپا کر دکھو  
 لے کر آسولی توں اس ٹھار پھر  
 سولی دے او سے آج دربار الگے  
 تما شے کوں اس ٹھار جن آئے گا

کروں گھا دنیا سیتی اوس کو فنا  
 ہو یسا رکوں بھیج بیگی منگاؤ  
 کہ بھیجا ہو یسا اس کار کوں  
 کہ سو کاٹھ نیکا وضائب دیے  
 واماں دہاے بجانے لگے  
 نزدیک لیا کہ پیکر کوں کیتا قرار  
 کھڑی کیتے لاکر سولی کے مقام  
 زمیں سات آسمان پے سارے تب  
 کہ غم کی اگن تے سو عالم جلیا  
 کہ عبادتہ کا بیٹا ایسا ہے جو  
 سنے شہر غزنو کے سب خاص عام  
 ہوئی بات دو جگ میں ساری شہر  
 کہ دُک سات بسرے سو سدا اپنے تن  
 دیا جن ملک انیس سب خاص و عام  
 بسر جانتا شاہوں دُک میں گلیا  
 کیتے سرا کوٹیں پجاریاں جو کھا  
 کیتے مارے بونہریاں کیتے کپڑے بھاڑ  
 کیتے مارے بانکاں سو پیکر پکار  
 کیتے گئے وطن سارا اپنا بسر  
 کہ جینا دو دین کا ہے دنیا فنا  
 کر میں تن این چور سب سچ کر  
 کہ دنیا تچ پکڑے خالق کو اتب  
 فنا چھوڑ پکڑے بقا کا مقام

اگو کوئی کسی کوں کرے گامنا  
 دماں ماں سولی تم سو بیگی اناؤ  
 کہ کُرنش کیا شہید کوں اقرار سولا  
 کیتک سات میں لیا سو حاضر کئے  
 سولی کاڑی دربار کے جوں استک  
 رضا لیکہ شہید کن تے جوں استوار  
 پکڑا تاں دودھر کے اس کے تمام  
 اوٹھیا کو س شاہی کا آواز جب  
 کہ پیکر کے دُک تے دو عالم لیا  
 اوٹھیا شہر غزنو میں اس دھات شو  
 بجی لانگ یک دھرتے چوندھیر تمام  
 سولی دیتے پیکر کوں شہید کے حضور  
 نھتا ہو رہا سب ہوئے بے وطن  
 الہی توں پیکر تے عبرت تمام  
 تما شے کے کارن خلق آملیا  
 لگے زاری کہ تے سب اسپاس آ  
 کیتے بال لو بچے کیتے سر پجھاڑ  
 کیتے کھائے بھجاڑیاں سو بچے قرار  
 کیتے بھاکے ماٹی این تن اوپر  
 کیتے بھاکے کفن تچے سب دیتا  
 کیتے مارے پھرتے سینا سراو پر  
 کتیاں تے نکل گئے جواہر سرب  
 کہ عبرت یو ہوئی سب کمن کوں تمام



دنیا بے وفا ہے نہ پڑا سکے خیال  
کتیاں نے سو پکڑے جنگل جامقا  
کیتے ہو سو بے سدا بنی سدا  
کتیاں نے نین مکھ سو دھونے لگے  
کیتے کفن گل بھا جوڑے آپ وطن  
کتیاں کی عقل جا ہوئے بے عقل  
کیتے لیکہ تسبیح سو طائب ہوئے  
کیتے درد لہر سے سارا تمام  
کتیاں نے وطن سٹ سو عابد ہوئے  
کیتے جھوڑے دک دیک آواز سب  
کیتے نے مقلا سو زاہد ہوئے  
کتیاں کو مشاہید حاصل ہوا  
کتیاں زہد سو اختیار کی گئے  
کیتے لے چلے کھاندے پر مرگ پوت  
کیتے جا بسائے سو کعبہ مقام  
کتیاں جا کے بیت المقدس سے  
جیتے تھے او کافر سو سارے نام  
کیتے لے سو جینے سینا سی ہوئے  
کیتے ہوئے جنم کنڈھا بھا گلے  
کتیاں نے ہوئے جو گی گن بھار کر  
کیتے ہوئے تپسی ترستے آتھے  
کیتے ہوئے راول جھٹا دار سب  
کیتے رہے نہ نکھار نہ دھار ہو

ہوا ہو و حرص کا یو ہے سب اوبال  
کتیاں کوں ہو اکھاں بانی حرام  
کیتے پڑتے لڑتے سو ہو بے خبر  
کتیاں نے سوزا زارہ روئے لگے  
کیتے کیتے ایمان اپنا جتن  
کتیاں کو پڑیا بھاری شکل گل  
کیتے اس خلق میں تے غائب ہوئے  
کتیاں نے ذکر پکڑے دائم غلام  
کتیاں نے اپنے جیو سو حق کوں دیئے  
کیتے کیتے غم سات فریاد سب  
کیتے حق کی قدرت یہ شاہد ہوئے  
کتیاں سوں الہی نے واصل ہوا  
کتیاں نے اپنے جیو نشاری کے  
کتیاں نے پوکارن لگے دوست موت  
کیتے جا مدینے میں رہی واں ملام  
کیتے واں الہی الہی کہے  
کہ پیکر کے دک تے سٹے اپ مقام  
کیتے لے کھیری بات او داسی ہوئے  
کتیاں نے لی جھولی وطن سٹ چلے  
چلے جھوڑا اپنا جیس مار کر  
کیتے ہوئے کے مجذوب کیتے جیو کھتے  
کتیاں ہوئے کہ باول کریں جیو تپ  
کیتے دھندلے پھرتے کہ دلدار کھو

کتیاں کون سودک سون لگے تھوڑی  
 پلو کارن لگے گو وندا گو وندا ۱۱  
 کتیاں نے سو پیری ہو بے سبک تمام  
 کتیاں کو پڑا آکر مشکل کسبل  
 بغیر از محمد رسول نہیں ادھار  
 مناجات حق کن منگے یوں تمام  
 بہشت ہو روحداں و سارے ملک  
 کہ برکت تے تیسری پیرا لکھ نام  
 بلا کے سو گرداب تھے بھار کاڑ

کتیاں نے لے چنے کر میں جپ پری  
 کتیاں نے اوسد بند تے پونے جدا  
 کتیاں نے سو پیری و جینے مدام  
 کتیاں نے سو کھو وید چار و مشکل  
 کتے کفر اسلام یقین یوں قرار  
 کہ جن ایس ساری سوسب خاص عام  
 عرش ہو رکر سوس و ساتو فلک  
 مناجات کیتے سو حق کن تمام  
 کہ عاشق او معشوق کون ٹیک عشار

شنیدن آوازہ سلی ماہ و منت وزاری نمودن پیش او دار  
 و لباس نمودن سیاہ و آمدن پیش پیکر

ہمت دے نہانے کون اقرار کا  
 سولی سار ہو تا دہی نیک ظام  
 درینا درینا سونکلیں آواز  
 رہسہ سونگی مہ اوسی دھیان میں  
 لگی سننے محبوب کی راز کون  
 لگے پڑنے مہ یار کون یاد کر  
 کہ کسی کس مہا باباں سون دلدار کون  
 اوسی فن میں سدھیا راس کا اوٹھیا  
 شفقت مہر اسی پہ کیتے کمال  
 اپس میں یہیں یوں پکارن لگی  
 اوسی کے اثر تے او بہوش تھی

الہی توں رک شرم ہزار کا  
 ہوا غلبہ لا شور جگ میں تمام  
 دما منیاں دماغی بجاو میں جو ساز  
 بڑی جالیو آواز مہ کان میں  
 لگا کان ہو ر دھیان آواز کون  
 پلنگ تے تلپس ہو ر تلپس تے اوپر  
 کر مارے اچھیں گے میرے یار کون  
 کہ رو رو کہ خواہ لار ہو ی اوٹھیا  
 دوانے سودیکھی اوسے ایسا حال  
 کہ دیک ماہ کون یوں بجارن لگی  
 دل تے سو مہ پیکر مد پیش تھی

شمع کے اوپر جوں پتنگ دھامیا  
 اٹھیا جھڑکا برسے کا دل کے تمام  
 اثر چھ اثر مٹے کا بھسرا آتیا  
 ہوا غم اوپر غم یہ کاری تمام  
 کہ عاشق کوں نیہ کی یہ بازی ہوئی  
 پڑی نیہ اگن میں جوں تیر خدنگ  
 ہمت ہو رہی عقل سو برس  
 برہ کا وے مشکل کیل آکھڑیا  
 کہ بالی سو نیہ دکھتے ہوئی پتہ قرار  
 نین تے رکت رو ہوا تن کوئی  
 برہ سینے تے چلیا ہو کر اوہل  
 اواد سوئی کوں تو پھر کر جیوا  
 پوچھی بات نیہ کی سو دلدار کوں  
 تے میں سو اولج مائی گئی  
 کھینا پر احسان ہوئے گا کمال  
 دوا یک سیدہ پیسہ بنی آن دے  
 کہ چادر سیاہ لیا کے دے منج اتیال  
 دوا یک سیدہ لیا کہ دے توں یزار  
 کمر بند سیاہ لیا کہ دی بخت ور  
 کہ سر بند سیاہوں ہے اب منجوں کام  
 کہ ترکش سیاہ منجوں توں یک دلا  
 کہ لیا یک سیدہ سپتہ سو رتقا  
 سیدہ ساریاں بستان سرتوں یک لیا

گیا محض بھرنیہ کا یوں آتیا  
 لگی آگ نیہ کی سو پھر کرتام  
 گیا جیو کا نیہ پھر دھامیا  
 ہوا دگ اوپر دگ یو بھارتام  
 زخم پیر زخم نیہ کے تازی ہوئی  
 اول تے دیوانی اوپر کھا بھونگ  
 اول تے تھی بے لشد اوپر گی لبر  
 اول تے تھی ناداں اوپر دگ پڑیا  
 اول تے تھی بیٹا ہو کی خسار زار  
 اول تے تھی تانی اوپر شد بھولی  
 اول تے تھی پھوری اوپر گئی عقل  
 اول تے دو کھیا او اوپر دگ ہوا  
 نیراںوں نمک کراو چائی نار کوں  
 میں کھول کر کئی تو مانج جی  
 دوا سن عرض داشت میر اتیال  
 دوا اک میرا بول تو کان لے  
 دوا تیرا آپکار ہوئے گا کمال  
 دوا منجوں وعدے کا ہے آج کار  
 دوا یو وقت ہے سو منجہ سخت تر  
 دوا تیرا ہے مہر منجہ پر ملام  
 دوا توں میری بات اب ملک جیل  
 دوا میرا پست تے توں سوں جتا  
 دوا توں سو جہاہ بار خانے میں جا

کہ دیدار دینا ہے اس بھار سو  
 کہ دیدار دکھانا منہ سر پڑیا  
 خلق میں سو جانا نہ ناری کا کام  
 نہیں کام ناریاں کا جانا بزار  
 کہ رہ توں شرم کر نکو بھار جا  
 برپا یا مرد دیکھنا ہے حرام  
 نکو اوڑ کسی کی توں استا نے پہ  
 چھپا رک توں لے نازا بن کھنڈل  
 نکو دے توں نیساں کوں کسی کہ اجمال  
 نکو توں جیا کی سو برے کوں بھاڑ  
 نیکی ہے اوناری سو اس کے بھتر  
 کہ دور رک اپس دل تے ایسا دہال  
 حیا لاج ناری کوں ہے خوب تر  
 مبادا پڑے گی کسی کی نظر  
 کہ ظاہر ہوئے گا سوتیلہ جمال  
 بھلا ہے نہ ریشا تیرا کس ویسے  
 کہ تجھیں گے مہ کوں سو تحقیق بیک  
 نکو کر دلیری توں اس کار پر  
 نکو دھر قدم توں سو میر کے کام  
 نکو توں بیگانیاں کوں اپ بگ دکھا  
 کہ توبہ توں کر مہ پریم بات تے  
 سیرا و لار ناریاں کوں گھر ہو رتقا  
 بلا اچھے سے گی سوچ پر سنباں

دیدار منج میں اتھی بات یو  
 دوا او وقت آکر اب منہ کھڑیا  
 اوکھی بول دوانی کہ سن نیک نام  
 کہ ناری بھل گھر میں یاد مرزا  
 نکو بھاتوں دروازے تے بھارپا  
 کہ چھینا سو ناریاں کا ہے نیک کام  
 نکو بھات نظر تیری بیگانے پر  
 نین کھول دیک یک توں شوہر اول  
 نہ دکھلا کسی کوں توں اپنا جمان  
 شرم کا سو برتا نکو مکے کاڑ  
 کہ اوڑ لاج کی داوانی سراو پر  
 نکو کر بُرائوں سو اپنا خیال  
 نکو لیا بدری بات اپن دل ابر  
 نکو جا صحن میں توں گھرتے نیکی  
 نکو جا تے کوئی دیکھیں گے اتیال  
 نکو جا نظر توں پڑے گی سکے  
 مبادا بچھانیں گے تچ کوں سو دیک  
 خلق سب ملیا ہے سو اس بھار پر  
 ہوا ہے خلق سارا حیراں تمام  
 کہ دیار سلطان کے تو نہ جیا  
 دلیری نہ ہو سی تیرے بات تے  
 توں ناری نکو کر سو مرھاں کا کام  
 حضور بادشاہ کے نکو جا اتیال

عدالت میں ہوتا شدہ بیٹھیا  
 حسن میمنڈی بی اوسی کھڑا رہے  
 توں بیٹھی ہمارے جیواں کے اوپر  
 اوٹھی بول دوا کوں کہ سن بات توں  
 لگی پانوں پٹنے او منتاں کرن  
 کہ لیاوے توں کسوت سومیری اتیال  
 کہ مرنے کا احوال مہ پر سو پائی  
 وضو ساز شکرانہ حق کا کری  
 کہ واجب کی آیت کوں نکرا کر  
 دوا لبی دینی سو لیبی تیک نام  
 سید گھوڑے پر اس وقت ہوئی سوار  
 کہ جابک سو مارا سپ کوں گئی اتا  
 ڈھکیلی ترنگ کوں سو دربار کن  
 اوسی مارکی میں سو گھوڑا چلا  
 کہ دیکھی سونی کاڑے ہیں استوار  
 کہ محبوب کے رخ پر رخ جا دھری  
 ایس میں اپنی دونوں دیکھن لگے  
 پرم راز لیا کر سو نینلاں میں دھر  
 پڑی مہ رباعی سو نیہ ساز کی  
 کہ اس شہر میں ہوں سیر پوش میں  
 کہ کرتی ہوں زاری و خاموش ہوں  
 سونیا مہ تے پیکر رباعی تمام  
 اگر مخی سونی دینے محبوب در

بجے کا تیرا دل کلیجا جیا  
 نکو جا پچاری بورا کمار ہے  
 نکو لے بہن جیو مھی نامور  
 نکو کر مہیے جیو او پر گھات توں  
 لگی سیس دھرنے دوا کے چرن  
 کہ اپکار ہوئے کا تیرا منہ کمال  
 اوسی وقت جیکر منگی تھی سولیائی  
 نماز کر سو سراپنا قیلے دھری  
 الہی ہے منجہ سر پر اقتدار کر  
 کری ساری کسوت تمیر سب تمام  
 چلن وین چھبے پر سوں دروازے بھار  
 خلق دیکتا تھا جتا تھا و تا  
 رکھی تھی اُن بات میں اب جتن  
 لیٹی جا کے پیکر کوں مہنے ملا  
 کہ نزدیک پیکر کھڑا ہے سو بار  
 نظر پر نظر رکس وین جابکھری  
 نین پر نین دھر کہ پیکھن لگے  
 چھپا راز نیناں سو ناظرا کر  
 کہ طالب و مطلب کے راز کی  
 بچھڑ کر رہی ہوں سو دھوش میں  
 او بلیتی سو دیگ داں کی سر پوش میں  
 پر بایت اپن راز کی تیک نام  
 خوش سوں سونی سار ہوں سربر

ترنگ پراعتقا سارا تقویٰ قرار  
 کہ وعدا کیا تھا سو پیکر سوں واں  
 عجب سب سے محبت اس کے اقرار کا  
 حسن میخندی کوں اشارات دیے  
 دلاور ہوا یا ہے اس ٹھار کوں  
 دھماشہ کوں کورنش سو بید کر یا  
 نہ معلوم ہے متکو اس کا نشان  
 اتھا شہد کوں مشکل ہوا سارا حل  
 کہ کتوال کے بات پیکر دیا  
 نکو ہو تو ہے فام اس تے ہوشیار  
 نکو توں سوں واں بھیج کس کوں دیگر  
 او سے بھوت چا واں سوں مثل نشان  
 نیزا روں او کورنش سوشہ کوں کر یا  
 چلیا لیکہ کتوال اس ٹھار سے  
 کہ لے یاں کورنش کتے سب سلام  
 کہ لے یاں کورنش کتے سب سلام  
 کہ اس پاس خو جے سو سارے ملے  
 ہوئے سارے مشغول این کار سوں  
 کہ یونس جوں ما ہی میں کیتا مقام  
 دنیا میں اندھارا سو ہو آسیا  
 کہ دیکھن کوں نیگھا سو اودر بدر  
 تب عاشق و معشوق ہوئے بیقرار

کہ دیکھیا سید پوش سلطان سوار  
 کھا دل میں یو سار آیا ہے یاں  
 عجب صدق وعدا ہے اس نار کا  
 اندیش شہد حکومت طرف رخ کتے  
 سمجھتا سید پوش اس نار کوں  
 حسن میندی سر سونچے دھریا  
 کھا میں سونیمی جانتا یو جواں  
 گیا دیک سید پوش واں تے نکل  
 اوسی وقت شہد نے اشارت کیا  
 لیجا اس کوں رک توں ٹیک ٹیک ٹھار  
 رین ساری خدمت میالیوں بند کر  
 بچھا ناؤ جاگا کا سو ستر ایناں  
 کہ سن یاں شہد کتے سر بچیں ٹھار  
 کہ شہد کا پر سن کتے بھر پیار سے  
 دلائی یاں شہد نے سو سب خاص نام  
 دلائی یاں شہد نے سو سب خاص نام  
 کہ سلطان اٹ کر غل میں چلے  
 گیا سب خلق شہد کی دربار سوں  
 چھپا سو مغرب طرف جا تمام  
 خلق کا جو غم جا سماں چھپا سیا  
 دو عالم کی دکھ یاں تک سن کر چندر  
 ستارے سو روشن ہوئے ٹھار ٹھار

بموجب حکم سلطان محمود بردن کتوال بہ بندی خانہ پیکر را غم کردن او

ضلالت کوں کردور دکھلا جمال  
کہ خدمت سوشہ کی بجا لایا  
کہ جو امر سلطان کا جوں ہے دھات  
ستوار سے اسیے خوب آپ تر  
لے کر آدھے تھے سو پیکر کے کام  
بجھانا بجھائی سو اس رات کوں  
رکھے موم بتیاں موم دانیان سنوار  
ہوا گھر میں جو پھر سوسارا و جاں  
کیا بھرت دلاسا و خاطر نشان  
کہ حاضر آتھے سارے پیکر کے کام  
پلنگ ہو ر صدر سوں زنجیر کام تھا  
کہ اس عطار ماتہ دوزخ مثال  
کہ اوٹھار بیگانہ در کار کا  
نہ ہے گھر او جنگل ہے دایم دام  
نہ ہے گھر او جاگا ہے کفار کا  
نہ انسان حیوان تے بدبتر  
نہ تھا گھر میں کوئی یار اس غمگار  
ہوا تھا سو گھر اس کوں ماتہ حرام  
خیال قد و قامت کا دلدار تھا  
اتھا دم نینہ درد کوں کارگر  
کہ مہ یادین کچھ نہ کرتا تھا

الہی دیکھا صبح رحمت ایستال  
حکم شہہ کا کتوال جوں پائیا  
چلیا لیکہ پیکر کوں خدمت سنگات  
بندی خانہ نزدیک تھا نیک گھر  
کہ پلنگان جو اہر چڑت کے تمام  
تیو اسیاں و جم خانے کئی دھات سوں  
شمع ہو دیوے رکھے ٹھار ٹھار  
کیتی ساریاں ارش ستواریاں مثال  
لے کر جا کے کتوال پیکر کوں جاں  
کھڑے تھے سو خدمت میں پیادے تمام  
اکہ پیکر کوں امان کچھ نہ آرام تھا  
کہ جس ٹھار دلبر کاشیں ہے جمال  
کہ جس ٹھار درس نہیں یار کا  
کہ جس گھر میں نہیں یار کا ہے مقام  
کہ جس دلی میں نہیں یاد الدار کا  
محبت نہیں یار جس گھٹ پھیر  
نہ تھا کچھ وال پیکر کوں بنیوں کار  
لگتی تھی برہ آ کہ تن میں تمام  
بغیر یاد مہ بن نہ کوئی یار تھا  
نہ تھا اس کوں مونس سوں ٹھار  
بغیر مہ درد کچھ نہ دھرتا تھا

اچھی تسبیح اس نالوں کی نیت مدام  
 کہ شب روز مہ بن نہ اس کچھ دیسے  
 محبت اگنی کوں سونا لیا کرتا  
 نہیں ہو کہ تپسی ترسنے لگے  
 بغیر غنوں فشانے نہ کچھ کار تھا  
 پکارن لگیا مہ انور کھیاں  
 میرا جیواروں گاتجہ نام پر  
 کہاں پاؤں تجہ مہ کنول کا سورا  
 نہ منجکوں چھوٹک ہے سو اس ٹھاتے  
 نہ کوئی دیں منجے یاں تے کیتل سو چھوڑ  
 کہ مہ کا خرق آکھڑیا منجہ کوہل  
 گرد گردنگہ جو پھیر سو پیاری تمام  
 کہ تپتا ہے دیکھن کوں تجہ کو جیا  
 نہ دیں او دیکھن کوں تجہ مکہ چنار  
 الہی کی درگاہ میں او حار زار  
 رفتن مہ و غم خانہ کردن و دوارا بہ زندان فرستادن برائے خبر پیکر  
 الہی رکھیا نہیں کس یک حال جسم  
 چلی مہ سو پیکر سوں وعدا نبھا  
 کہ شب تینراپنے کوں انیر پی سودی  
 کہ جا گھر کوں اپنی سو گھوڑا اتر  
 لگی رونے ہو رہو لئے دک تمام  
 خداں تے عقل منجکوں گیان آئیا  
 کہ گنتی ساری راحت سوداں میں بسر

زباں کوں سو میں مہ نہ تھا کچھ او کام  
 بغیر مہ نہ اس دلی میں دو جا بنے  
 یو کارن لگیا مہ کا مانتا ب  
 کہ جوں ابرنیاں برسے لگے  
 بغیر آہ و تالاں نہ ہم یار تھا  
 بغیر مہ سیاہ ہے سو ہر دو جہاں  
 بلیاری کوں گاتیرے کھٹا فوہا  
 نہ دھرتا ہوں کس سوں راز و نیاز  
 نہ سکتا ہے ہو دور کینیت کار ہے  
 کہ سکتا ہوں نیہ ڈوری منجہ بات توڑ  
 کہ جانے کوں یاں تے نہ منجہ بات ہل  
 کہ قاید کری ہیں منجے اسی مقام  
 نکلتا ہے سب رین میرا جیا  
 کہاں پاؤں دیکھن تجہ مہ سندر  
 بغیر غم اوزاری نہ تھا اسکوں کار  
 رفتن مہ و غم خانہ کردن و دوارا بہ زندان فرستادن برائے خبر پیکر  
 کہ صیغہ پوئے شادی کہ صیغہ پوئے غم  
 نہیں کی رکتہ میں تن اپنا ڈوبا  
 اپن گھر طرف راست مارگ سولی  
 بیچھاڑی کھڑی کھائی بھوٹیں کے اوپر  
 عجب بخت بھونڈے ہیں پیکر مدام  
 تہاں نے پرہ منجہ او پر دھائی  
 جفا ہو رہم یاد ہے سر بسر



کہ شب روز کرتی ہوں میں خوں نشان  
 نہ رہتا ہے نہ تے سو مک موڑ کو  
 جفا ہو دشمن سو پیسے سر دیا  
 کہ دیکھیاں پڑی مہ پچھاڑی چو کھا  
 پر لڑی تھی سود دیکھیاں او بے حال کسوں  
 کہ مہ کی یو کیسی پوری بخت ہے  
 کہ غنچہ کی مانند سدا ہے نیلا  
 نہ کرتی ہیں سوئے پیٹنے کی رومات  
 لگیاں چاؤ گرنے سود دل چاہ سوں  
 کیاں مہ کوں ناریاں سوئی سنی سوار  
 چھپا راز تیرا ہوا آشکار  
 وئے اور نہ پستی مہی نیک نام  
 نہ ہنسنا نہ کھیلنا نہ کچھ بھلاؤتا  
 کہ کھولنے تے بلکھاں مگر غماں جاتے  
 نہ اٹھتی تھی اونارا بن مک تے بول  
 رین کا ہوا دگ سوئے تھر لٹا  
 کھول مک رکھیا تھا سودر میانی جل  
 رکھیا لیا کہ او نور دل کے حضور  
 چنر کوں مہ اس گتے جاک شاب ہے  
 کہ میکر کے نور ہے ہو کھیدا ہوئی  
 کہ پیکرتے پیدا ہوئے سب ملک  
 کہ پر تو ہے سارے سوا وہی اصل  
 یکا یک دوا سا منے آ کھڑی

نہ ہے مغلوں یک سات آرام جاں  
 نہ جاتا ہے منہ جو سوتن چھوڑ کر  
 عجب سخت تر ہے سو میراجیا  
 ملیاں آسہلیاں سوچو نہ ہر سوں دھا  
 کنول مک سو کلا برہ جھال سوں  
 بلکتے لگیاں یا سے کیا وقت ہے  
 نہ دیتا سو مک پھول یک دن کھلا  
 نہ ہستی سو لکھن کہ ہیں غم سنگات  
 جتیاں ناریاں سب مل او چاہا کوں  
 سیاہی کی تن تے سو کسوت او تار  
 گیاں ماہ تن تے سیاہ ساز کار  
 ہنسنا تیاں پھیاں ناریاں سو مہ کوں تام  
 ہر یک سات پیکر سو یاد او تا  
 بین موچہ صورت رکھی تھی چھپائی  
 نہ تاریاں کوں دیکتی ہیں نین کھول  
 ایس فن منے اور دکھیا بن گندا  
 چنر دیک رونے لگی او کنول  
 کری یاد پیکر کے مک کا سو نور  
 میکر بار کا ٹھک سو آفتاب ہے  
 عرش ہو رکھو سو پیدا ہوئی  
 کہ آفتاب ہو ماہ سا تو فلک  
 جتے نور اس نور سوں ہے وصل  
 کہ کرتی تھی زاری سواوشہ پری

کہ غم ہو زار زاری کہتے آشکار  
 موائے یا جیتا ہے یاد را ماں  
 دندیاں نے یو کہتی ہیں کیسا سووند  
 کہ یا ہے جہاں سوں یا ہے دار او پر  
 کہ یا حق تے پایا ہے کچھ بھی حیات  
 نہ کھڑے تو کرتی ہوں مغریرہ گھاٹ  
 رکھے ہیں بندی خانہ پیکر اتیال  
 کری ہیں او قاعد سو کئی دھات سوں  
 لگی رونے زار زار مہ بے شمار  
 جوں غنیمت اچھولاں پہ کلیتہا مقام  
 پھر یا رنگ پر رنگ ہر دھات دھات  
 سیہ ہو کہ دستا تھا سارا گپا  
 کدھیں آدے شرفی شہیداں مثال  
 کہ سمجھ یونیہ درد نہیں اس دوا  
 بغیر وصل دار و نہ ہے کچھ دیگر  
 کہ پرکھنے لگی او سومہ کے چرن  
 کہ لاکھاں وزا سوں دلار سادتی  
 کہ کرتی ہوں تدبیر میں یک دیگر  
 کروں گی سو حکمت کہ او تجہ دیسے  
 گیا روح تن تے سو پھر دھانیا  
 بسر و پیکر رہی سو ملنے کی بات  
 دوا جائیں چل ملکہ ہم دو چنے  
 بھولے کا سو کھواں دیکھاں کوں

دوا دیک ارٹا اوٹھی ہانک مار  
 دوا کاں ہے پیکر سو تنگیوں ہما  
 دوا اسکوں ماری یا کہتے ہیں بند  
 دوا اس کہہ دے سو کیا ہے خبر  
 دوا اس کہہ تو بند یا ہے اذات  
 دوا اس کہہ توں سو پیکر کی بات  
 اوٹھی بول دوانے کہ سن او وحالی  
 کہ بھائے ہیں بندی جا رہا میں تنگوں  
 کہ سن تانوں بندی خانے کا ہانک مار  
 تھنڈی تھنڈی خوی آتی مک پر تمام  
 آیا تو پر تو برسات برسات  
 نکل جا کہ سرخی زرد رنگ بھیا  
 کدھیں ہوئے رنگ نیل ماتم کا حال  
 دوانے سو دیکھی او سے بے نوا  
 برہ کی جراحت ہے سینے بھستہ  
 اندیش کر لگی او دلا سا کرن  
 سینے کوں لگا کر بلایاں لیتی  
 کہ سن ماتی میری تو ہمت پیکر  
 نکو رو ملاؤں گی تجھے ہو او سے  
 کہ جب یو ندامہ کے کن آسیا  
 کہ بی مہ امید کا سو آبی حیات  
 دوا کہ منجے چل سو پیکر کہے  
 دوا جا کہ دہیں لانچہ کتواں کوں

کرے گھا سو کوشش ہماری کمال  
 کہ دیدار تہ منج کوں امرت پلا  
 کہ آوں گی تنج سات چھائیں مثال  
 دوا جاتیں چل بیگ اس ٹھار کوں  
 کہ یا ہے اور راحت سوں یا در عذاب  
 دوانے اوٹھی بول اے نیکے نار  
 صبور ہے کیلی گزہ کار پر  
 نہ جس میں صبور نہیں لو بشر  
 کہ دار و طلخ ہوئے آخر شفا  
 دیوانی سو ہو کر نکو کھا شکر  
 رضا دے توں اب منج کہ بی جاوگی  
 کہ احوال اُسکا کہوں گی تو جے  
 رضا دے کہ خوبی ہے اس بات میں  
 حیزاراں مکر ہو ر نیزنگ سنگات  
 کہ خطرے کون کی تھی دوا کی دنبال  
 برہ آ کہ بھیدا سو اس مہ کے تن  
 کہ جالی آگن آبرہ کی مسمام  
 برہ دک آ بھیدا سو سرتا قدم  
 کہ وہیں سوز سینے تے نکلی جو بھار  
 براہ آہ کی بجلی کرک کر ! وٹھی  
 نکل دو سینے تے چو پھیر سپر  
 او ساں ہوا یاں سو پھنچٹ تمام  
 آگ سچر یا جو سینے میں داٹ

دیکھا ہے گھا بن کوں او نوری نہال  
 کہ پیکر کوں منج کو سوتوں پھلا  
 نہ چھوڑوں گی یک تل سوتہ اونبال  
 کہ دیک آویں دور تے سو دلار کوں  
 کہ یا ہے او ہشیار یا درا و خواب  
 صبور ہے پیکر توں نہ ہوئے قرار  
 کہ کتوں صبور سو اس ٹھار پر  
 صبور ہے ہر کار کوں خوب تر  
 کہ اول مشقت او آخر نفا  
 کہ ظاہر میٹھا ہو ر جیسا طلخ تر  
 کہ پیکر کوں جادیک کر آوں گی  
 کہ جب اول نظر تل پڑے گا منجے  
 کہ لیاؤں گی خبر چاک یک سات میں  
 امانے چلی مہ کنے تے سو جات  
 ولے نہ نہ جاتا تھا اس تے دنبال  
 کہ سد بد و بھائی سو سٹ اپ وطن  
 ہو احرص ننگ نام گھر ہو ر مقام  
 بغیر آہ تالاں نہ تھا اس کوں دم  
 سماں ہو ر عرش کرسی ہوئے بے قرار  
 کہ ہفت و طبق آ سماں ساری چھوٹی  
 فلک ساتو سوندی یکس یک اوپر  
 ستارے ہو دیتے گلن ہر مدام  
 تدھال تے نیکل تھندگی وال تھان

اگن ہو رہی تھی ڈگی ہوا چاند سور  
 لیک ایک چھجھا باد آیا اوسے  
 چھجھا چر کہ دیکھن لگی یار کون  
 سوتا ہے یا بیٹھا ہے یا ہے ہنسیار  
 کہ یا اس رکھے ہیں گلے طوق بھیا  
 نہ جاؤ کہ کسی کسی عذاباں سنگات  
 نہ جانو اندھیا رہیں کیوں پڑھیا  
 کہ یا ہے غریباں من ہیے ادھار  
 کہ یا ہو رھیا ہے سوشہری غریب  
 کہ یا ہے او عاجز بیتیاں مثال  
 اسی حال سوں مہ سوزاری کری  
 گدھیں ہوئی ثابت کہ گلہ اوداس  
 کہ گلہ چھجھا چر کریں جاں فدا  
 مہ رکھی تھی نین باٹ پر  
 الہی بنا یا زماں پڑ بہنہ  
 الہی توں ستار سوار پھوں غفور  
 دواجب رضا لیکہ مہ تے چلی  
 کہ گھر چھوڑ جانا ادھیرات کوں  
 فکر آ کہ مشکل یہ کاری کھڑی  
 مگر کوئی پوچھیں کے تو نار ہے  
 کہ دنیا جواب اسکوں تب کیا پھر  
 جیتی فکر بھوت دھات اس بھانچہ  
 زمانی سو کسوت سٹی کاڑ کر

کہ دین ہو رہی کون سو ہے اس تے نور  
 چھجھے پرتے پسکر میرا منجہ دے  
 بیکارن لگی یار کس ٹھار توں  
 کہ یا ہے راحت سوں یا خوار زار  
 بندی خانے میں یار رکھے ہیں چھپا  
 گذرتی ہے اس پرکھٹن آج رات  
 چھجھ دھالسی کھلتے ہیں اس کا کیا  
 کہ یا ہے ڈاؤں ڈول یا ہے قرار  
 کہ یا ہے کیلا کہ یا ہے رقیب  
 کہ یا ہے سواں کا پیسراں کا حال  
 کہ دھیں ہوئیں دانا کہ دھیں سدہری  
 کہ دھیں پکڑی امید گاہے نیراں  
 کہ گاہے تلیں آگے کاریں دوا  
 بندی تھی دل ایسا دوا گھاٹ پر  
 کتیاں یار سا ہو رکتیاں پر مگر  
 نہ کتیا کسی عیب کسی پر مشہور  
 ولی او فکر میں سو ساری گلی  
 نکلتا وطن سٹ سوکس دھاسواں  
 میرے سراو پر بازی بھاری پڑی  
 کہ جاتی ہے کسی کام کیا کار ہے  
 کھڑے گا وقت منجہ او پر آہوا  
 کہ جانا ضرور ہے منجہ اس راٹ کوں  
 شرم پیر بن کی سٹی بھاڑ کر

کیتی بھیس مرداں کا مرداں مثال  
 منڈا ساسندی خوب آپس پر  
 کہ شہر وار موزے سو پلینے اولہ  
 مکر بند بند ہی ہو اور اوپر برولا  
 کہ چادر سوسب تن لیتی ڈھاپ کر  
 لیتی یک فرنگ بات میں آب وار  
 کری ساری کسوت سوسب زر زنی  
 نکل آئی دوازے کے بھار او  
 جلی پنت پکڑ کر سو پیکر کی کار  
 نظر تل پڑیا لو کہ کتوال جب  
 کہ کتوال پوچھیا کہ توں کون تر  
 دیتی جواب اس کوں دلاور سنگات  
 کہ میں سر خواص ہوں سوشاپی جہاں  
 کہ خطاب میرا سو محلدار خاں  
 کہ بھول ہے سلطان منجکوں ایتال  
 رکھے ہیں سو حرمت سوں یا خوار  
 کہ کتوال سن یوں گیا ہڑ ہڑ  
 جیکج امر سلطان کا سر بسر  
 لے کر جا کہ سکوں سو پیکر مقام  
 رکھیا ہوں سو پیکر کون حرمت  
 سپارش کرو مہر شہیدے حضور  
 جلی چھوڑ بند ہی خانہ کتوال کوں  
 کہ جا گھر میں ساری سو سوت اوتار

سٹی سب زناں کا جتا قیل و قال  
 کہ بینی جھکا ہو رتبا جفت کر  
 کہ ہوئی چست چالاک مردان کے سار  
 بندی کا بند شمشیر اس سوں مل  
 نہ سچے اگر دیکھیں کوئی گیاں دھر  
 ہمت ہو رتقا سوں کیتی قتل  
 کہ مانند تحقیق جوں لشکری  
 رکھی تھی اپنا من کوں یک خوار  
 کہ انہی کی تہک سات پیکر کی تھار  
 سلام علیکم اوٹھی بدل تب  
 کہ آیا ہے کمرے کوں مکر دہنر  
 کہ بے شہد کی منجہ کن سونا لوک بات  
 سمجھتا نہیں ہے توں میرا نشان  
 کہ نزدیک ہوں میں سو غزنو کے وال  
 کہ جادیک سپیکر کا کیا ہے حوال  
 کہ یا ہے اور احت صوا یا ہے ادھار  
 صدر رھوڑ ہٹ جوڑ آنکے اکھڑا  
 بجالیا نیا ہوں سو میں خوب تر  
 دیکھا یا صوا حوال اٹ کر تھام  
 حکم جوں کہ شہید کا نیا س اودھات  
 عفو تم لوں دائم اچھے کا غفور  
 کہ جس حال آئی اویسی حال سوں  
 رکھی بستاں جس تھار کیاں تھار تھار

اول کی روشنیوں کی اپنی اتھی  
 کہ جادیک مہ ہے اوسکی حال میں  
 کہ لے جیو جاتا تو ہوتا بھلا  
 سینا کوٹ لیتی تھی سٹی تھی خاک  
 کرمی پیر ہن خاک سب تن اوپر  
 کتنی تھی دوا کاں ہے پیکر کہاں  
 کہاں دھندوں کس دیں جاؤں نکل  
 کہاں ہے گلے کا میرا لال او  
 نہ جانو سورجین وریجن کے بات  
 نہیں او بندہ خانہ باغی جناباں  
 کہ جسی ٹھار پیکر کا جھلکار ہے  
 کہ جسی ٹھار او مہر نوری نہال  
 منور اچھے گکاسو گھر ہو رانگی  
 بندی خانے کے لوگ سارے تمام  
 کہ پیکر کون دیک کر سواحت پیکر  
 اچھے کا او نو کون سو آ رام جہاں  
 کہ نگ دیک نینا اچھیں گے تھندی  
 یو کہتی تھی سر کوٹ لیتی تھی مار  
 کدھیں کھا پچھاڑی سو سو بے قرار  
 دولے جو دیکھیں سو مہ کا حال  
 کہوں گی حکایت سو پیکر تمام  
 کہ سن نانوں پیکر سوار ڈا یکار  
 دوار اس کہہ دے سو کیا حال ہے

پھر اچھیں ہوتی تار جون مہ پیتی  
 کہ پیکر کے زاری کے افعال میں  
 نہ پڑتی برہ سرک میرا گلا  
 اوڑا تھی تن پر سو جو پھرتے راک  
 ہوا نکرنے ٹکڑے نین نیہر جھہر  
 بغیر ونو منگیوں سیہ دو جہاں

کہاں پاؤں پیکر کی صورت بچھل  
 کہ ہے مہر جیو کا سوکٹ مال او  
 سنڈر کر سو بندہ میں او ہے کس دھات  
 کہ جاں ہے او پیکر زنگیلا تپاں  
 نہ ہے بند او جا کا سو گلزار ہے  
 کہ شب لوز دا تم ہے نت واں او حال  
 اچھیں گاندی خانہ جون گل چمن  
 مشاقت اور محنت سو ہرے وام  
 کہ عاشق اچھیں کے اپن سدا رہے  
 اپیں کرتی ہوں سب ری خون فشاں  
 پڑی ہی منجہ او پر سو دگ کی بندہ  
 بغیر رونا تینا نہ تھا اس ادھار  
 کدھیں یونیس پوشیا پیکر پکار  
 نزدیک آ مہر اس یہ کیتی کمال  
 پوشیا ہو پیار توں رک بن میں تمام  
 لگی کرنے منشاں سو کتی لک ہزار  
 ہوا ہے کہ چیتا یا خوش حال ہے

اوٹھی بول دوانے کہ دیک مرکی دھات  
 میں تو کبھی ہوں نینا سو پیکروں جا  
 کہ جیتا ہے پیکر سوا س وقت پر  
 کہ دیکھے ہوں بیٹھا پلنگ کے اوپر  
 کہ خدمت او کہتے ہیں بت جو تمام  
 رکھے تھے سو تعظیم تکریم سنگات  
 اوٹھی بول مہ نے یوں ہے سب مکر  
 کہ تحقیق کہہ توں کہ ہے اوحیات  
 کہ کہہ دے کی ہے اس یا کیا سبب  
 نکو منجکوں ٹھکلا توں میری دوا  
 نکو دے قریب توں منجہ اس بات تے  
 نہیں پیارا پیکرتے منجہ جوا اوپر  
 منجہ کون پیکرتے پیارا ہے آج  
 پیکر ہے جیو جان ہر دو جہاں  
 کہ سن ماہ سو گند ہے منجہ بلا  
 کہ سو گند بنی ہو رہی آل کی  
 کہ سو گند ابا بکر ہو رہی منجہ عمر  
 کہ سو گند عثمان و شیر خدا  
 کہ پیکر ہے راحت سوں ہولیا گرام  
 کہ سن مر عقل میں سٹوں آسیا  
 الہی میلے گا کہ یک وقت پر  
 الہی کا اس پر ہوا ہے کرم  
 کہ سن مہ ذواتے شکر حق کوی

نکو دے ابن عقل کوں غم کے بات  
 کہیوں گی تیرے کن نہ رک سوں جیسا  
 او سے کچھ مشاقت نہ ہے سخت تر  
 بجھانا سو ستر اٹھا خوب تر  
 کہ کتوال پیادے سو سب خالص عام  
 کہ دیتے ہیں حرمت اسے بڑھاتا  
 نکو کہ دواتوں سو منجہ سوں بھتر  
 کہ یا منجہ دلا سے کی کرتی ہے بات  
 تیری بات لگتی ہے منجکوں عجب  
 نہ ہو سوں برہ تے میں بیکتل جدا  
 کہ دئیوں گی میرا جیو میرے بات تے  
 کہ پیکر ہے منجہ جان تھے خوب تر  
 منجہ کر سکا ہے سو پیکر کے باج  
 نکو کو توں لے بات منجہ تے نہاں  
 نہ کرتی ہوں میں کچھ مکر سو رحیم  
 نہ تھی بات میری یو قل قال کی  
 کہ بات منجہ راس نہیں کچھ دیگر  
 کہ اس چار یا راں پر منجہ جان خدا  
 امید ہے مع کوئی پوتہ نیک نام  
 خلاصی کا رخ اس کوں دکھلائیے  
 کر یگا تم کوں سونیک بخت در  
 رکھیا ہے الہی سوا سکی شرم  
 تو کل و تقویٰ سو حق پر دھری

نہ کر س امانت گوں توں کچہ خلل  
 خدا کے حوالے کیتی نامور  
 میرا جیو سو پیکر ہے منہ بھر دیا  
 بغیر از تو کل نہ تھا کچہ ادھار

الہی میں سو پنی ہوں تجہ کون اول  
 سنی ہوں ہزاراں مسائل خیر  
 امانت توں میرا سو منجھکوں میل  
 امید حق بکڑ کر سیتی دل قرار



پھول بن

۱۰۶۴ م ۱۶۵۵ء

از

ابن تشاطی

# قصہ گل و بلبل

صفت اس گل و بلبل کی تھا عاشق سوس گل کا  
محبت سوں مگا کر دل کیا تھا آپ کو فانی

منجہ عقل کا دیکھ تازہ تقویم  
نکل کر مہر مای کے شکم تے  
دیا سو فیض پھر جگ کوں دو چندان  
جو تھے غنچے کے طفلان میں کھوپے  
اٹھیا تھا پھول کا سب ٹھسار مہکار  
کلیاں لالے کی سرے کیاں نشانیاں  
کلی پور پھول ہل دیتے تھے اس دھات  
دیسے ہاون کلی کا ہو کو لا لا  
یہ سے یوں پھول میں لالے کے کالے  
پڑے دکھ بلبلان آنے لگے ہولان  
گروے سو بلبلان سنن نمہ سخی  
چن کا دیکھ ہزاروں خوش تماشی  
بدل کے میر سوں گل تر کئے لب  
وہ ایسے وقت شہر مجلس کیا تھا  
دیسیا اس ٹھار پر یوں و وجہا نبان  
یکایک باغیاں یک پھول لایا  
تھا وہ یوں میں سب مشک کے سار  
نہ تھا مشک و غیر تھا قدر کی پھول  
دوہ پھول مشہ کے بات میں جون

کیا ہے بات کوں اس دھات ترقیم  
ہوا یونس من مفرق غم تے  
ہوئے پھولان مشک تے پور خندان  
بندے پھل ڈال کے مرغیاں ہندوے  
کھلے تھے پھول جھاڑوں پر ہرک ٹھار  
دیسے یا قوت کی ہو سرمہ دانیاں  
کہ جوں چھپ کو کوئی کرتے رہے بات  
دیسیا اس میں لگے تیوں مشک کالا  
چو اجیوں لعل کے پیالے میں گھالے  
بندے شبنم کے موتی گل کے چولان  
لگیاں سب کو یلاں گانے کر بھی  
لگے کرنے نوی مضمون تراشی  
پنچھل یا بی سوں سیرے دھوئے مکھ سب  
رم کا زیب مجلس کوں دیا تھا  
کہ جو کسے دوس میں بیٹھا ہے رنوائ  
ہو کر باد صبا خوش بوئی ڈھایا  
تھے اس کی باس میں غیر کے آثار  
جو تیس کی باس پر مجلس رہی پھول  
مشگفتہ پور یا شہ پھول کے شہ

عجب رہے شاہ ہور شہ کے وزیر  
گیا شہ پھول دیکھ اس باغیاں دھیر  
دکھائیں جھاڑ ایسا گئی چمن میں  
اگر توں پھول کا جھاڑ لا گا  
تو بخشش سوں کروں گا میں کمر  
شہنشاہ کی زباں سوں جیوں و مالی  
سینا لویات سور کھ بھیں آپ سر  
جو مالی پھول کوں ڈھنڈنا چلیا سو  
کتک دن کے پیچھے و جھاڑ لایا  
و مالی روزاٹ یک پھول کوں لائے

کہ یک دن پھول دیکھیا سو جہاں دار  
گیا شہ باغیاں سوں ہو کو دگر  
ہو ہے کیا سب دن پھول سو بول  
جواب اس دھات دیتا شہ کوں مالی  
کہ بلبیل ہے چمن میں ایک کالا  
کبھیں آ پھول پر و پر پتہ سارے  
کبھیں جنگل سوں اپنے پات کھولے  
کبھیں چہ چہ کرے شادی سوں ہل ہل  
اسی بدلے دے تھو لیدہ بہر پھول  
یہ سن کر شہ گیا کر دل کو رہ ماندا  
کوہ خلقیاں کوں پھانڈے کے تیتے تنگ  
بتا چ سست کو سارو ہاں دام

دسے تیس پھول میں خشکی کے آثار  
رہے کی۔ پھول کا یوں رنگ تغیر  
رہیا ہے پھول یوں مخمول سو بول  
”اچھوتازی تری شاہی کی ڈالی  
سٹیا ہے عشق کا اس گل پو جالا  
کبھیں کانٹے سوں جا پھاتی کوں مارے  
کبھیں منقار سوں کلیاں ڈھنڈولے  
کبھیں زاری سوں بیٹھے جھاڑ کے تل  
اسی کے واسطے ہے پھول مخمول  
منڈ و بلبیل کی خاطر ایک پھاندا  
جو چمٹیاں لیویں انکھیاں تیں کئے منگ  
جو سانپاں لیوے کچلیاں تیں کئے وام

تو پچھلی کے غنن اس ٹھار سنہرے  
تو پنکھی کے غنن واں آدغا کھا  
منڈیا اس جھار تل جا کروو کاری  
کتک جیسے کے ڈالیا اس میں دانے

اگر پانی جو اس جالے کوں انیڑے  
اگر بار اکدھیں اس دام کن جالے  
لے ایسی دھات کا پھاندا شکاری  
وفا بلبیل کو دے پھاندے میں بھلنے

## گرفتار و بلبیل راپیش شاہ آوردن

رضائے شہ کی جلدی سوں چلے سارے شکاری مل  
پکڑ بلبیل کو پھاندے میں کئے محبوبس زندانی

کر کا ماں دام کے ہیں اس میں سارے  
کئی اس کے کام تے غافل نہ اچھنا  
سدا حاض ہے اس تے بے وفائی  
پنم کے چاند کوں پس دن نکلا دے  
بدل کوں امان دیتا نہیں گھڑی کہیں  
بنات النعش کران کو بکھیرے  
سے جوزا کے نمنے دن کوں کروڑ  
ہو کر عقرب انوں کوں ڈنک مارے  
پڑے ہیں جا بجا اس بھار دانے  
کتے ہیں بخت چھر سوں ساز گاری  
ستارے کامرے مجھ پر نظر ہے  
فراغت کا ہوا ہے حاصل اسباب  
لے مجھ آج دونوں خوب یک بار  
کروں گا پھلہ کا بارے نظار  
گلا کر بس کے بس پیش بندی

فلک یک دم ہے دانے سوتارے  
فلک کے دام تے غافل نہ اچھنا  
ہے خاماغل اس کا بے وفائی  
صبا اٹ کر سورج کے تیں جلاوے  
ستارے کو کدھیں رکھتا کدھیں نہیں  
ثریا ہو جو گئی بیٹھے ہیں ڈیرے  
رہے ہے یار و جن عینک تن ہو  
خوشی سوں بیٹ جو گئی یک پیارے  
وہ بلبیل جیوں دیکھا یکبار دانے  
کیا طالع دے ہیں آج یاری  
مگر کیا برج میں میسر چندر ہے  
خوشی کا مجھ کوں دستا ہے بڑا لالہ  
وہ چالا ہو ر محبوب مل کو یک ٹھار  
بہوت راحت سوں کھا کر آج چارا  
نہیں معلوم ہو چارے میں کنوی

رکھے ہیں زہرِ شکر میں ملا کر  
 پڑیا دیوانہ ہوا دلِ بلیبل  
 پڑیا پھاندا گلے میں آنیکا ایک  
 لگیا پھاندا سے میں پُر کر پھر پھرانے  
 نہیں کچھ خوب اے صاحبِ زمان!  
 پڑیا ووسند میں آخرِ حیا را  
 طبعِ داری میں نہیں ہے رستگاری  
 وہی ایسی بلا یاں تے چھٹے ہیں  
 لگیا یوں گل سوں کہنے کر مخاطب  
 اے راحتِ روح کی اے دل کے ساتی  
 ترے لب سوں تھے شیریں بین میرے  
 جدائی میں تری ہے مرگ میرا  
 رہوں تج باج کیوں کریا رہ میرے  
 پڑیا تھا چھانوں ہو تج پانوں تل میں  
 تجھا تھا پلک کوں نا پلک عمار  
 میرا ایک دن رات تیرے سات تھا میں  
 ترے سایہ چھنے میں آج تک تھا  
 یہی غم ہے جو میں تج سے پڑیا دور  
 ولے پھڑے سوں تیرے ہو ہوا دل  
 دیکھت وودود تے پاپی شکاری  
 غضب سوں آپنا گردان کر ڈوب  
 ستم کی آستیاں کوں حیرا کر  
 لے لیا بات پھرے میں کیا گھسات

نہیں معلوم جو اس ٹھار لا کر  
 خوشی سوں اپنے دل میں ہو گول گول  
 گیا کھانے کو جوں ووبگ بگ  
 بھارا وہ گیا چارے کوں کھالے  
 طبعِ داری بڑی ہے۔ اے عزیزاں!  
 طبعِ داری سوں کھانے جا کو چاہا  
 طبعِ داری تے آتی یارِ خواری  
 طبعِ داری کے سرتے جواتھے ہیں  
 گرفتار اس جو پھاندا میں ہوا جب  
 کہ اے جھوٹے مرے ساتی اسنگاتی  
 ترے رخ سوں تھے روشن بین میرے  
 اتھا ج دھرتے تازہ برگ میرا  
 پڑیا ہے نین تل انداز میرے  
 دھیا تھا آج تک نا بھاگ کر گئی  
 جدھر جا کر بھی آتا تھا اسی ٹھار  
 جدھر تھی توں ادھر سنگات تھا میں  
 بہوت دیساں تھے تج سوں جھسلک تھا  
 میں سینڈیا ہوں سو غم میں مجھ کوئے حور  
 پڑیا ہوں دام میں سو میں ہے مشکل  
 سینڈی کو دام میں کرنے کوں زاری  
 بکڑ غصے ستی دانتاں منے لب  
 دین آیا دور کو اس غم زدے پر  
 شیا بلیبل پوسے رحمی ستی بات

بیتا کچھ تنگ تھا پنجرے کی لٹھار  
 بخیلاں کی اتھاو گورتے تنگ  
 سکت نہیں تھا جو دم نکلے اسوں بھار  
 کہ تھا وہ بلکہ چشم مورتے تنگ  
 وہ پنجرہ کون لیا تسلیم کیتا  
 جڑت کے بھا کو پنجرے میں شہنشاہ  
 رکھیا بلبل کون مجلس میں ہمیشہ

## ریدن بے قراری بلبل و پر سیدن احوال او و اظہار آں

پوچھا پنجرے میں شہ اس کوں توں کہ جو کچھ چہ تھا ہے  
 ہوا ہے کس بدل قبول نہیٹ بے ہوش نادانی

دکھا بلبل جو وہ دیساں نہیں رہے  
 مدھنکھاں میں اپنے گھال لے کر  
 تپے اس بھول کون کو یاد اپنے  
 کہ بولیں گے کوئی اس گل سوں یو بات  
 کہیں گے کون اس گل سوں مرا حال  
 بچھڑنے سوں ہوا ہے تلخ جبینا  
 دنیا دوزخ ہے مجھ اس حور کے بار  
 پڑ یا سودھر میں اس گل بدن سوں  
 یون بن میں ہے میرا کوئی محرم  
 یون کون کہہ کہ اے خوش باش بائے  
 اگر اچھتا تو بارے کا مرا تن  
 کہاں وہ پاؤں جو میں اس تلک جاؤں  
 ضبا اوں یوں لگیا کرنے کون لازمی  
 لے کر بلبل کے پنجرے کون اپس ہا ست  
 نیٹ درس کے دروازے بندے گئے  
 لگیا رونے کون پنکھاں ڈھال لے کر  
 لگیا رونے بلکنے ہو رہے تپنے  
 گذرتے سو مجھے حنفی میں دن رات  
 ہوا سو حال میرا غم سوں یا حال  
 کر بیٹھی ہے ہو رہی ٹھاپے سینا  
 دسے دن رات ہو اس سو کے باج  
 ہو کر سکتے ہیں کانٹے تن پوراؤں روں  
 جو بولے بھول سوں جا کر مرا غم  
 مرا دکھ بھول سوں تلک بول بارے  
 میں اڑ کر ہاں تے جاتا کہ ہر یک فن  
 وہ آنکھیاں کاں جو میں اس کا درس پاؤں  
 دیکھ یک دن شاہ اس کی بے قراری  
 لگیا شہ بولنے بلبل سوں اس دھات

پریشاں جیو ہوو خاطر پریشاں  
توں کئی، پکڑا ہے بارے کی خصلت؟  
توں کس کی زلف کے بدلے ہے بیتیاب؟  
ہے کس لیلیٰ کی خاطر دل تراخوں؟  
لگیا ہے کس نگہ کا تجھ کو تہمت؟  
توں بلبیل بول کس مقبول کا ہے؟  
دیا بلبیل جواب اس دھات موں کھول

ہوا ہے کی۔ ترا سڑیوں پریشاں؟  
ہے تجھ میں کیا بدل بارے کی عادت  
توں کس کی نین کی خاطر ہے بے خواب  
مرے دھربول توں کس کا ہے مجنوں؟  
لیا ہے کوہ کن کا توں جو پدیشہ  
بھنور توں بول مجھ کس پھول کا ہے  
دریا تے نین کے موتیاں کے تیں رول

## بیان کردن بلبیل پیش پادشاہ

اگن کے پھول میرے ناچنے تو  
زہیں ہے سخت ہوو اسماں ہے دور  
جو گئی برے کے پھاندے میں پڑا ہوسے  
وہی بوجھے گھڑا ہے جس پو مشکل  
نہ کئے میں فائدہ ناچپ رہنے میں  
پر ت میں نہیں مرا جلتا ہے حیلہ  
کچے تو بات کس سوں فائدہ کیا  
آپس کے دو کنول تے کاڑ شبنم  
دزنگ پو کام اپنا توں نکو پاڑ  
نہیں پڑتا ہے سچ بے مشورت کام  
کہ شاید کام تیرا ہوسے منج بات

بھلا ہے دکھ مرا کئی ناسنے تو  
کسے کوں درد دیو دل میں جو ہے پور  
وہی جانے یو دکھ جس پر گھڑا ہوسے  
بچھاڑیاں غم سوں کیوں کھاتا ہے دل  
نہ کئے جانا نہ آتا ہے کئے میں  
ہر یک تلتیں ہو کر جاتا ہوں پیلا  
کھوں یو بات کیا میں جیب پر لیا  
نین بلبیل کے غم سوں شاہ کو غم  
کیا ہے غم کے بن کے درد کے جھاڑ  
شکر بن کھائے میں ہوتا مٹھا کام  
مرے دھربول اپنے جیو کی بات

سنا یا شاہ انکے بلبیل جو کچھ مطلب تھا اپنا  
دیکھیا سو عشق کی شدت ہوو سو پیرانی

زبان مطلب کے باتاں سوں اُچایا

دلا شاہ تے بلبیل جو پایا

لگیا کھنڈا دل گذرے سو باتاں

برہ اس نین سوں کیتا سو گھاتاں

مرا تھا باپ سوداگر ختن کا  
بڑا تھا بھوت سب سوداگراں میں  
مناں سوں تھا دوبا کھنڈیاں سوں  
قماشوں کے جدھر دیکھے بی بستے  
ہریک کا ایک کے ہریک کے اوپر مول  
حریر و یافتہ ساو سہری صاف  
سمور و سندس و سرک خطائی  
خز و کسوں و اٹلس دق و دیبا  
مطبق، نیک و سقلا و مخمل  
پتیمبر و چھینٹاں ہور سوسیاں  
بہوت نازوک ہندی پنجقو لے  
یونا ہو کر بی سودے تھے دریائی  
یتہ چلتے تھے کشتیاں ہور کھڑے تھے  
یتے اس قافلاں کے تھے کیناں  
ستم دودن جو گاڑیا تھا گڑاوا  
کہ میں سودا لے کر جاوے عرب کا  
کہ میں سودا لجاوے روم سوں شام  
کہ میں واسط سوں جاوے سفر اُن  
کہ میں تیریز تے شروان جاوے  
کہ میں ارمن سوں جا منزل کرے طوس  
کہ میں اچھا مقام اس کا سراندیل

نہ تھا پروا اُسے کچھ مال و حق کا  
اتھا مشہور سالم بندراں میں  
تھے نہ کھانا و شرفیاں کڈراں سوں ہٹا  
لے جے تھے لے دوکاناں پر دور سے  
رکھے تھے سب نمونے کے بدل کھول  
مشجر، تاختہ، دارائے زر باف  
سلیں، صاحبی ہور کر بلائی  
ختک ہور طاش، خطنی سو فیما  
قلم کاریاں و چھینٹا ہور مسلسل  
تھے شالاں خوب شمیری و طوسیاں  
بہوت باریک تاواں ہور پتہ لے  
ہے جس میں فائدہ دیوڑی سواتی  
دریا گرمی سوں سکے گد گڑے تھے  
نہ ڈھوسک تنگ آئے تھے زمیناں  
پڑے تھے بندراں سالم پڑاوا  
کہ میں شیشہ لے کر جاوے حلب کا  
کہ میں جاتا بنگالے پر تے آسام  
کہ میں جاوے صفایاں تے ملائین  
کہ میں ہمدان سوں کا شان جاوے  
کہ میں اترے جو یک منزل اچھو اوس  
کہ میں شیراز اچھتا ہور ارومیل



وطنِ گرجند وڑا چھتا خستن میں  
 گدھیں شیراز سوں جاتا داند  
 گدھیں کابل تے یہ لاہور جاتا  
 تجارت کے بہت سودات سوں دو  
 اتھا میں اس سفر میں اس کے سنگات  
 مری اس وقت تھی اول جوانی  
 جوانی کے برس سوا بیس لگ ہے  
 کہنے میں با ضرورت تا چہل سال  
 اتھی اس ٹھار پر زاہد کو بیٹی  
 چتر، چنیل، سرگ، کشتل، سہانی  
 کہوں کیوں میں الگ کوں اس سرکاں  
 بھواں کوں کیوں کہوں محراب تھے کر  
 چندر آدھا کہوں گر میں پشانی  
 کہوں کیوں اس کے میں پلکھاں کو تیراں  
 نین کوں نرگساں کہنا ہے ناساز  
 نین نرگس کہنے کا سو ہے زوری  
 کلی چنبلیہ کی کر ناسک کوں بولیاں  
 کہوں رخسار کوں کیوں اس کے لالا  
 ادھر کوں لعل تھے کر کیوں کہوں میں  
 دس کوں کیوں کہوں انار دانے  
 ٹھنڈی کے سار جگ میں سیب کاں ہے  
 کہوں جو بن کوں کیوں میں تہہ نور  
 کہنے پھل گیند ج آتا ہے نمان

گدھیں دکان کھولے جا میں  
 گدھیں جاتا بخارے سوں سمر قند  
 گدھیں ماند و گدھیں ماہور جاتا  
 گیا یک مرتبہ گجرات کوں دو  
 گھڑیا سو کیا کہوں اوس ٹھار پر گھات  
 نوی انپٹری تھی محمد کوں شامانی  
 بندھے ہیں حد بڑے تائیس لگ ہے  
 بڑیاں کوں ہے سمجھ پلاڑ کا حال  
 بڑی یک خوب کئی عابد کوں بیٹی  
 نہ اس کوں کوئی تھا صورت میں ثانی  
 سرک میں دل کشتائی کے اثر کاں  
 دو کاں ہے نور محراباں کے اوپر  
 چندر آدھا نہیں ویسا نورانی  
 ہوئے ہیں کوئی تیراں کے اسیراں  
 چمن کے نرگساں میں کاں ہے وفلا  
 کہاں ہے نرگساں میں لال ڈوری  
 دے تبلیہ میں ناسک کوں بولیا  
 ہر یک لالے کے درمیانی ہے کالا  
 ووزی ناز کی کس لال میں نہیں  
 اتھے اس پر دیوانے ہو کو دانے  
 یواس میں عشق کا آسیب کاں ہے  
 ہے تہہ نور کے، اس پر بلا دور  
 کروں گا بھول کے گیند اس پو قرین

شہوں میں کروڑاں کوں اس پتے وار  
 مکر کے سامنے شہ نرا ہے، سہوڑا  
 انیڑنے کاں سکت اس قد کی حد کوں  
 کہ غھایتوں، کیا صفت کرنے سکوں گا  
 ہنسو گر تیس پہ ہنس ہنس گر گیا ہے  
 تماشے کوں مرا دل سرا جیا یا  
 تو ہوتی تھی سینے میں گد گلی منج  
 پرت کا ٹھنڈ پور بار انگیا سو  
 برت کی چٹ پیٹی حجے کوں لگی زور  
 لگی چپوں شمع ہو کر جیو جلنے  
 اسی باتاں سوں ہسپیا دل میں دگ  
 ہوا ٹکڑے گریباں پھول کے ناد  
 گرم بھاپاں سوں ہڑٹاں پھچکے  
 طبیعت کی مری سب دھات بدلی  
 اجل منج پیر ہن میں ڈھنڈ سکے نیں  
 لگے دینے گواہی آستیناں  
 دوسے جاتا فسلانے کا فسلاتا  
 جو آیا دل منے میسر ابل شوق  
 بلو چھپ کر دیکھوں اس آجیلی کوں  
 مکر کوں اپنی دامن باند لے کر  
 چلوں اس کا ند تھ اس کا ند کوں لگ  
 پیادہ جاؤں گھر لک دیکھئے تیس  
 چلوں میں چندنی کی دھوپ میں جا

کہاں ہے کروڑاں میں اس کے آثار  
 مکر کوں کیوں کیوں میں اس کی شہ نرا  
 سرو تھا کیوں کیوں میں اس کے قد کوں  
 میں سرتے پاؤں لگ اس موٹی کا  
 جو کوئی اس چال کو ہنس کر گیا ہے  
 ہنس اس دیکھئے کاجج کوں آیا  
 جو یاد آتی اتھی دو چلبلی منج  
 پیاری کا پرت پیارا لگیا سو  
 اول تھا حال کچ آخر یہ ہوا ہود  
 لگے چشمے ہو کر نیناں ابلنے  
 لگیا سو بھار دل کوں باٹ کر سک  
 کلی نمٹے ہوا دل تنگ ناشاد  
 دھوین آہاں کے ہو سر پر بدل چھائے  
 سو دوا دتار پدمن ذات بدلی  
 ضعیف ایسا ہوا اس درد سوں میں  
 سچ کر رہے جو کوئی تھے ہم قریباں  
 لگے کہنے ہریک کئی پا کو چھانا  
 جو اس کوں دیکھئے کا منج ہوا ذوق  
 ہریک نس جاؤں اس دھن کی گلی کوں  
 سینے میں دم کوں اپنے ساندے کر  
 نہ دیکھئے کوئی تیوں آہستہ دگ ڈگ  
 تہ رنگ پر شوق کے ہو سار ہر نس  
 کیل اوس گلی میں کئی نہ دو جا

کھو اس چندر بدن کے گھر طرف مولا  
 ہر یک شب غم سوں وہ نہ جو اچھے جاں  
 کروں ہر شب نہیں سوں آپ پاشی  
 کیتک دن کے بیچے امید کا سود  
 نصیبان منجہ سوں جو آخر ہوے یار  
 یکا یک چھانک کر دیکھی مجھے نار  
 نظر باز اڈ یا سوب نہ رک سک  
 گیا سود مشق کا آہو نیکل کمر  
 اسے دیکھ عشق سوں میرا جھلدا دل  
 ہوئی سو مہرباں آخر پری زاد  
 کہیں میں سر سوں چلتا جاوےں لگ  
 کہیں میں اس کے جاتا تھا قدم کن  
 کہیں انیڑاؤں میں اس گھر لجا کر  
 کہیں اس دھات سوں نہیں سب گذرتے  
 کہیں کئی ناسنے تین بات کرتے  
 کہیں دیکھ مسکٹیاں میں دینو آتے  
 کہیں دیکھیں یکسی ایک دیدار  
 بہر حال اس سندسوں مل ہمیں دو  
 یکا یک یہ خبر زائد کون انیڑاٹے  
 نہیں کچ خوب چاڑی کا ہے چالا  
 نہیں آتی ہے چاڑی خوش خدا کوں  
 نہیں چاڑی علی انگس تے قبولے  
 گلیا زائد خبر سن تمللانے

ہر یک نس نین کے تارے بکھروں  
 دھویں سوں آہ کے بانڈوں کھلاواں  
 اسماں سوں کروں ہر دم فرشی  
 مرے نجتاں کے نیناں کوں دیا نور  
 مرے طالع رک آیا، سورک بار  
 مرے پور اس کے دو دیدے پتھر چار  
 ہو امیں حسن کی اس کے رہا تھک  
 پڑیا اس کچھ کے گلشن میں پھسل کر  
 چن دو ٹوکے دل رہے نیک ہوئی  
 کروں جیوں یاد میں دو بی کوے یاد  
 کہیں دو بی لکھے محمد نین پیر پگ  
 کہیں میرا کرے گھر دو بی روشن  
 کہیں انیڑاؤں دو بھی منجہ گھر آکر  
 کہیں جا پرہستے لوگاں کے ڈرتے  
 ہلو باتاں اشارت سات کرتے  
 یکس کوں ایک نظراں میں چراتے  
 پسا آ نکھان پلک کوں ناپلک مار  
 محبت سوں رہے تھے ایک دل ہو  
 یوں اس کے دھیر جا چاڑی کوئی کھائے  
 ہے چاڑی خور کاٹوں جگ میں کالا  
 نہیں بھاتی ہے چاڑی مصطفیٰ کوں  
 نیرنگاں کوئی نہیں چاڑی پوچھو  
 آپس میں اپ بچھاڑیاں غم سوں کھانے

ہوئے اس ہوش کے طبعان فراموش  
 رہتا نہیں جیور و دے ہو ر تپے بن  
 دریا غنیمت کرا آیا اُبل کر  
 اچالے آبر و کی آگ جیباں  
 خدا سب کا رکھن ہارا ایسے شرم  
 دو جا حجرے میں خلوت سون تنہا  
 پیسا اپنے دوہت جیوں داک کے پات  
 منگیا صورت ہماری ہونے تبدیل  
 کھلے تھے فیض کے اس چمن کو اڑاں  
 سپر میں ساتوں انبر کے گندہ گی  
 قبولیت کے شانے پر لگی سو  
 ہوئی زائد کی بیٹھی صورت گئی  
 گئی نین توتے اس کی سینہ چاکی  
 وونر گس کے غن ہے توتے بے خواب  
 کھایوں مختصر اس دھات کون کر

کہوں کیا میں تجھے معلوم ہے سب

مرے سو بخت ہو تیری نظراب

## در بیان صور اصلی یافتن بمعجزہ خاتم

انگوٹھی اسم اعظم کی بکڑ، شہادت میں اپنے

پھر پاگل و بلبل پر ہو پھر کر شکل انسانی

خزینے دار کون اپنے بلا کر  
 دعا جس میں لکھیں ہیں جیوں اثر کا

حیا پر کا اڑیا، کرسن کو سر پوش  
 لکھیا ہے سوا نظرتا ہے و لیکن  
 بڑیا سو شرم کا گوھر شکل کر  
 لئے دیکھ آبر و جگ میں نصیباں  
 کہے ہیں جیوتے پیارا ایسے شرم  
 ہو کر سب خلق کی کثرت سوں پنہا  
 کھڑا ایک پاؤں پر ہو سرو کے دھات  
 منگیا صورت ہماری ہونے تبدیل  
 تھے رحمت کے کھلے اس دن کو اڑاں  
 دعا جیوں تیر ہو، اس کی سحر کی  
 اجابت کے نشانے پر لگی سو  
 ہوا میں ماتمی کسوت سوں بلبل  
 رہا ہے توتے منج میں دردنا کی  
 ہے منج میں توتے منجبل کے غن تاب  
 دعا سوں ختم بلبل بات کون کر

کہوں کیا میں تجھے معلوم ہے سب

مرے سو بخت ہو تیری نظراب

مرے سو بخت ہو تیری نظراب

مرے سو بخت ہو تیری نظراب

مرے سو بخت ہو تیری نظراب

مرے سو بخت ہو تیری نظراب

مرے سو بخت ہو تیری نظراب

مرے سو بخت ہو تیری نظراب

مرے سو بخت ہو تیری نظراب

تو صورت میں اوّل کی پھر کر آویں  
 کیا حاضر انگوٹھی کوں اسی چھن  
 دیاں تے آیتہ الکرسی کوں پڑھ کر  
 دونوں پر اس انگوٹھی کوں پھرایا  
 ہوئے پھر آدمی کی شکل سوں دو  
 کیس تے ٹیک تھے روشن ہلالاں  
 کہ پوہیلیا ہے ہو رو سو مجنوں  
 مگر السبح تھے شیریں و فراد  
 کتے تھے جن کو یوسف ہوڑ لیا  
 لگی لب کھول بیٹنے پھول کے ناد  
 کر یا شہ شکر کا دو بار سجد  
 اثر کرتا رہے دو جا سو خاتم  
 کیا چاواں سوں دونوں کو ملا بھاؤ  
 حضوریاں ہیں اسے جا گادیا شاہ  
 قصہ سوں روزشہ کا وقت پہلاے

اگر مسوخ پر اس کوں پھر آویں  
 دوشہ فرمایا تیوں جا بیگ خازن  
 انگوٹھی لے، وضو اوّل پیکر کر  
 گل و پبل کوں شہ انگے منگایا  
 خدا کے فیض سوں تھے حیوں اوّل و  
 کیس تے ٹیک تھے صاحب جمالان  
 کہے ہر کوئی دونوں کا بھاموں  
 دونوں کوں دیک آیا ہر کسے یاد  
 مگر دنیا میں پھر کر آئے ہیں کیا  
 دکھت ہو حال شہ ہو بھوت دل شاد  
 تھے کوتاہوں میں کرتا سجد  
 اوّل باری ہوئے ہیں پھر کو آدم  
 دونوں کوں شاہ پھر دکھلانے کو چاہو  
 مراتب یک بڑا دے گرا سے شاہ  
 صبا امط شہ کی و خدمت منے آتے

## بیان پادشاہ و وزیر شاہ

کیا شہ اس حضوری تے بچیں یک خوجہ بیج تے  
 کہ جس سوں دفع غم ہوئے اچھے ہیں راحت جانی

کتا ہے یوں حکایت میں حکایت  
 توقفتہ یوں کہ مجھ سامنے آج  
 کہ کاماں عشق کے ہیں سب تھے فام  
 کہ یو وولڈ تاں ہیں تے کوں روشن

جو کوئی دھرتا ہے باتاں کا فراست  
 کہ یک لہی اس حضوری کوں کیا راج  
 جو اچھتا عشق کا کچ اس منے کام  
 یرت ہو رہوگ کے اچھتا یو دامن

حکایت سوز کا ایک یوں کہتا دو  
ستاریاں سوں زیادہ تھا اسے دل  
بوندان مینہ کی دسین تیس دل انگے کم  
اسے ذریاں ستی اگلا حشم تھا  
جو بیٹھا تخت کے اُپر ال آ کر  
کئے آگاہ آ ایسے میں شہ کوں  
بچھتہ نقش لکھ لایا ہے نقاش  
پڑیا غم میں پھسل کر عیش کا پاؤں  
گیا تھا ملک لینے چین کا جھیں  
سنی نہیں گئی تھی بات اس کی زباں کی  
کہاں بیٹھا ہے لے کر ملک بلکا  
ریشے سوں دسیا شہ جیوں کماں ہو  
کہ جاتا ہے طوا جیوں میان میں عین  
تیراں سارا اس کوں کرنا ہو رقبہ پاں  
فلک چھیلو اسے جیوں رنگ کے ناد  
ندیم یک تھا سو بولیا اس بکا کر  
توں دل سوں ہر سہو یو رفیع کر غم

ادب سوں شمع کر نمنے کھڑا ہو  
سنا ہوں پادشہ تھا کوئی اول  
سرب دل کا بل اس پر تھا مسلم  
بزرگی میں سرج تے محشم تھا  
دو شہ یک دیس مجلس کوئی بھرا کر  
خبر انیٹراے لیا ایسے میں شہ کوں  
کہ یک کئی چین کا آیا ہے نقاش  
سنیا جوں شہ یکا یک چین کا ناؤں  
وزیر یک اس طرف لشکرے سنگیں  
خبر تیش آئی تھی کئی دن تے واں کی  
اپس کوں جگ میں دکھلانے کوں ہلکا  
سپہ سالار اوپر بدگماں ہو  
ہوا شہ غرق یوں اس فکر میں ہیں  
جو کئی پھر پھر کو بدلاوے ہے ایماں  
جو کئی اپکار یکس کا نا کرے یاد  
اندیشا خوب نیں کر دل میں آ کر  
حکایت بول کر یک، دفع کر غم

اول تے دو بچھتا تھا حکایت

مناسب بات بولیا یک رعایت

## حکایت نقل روح

حکایت خوب یک شہ کن پیر مندی سوں بولیا دو  
سکایا تھا اسے جوگی منتر سوں نقل روحانی

قلم کرتا ہے نقل ایسے فن سوں  
 کہ یک راجا بڑا کئی گور میں تھا  
 اتھا و معتقد جو گیاں سوں دایم  
 تھے جو گیاں بھوت اس کے اعتباری  
 سٹیا تھا دوستی کا یوں دو پایا  
 لگا لاناں کوں درے ہو چکری  
 ہر یک در سو جیوں سورج چند تھا  
 سسکی قوس و قزح کے سار رنگ دار  
 لگا کراہیسا تن او پر خاک  
 اے جا کر کوں لیا یا شہ ملا اس  
 کہ کاں اچھتے تھیں کمر عطار تے آئے  
 کیا جو گی، کہ اے شاہی کے مانے  
 جو کچھ کرتا سو حق، کرتا نہیں ہو  
 بہر حال اس رکھیا شہ دے مراتب  
 دیکھیا سو شاہ کا، جو گی بہت پیار  
 منتر سکھ لایا یک کاڑ کر بید  
 منگے تو جسم میں ہر کس کے جانا  
 وزیر اس شاہ کن تھا ایک کامل  
 قضا را اس دیناں میں یک کسبل کام  
 کیا شہ اس پہ ہو کر بھوت خوش حال  
 وہ پھر یوں شہ سوں بولیا میں تھیں دھر  
 کرم بخشی تو اتنی ہی کر یا ہے  
 منیر جو شاہ اس میانی سکے سے

کرے جیوں روح کوں نقل تن سوں  
 ہر پورنہم کے بی دور میں تھا  
 ملے دو خاک کے جو گیاں سوں دایم  
 کرے ہر ملک کے جو گیاں سوں یاری  
 سو یک دن ٹیک جو گی گئیں تے آیا  
 سنکی یک ہت میں یک ہت میں کھری  
 کھلے کے ناداں ہت میں چکر تھا  
 کچھ تھا اس کئے خوش دل کے سار  
 دسیاں یوں تھیں پھیون اترا ہر ناک  
 لگیا احوال پوچھیں بید اس  
 کرم تھا جو درس ہما کوں دکھلاے  
 ہمیں ہیں کوں آنے ہو جانے  
 ہے بات اس کے ہماری نات کی دودھ  
 کیا گھن دودھ اس کوں روز رات  
 کیا میں بی کروں یک اس پر پکار  
 اتھا جس میں جو نقل دوس کا بھید  
 منگے تو پھر کر اپنے تن میں آنا  
 ہر یک تدبیر میں تھا بھوت غافل  
 کھڑا سو ٹیک آیا دے سماج نام  
 جو کچھ منگتا سو منگ لے نیک اعمال  
 تری ہمت سوں کم نیں سیم ہو زر  
 منگوں کیا تیری دولت سب بھر یا ہے  
 جو نقل روح از مانی سکے سے

نہیں نہیں قسطوں ہوتا ہے دریا کم  
نہیں سورج کوں یک ذرہ سوں نقصان  
عجب نہیں ہے کرس تو اوس سوں آگاہ  
لگیا اندیشے لاگال کوں بات  
دے تیوں ہے موں میں جانا پکے پاؤں  
کچھ تیوں ہے پھرت آپا توں پر پڑ  
ہے جاتی سوہلا کوں جیوں بلانا  
مری بخشش سوں دل اپنا رنگو کر  
دروغی میں ہے حاصل بے فروغی  
جگت میں کون شاعروں کوں پتیا گے

یو باتاں سمجھ لے کر سب اول  
بھاس سوں ہذا پر کر تو تل

اگر چہ شاہ ہے حکمت منے یم  
منیر کے ہے لگن کا شاہ جیوں بھان  
نظر رک مجھ یکنے کے اپر شاہ  
نسیا سوہ سہرا سوں یو بات  
گیا میں یو ہر جو اس کوں سکھلاؤں  
یو مایا یوں ہے دنیا اس کو آنیٹر  
بکٹ یوں ہے یو بات اس کوں دکھاتا  
و لے بولیا ہوں میں ہر کچھ منگو کر  
نہ بولوں گا تو آتی ہے دروغی  
اگر شاہاں جو جھوٹی بات لیا لنگے

## بیان شکار کروں و سیر کروں

ہرن کے جسم میں جیوں شہ سیا پر دھیان میں جیوں  
وہ سگنے کیلئے وہ سہ کر دکھایا فعل شیطانی

لکھایا بات کے پنکھی کوں یوں پر  
جو نکلیا موں سوں اپنے کاڑتا آگ  
جو پھرتا تھا لگن صحرا میں بے غم  
ستاریاں کے اڑے مرغابیاں سب  
چرندے ہو پر ندیاں کا دیکھ رنگ  
خیال ایسے ترنگ :

ہو سنک اس بچن کا اٹھ ہوس دھر  
گوئی تے شرق کی جیوں سور کا باگ  
ہرن مہتاب کا کھایا دیکھ اس دم  
نکل کر باز آیا سور کا جب  
کیا شہید کا اس دیس آہنگ  
شہی کا تاج اپنے سیس پر دھر



اٹھا دو بی وزیر اس شاہ کے سات  
 اٹھے بار اس دناں میں پھول ہو پھل  
 نہ تھا قدرت سرج کو دیکھنے جہانک  
 کھڑا ہے کیا مگر آسمان آکر  
 تو آفے سیس کوں داں بیس کر جائے  
 سہادے میں دسیا سب کوں لگن و  
 لگن پر جگمگاتے جیوں ستارے  
 چلے جیوں تول سوں بارے کے بارل  
 لگن کوں ڈھانپ لیتے تھے پرندے  
 ستاریاں سول جندربادل میں بیٹھیا  
 سیر گوشتیاں کوں تختیاں تے آتا رہے  
 چتیاں کے گل نے دیتے کھول ناڑے  
 چرندیاں میں اُجانے کو دھولا رہے  
 لگا دے ٹھونک پٹیاں، ویں ہوتی دور  
 بڑے ہرناں پہ ہو تو پاں کے گولے  
 ہو رہے بے ہوش، کر ہوشاں فرموش  
 اگن کے جس روش اڑتے ہیں باباں  
 کماناں تے جو تیراں چھتے ہیں جیوں  
 جیوں جیوں جہندیاں کے ہیں چالے  
 بلوں نزدیک چھپتے دشت جیوں  
 چرندیاں کے تھے جنگل کی درختیاں  
 جنگل کے وحشیاں کوں یوں شمار  
 نہیں لھوسوں چکر ہوئی جاں تہاں سب

چلیا لشکر کوں لے سب انجمنگات  
 بہر حال اس طرف تھا ایک جنگل  
 تیا ووداٹ تھا جنگل جو کھول آنک  
 دسے دو اس روش جو پھر چھا کر  
 اگر بار اگدھین واں پتیس کر جائے  
 کہ چھا یا تھا سوہن چارو لکھیں وو  
 دسے یوں ہو کہ پھول اس ٹھارے  
 دسے پنکھاں کے یوں اڑتے سواں دل  
 زمیں پرواں کی بستے تھے چرندے  
 لے لشکر شاہ اس جنگل میں بیٹھیا  
 ہو س کا درس ازبر کرن بارے  
 ہتیاں کی پیٹھ تے جھولاں کو کاٹے  
 سیر گوشتاں کے تختیاں بی آتا رہے  
 چرچیل چکاریاں کوں کرن جوڑ  
 چیتے دکھلا کے اسپس کر غولے  
 سیر گوشتاں کوں دیکھ وحشی سیر گوش  
 کہتے ہر نالہ یوں کہتے اڑاناں  
 سیر گوشتاں چکاریاں پر پڑے یوں  
 چیتے سب تن کے پنکیاں سات کالے  
 یک یک کوں دور تے یک یک کوں دکھلا  
 کتیاں کے دانت تھے بلکہ دانتیاں  
 ہر یک اوچی توانیاں میں ہر یک ٹھار  
 لگیاں پہنے ندیاں لھو کی وہاں سب

بڑے دیکھ جانور جھیس کے اپڑاٹ  
 بجائے کر ایس کوں اس خطر تے  
 ہوا پر دیکھتے پنکھیاں کے زوریاں  
 ہوس ناکاں دکھا کر اپنے انداز  
 کلہ انکھیاں پوتے بہریاں کی کارٹے  
 یونا ہو کر بھی یک دھیر لوگ تھوڑے  
 ترستیاں ہو رشکریاں ملے جھٹ پٹ  
 ہوں پنکھیاں کے دکھلا دور تے مون  
 دوشاہیں یوں چلے پنکھیاں کے دنبال  
 زمیں پر آے یوں پنکھیاں سو وول  
 سینے پر نوک دھر پنکھیاں منہ بٹھا  
 پنکھیاں کے باؤ ہو رہ پنکھیاں کے گھوسوں  
 ہا دیکھ حال پنکھیاں کا نظر سوں  
 دیکھت مرغاں کوں سارے کتے سو جھٹ  
 ہوا حاں کا پرندیاں سات کر صاف  
 ہوا رغبت جو گھر کا شہ کوں غالب  
 کر یا سو آخر اپنا کام قنہیر  
 پڑ یا شہ ایک دھیر ہو رشکر یک دھیر  
 وزیر اس باج نہیں تھا شاہ کن کئی  
 یکا یک دیکھتا ہے باٹ میں تو  
 رمیا ہے جو سوں تن ہو کو خالی  
 بے کیوں کر کہ جیو کا کھیل نہیں تھا  
 کیا شہ تن سٹ اپنا اس منہ جاؤں

محل تھا شیا پکڑ اسمان کی باٹ  
 چھی پاتال میں جاگا سے ڈرتے  
 جکا سے پاؤں نے بازاں کے ڈوریاں  
 کتے چمکار کر بازاں کو پرواز  
 کلک ہو سیاں جو تھی اس حق میں گاٹے  
 چوٹے کھول کر لگڑاں کوں چھوڑے  
 ہوئے جا کر پنکھیاں کے سات لٹ پٹ  
 اڑائے یک طرف تے شاہینیاں کوں  
 دعا جیوں کا ملاں کی جاوے آپال  
 قضا جیوں آسمان تے ہوئے نازل  
 لگے سٹنے گلے چنگل سستی چانپ  
 دسیا میہوں ہو ر بارا ہو کے سب کوں  
 رہیا کس کی نظر نا پڑ کو ڈھوسوں  
 چھپا سی مرغ حاکمہ قاف میا نے  
 لہجہ واں کی جرتندیاں سات کو صاف  
 پھر یا واں نے لے شاہی کے مراتب  
 لڑ یا شہ یک دھیر ہو رشکر یک دھیر  
 قضا کیس کھڑی دیکھو شب اس میر  
 زحل بن اس نہ تھا اس ماہ کن کئی  
 پڑ یا ہے یک ہرن جیو اپنا کھر  
 نہ تھی کچ تن منے دم کی آلیاں  
 نہ تھی ساری تھی اتا تیل نہیں تھا  
 نہ کر کیا ہے سو وارے پتہ اڑاؤں

چھروں لے بیٹھ سوں ہرنیاں کو سارے  
غزالاں کوں ایس کا زور دکھلاؤں  
ایس کا جیو ہرن کے تن میں بھایا  
چلیا بھرنے کوں جوں اسان دو ماہ  
سو لکھن جیو کے اس پیر ہن کوں  
حکومت کا ہوس اس دل میں آیا  
بدل دیکھو کیا کیوں نوش سوں نیش  
سٹیا جیو آ پناشہ کے جسد میں  
سنے کے جام میں جیوں زہر بایا  
ہرن کر شاہ کوں، شاہی کیا چٹ  
مروت کی سٹیا آنکھیاں میں مٹی  
نمک کھا کر نمکداں کوں سٹیا بھوڑ  
کر یا صاحب سوں اپنے بے وفائی  
سیلہاں ہو چلاوین اہرمن، وو  
ہلوں وین تخت بیٹھ مملکت لے

چلا وو بد گرواں تے محل میں تنہی رانی کن  
سچ اس کی خصال کوں رکھی تھی اپس رانی

چندر سورج کدھیں دیکھ نہ تھے چانوں  
نہ دیکھی کہیں پلک کے کھول کر پاٹ  
دیکھ اپنے نین کی پتلیاں کوں شرماے  
نمونا ہے بچے کا کر دیوے ڈال  
ایس کے کھینچتی تھ مکھ پو آ غیل  
سناں کھاتے تھے اس کی لہریاں

جنگل پکڑاؤں ملک ہرناں کوں بارے  
ہریک جا آہواں کوں دیکھ اکھلاؤں  
ہوس اس بات کا جیوں من میں آیا  
ہرن ہو کر چلیا جوں سیر کوں شاہ  
وزیر اس شاہ کے دیکھا جو تن کوں  
اُہس اس سلطنت کا دل میں آیا  
دلی نعمت پو اپنے ہو بد اندیش  
نہ باقی رکھ کے ذرہ کچ جسد میں  
مبارک تن میں شہ کے پو وو آیا  
جسد اپنا کھرگ سوں توڑ کر سٹ  
جو سورات آ کے اس کے دل میں دلی  
نمک خواری کے اپنی سب دھرم پھوڑ  
وفا داری کی سٹ دل تے صفائی  
چڑیا سو بات شہ کا پاک تن وو  
وو مکار اس سند سوں سلطنت لے

تھی رانی شاہ کو یک ستونتی ناؤں  
ہنیں پکڑی تھی وو گھر کی کدھیں باٹ  
کدھیں دربن میں جو مکھ دیکھنے جاتے  
کدھیں لبوے کنگوی جو کھولنے بال  
کدھیں نرگس جو پڑتی تھی نیں تل  
سدا شاگر تھے اس کی گت پھیریاں

دوست کی ستونتی اقرار تار  
 جو دیکھی دو چلن ہو اس کی دو چال  
 کہ گستاخ ہے منجہ ووشاہ یونیں  
 نہیں دو خوب ہو ہونا پیشاں  
 وو کرنے کوں جو آوے سیج پر چال  
 غرض مندی کے لے آوے تو ووفن  
 چڑیا سودن پودن ویں برہ کا بھار  
 نہ دی دوست بھری کس بات کوں راہ  
 تھی آپس میں اپنے روتی و تپتی  
 لگی گھٹنے و چنڈر ہو کو دن رات

ہرن کا بیڑہ کر شہ لڈیا اپنے محل پر ہوں  
 پھرک تدبیر سیتے و دکھایا شکل انسا

کینک دن ہو ہرن ووشاہ بھولا  
 ہرن کے حق میں شہ کا جو تھا اول  
 دل اپنا تنگ کر نافے کے نمٹے  
 جھکے تب دیکھ آپس کے پاؤں آہنی  
 جو غم جس وقت دل میں یاد آوے  
 نہ کر سک درد دل کس سات ظاہر  
 بجز سایہ نہ دیک سنگات بھی کئی  
 خدا اس کوں دیوے گا کیا بھلی باٹ  
 دیکھو اول وویکوں خوبی سوں پیش آ  
 کر اول گرم مجھ سوں دوستی کوں  
 سمجھ نہیں تھا بلا یوں لاکو بھساگا

رہیا تھا سب کسی سوں ہوا بولا  
 جو مشک اجتا ہے نافے منہ جوں  
 گھٹے خون جگر نافے کے نمٹے  
 بجکتا دیکھ اپنی چھائوں آہنی  
 ہرن کی شاخ نمٹے پیچ کھاسے  
 غصتے ہوں ہر گھڑی ووشاہ صابر  
 دریغی سوں کہے یوں دل میں ہو روئی  
 گیا ہے جن جھگ میں یوں گلا کاٹ  
 برائی دل میں ستمی کیوں اندیشا  
 کیا مجھ سرد آخر دشمنی ہو  
 بلا میں بھا داغیاں دے کوں جاگ

بہر حال اس سجدہ چندر روز تھا شاہ  
 نہ ملتا ہے نہ چلتا ہے حوا تھا  
 دیکھا اس شہ دل میں لایا ابچہ یو خوب  
 جو ہر کس کوں سکوں کہنے کوں مقصود  
 گند اپنے دل منے اس بات کا ہار  
 خدا یک زندگانی کا کیا مست  
 کر اپنی روح کا طوطی یہ سایا  
 پھر کر بھیس آہو کا، ہوا طیسر  
 شکاری کا وہاں نزدیک تھا گھر  
 اسی کے گھر پوجا اہوال اُتر یا  
 شکاری دیکھ بکڑنے کوں بعد ہو  
 تیرت راواں خیال اس کا سچ کر  
 کیا یوں واپس کے راز کوں کھول  
 کہ لے پھرے ہمارے نت ڈھون مار  
 پکڑنے کے بدل جلیاں سوں ج کوں  
 ستم آیا ہوں تیسرے دم میں میں  
 ولین بیچ توں منج، شاہ کے پاس  
 کہ ایسا شرط راواں اس سوں ہر حال  
 بچا راوہ جو یک بار اس کوں پایا  
 شتابی سوں لجا اس، شاہ کوں دے  
 شکر ایسی ووشن راویں کی گفتار  
 مٹھی پاتاں سوں اس کا رکھ مٹھاؤں  
 شکر کی اس، پھری ہے کہ نہ جانیا

سود کچھا رہ میں یک طوطے کوں ناگاہ  
 تمام اڑنے سوں کام اس کا ہوا تھا  
 کہ طوطے سوں کڑوں میں ایسے خوب  
 مرا اس کام میں بیگی اچھے سود  
 ملن کے نادراواں کا ہوا سار  
 خضر کے نادکیتا سبز کسوت  
 زمرہ کے نوے پھرے میں آیا  
 یکا یک ویں اڑا سود و سبک سیر  
 پکڑا مگر نیچتا تھا دو جن اور  
 وہیں باتاں مٹنے در حال آٹھا  
 لگیا مگر نے کوں پھاندا مستعد و  
 اُچا گردن، مونڈی کوں اپنی کچ کر  
 اٹھیا یوں و بلند آواز سوں بول  
 ہمیں ایساں کے لے نہیں طلب گار  
 مشقت کھینچتا ہے کیا سبب توں  
 آبی ہو اس بڑیا ہوں کام میں میں  
 دو لک نہیں میں نہ دے مگر کم ہو یک گام  
 کیا اپ سوں حوالے اس کو در حال  
 لگایوں اس کے تن میں جان آیا  
 پھر اپنے گھر کوں آیا مال و دھن لے  
 رخصیا حیراں ہو ووشاہ مکار  
 رکھیا اس ستوتی رہتی تھی جس پٹھاوا  
 خرابی ہے کہ اپنی نہیں پچھا سنیا

اچھا چند روز بارے وال ووراواں  
 کنگ دن کے پچھیں فرصت جو پا کر  
 کھیا اس دھن سوں یوں لے سر آزاد  
 ہوا گی خم بنفشہ کے نمٹتہ؟  
 کلی کے ناد دل کی ہے ترانگ؟  
 رھیا نین زلف کے سنبل کرتاب  
 لگیا ہے تجہ کون کسی کے درد کا تیر؟  
 ترے دونیں کی دستے ہیں بایاں؟  
 چلے سودل سوں اپنے مار کر آہ  
 کے سبالم اور پر روشن ہے یویات  
 جونیں جس کے اچھے کاموں میں تنبول  
 جونا پھرتا اچھے جس تن منے دم  
 برہ میں جیو دینا بھوت آساں  
 پریشانی میں گرچہ میں علم ہوں  
 اگرچہ شمع کے نمنے جہلی ہوں  
 جو طلی قائم، اس یاری میں دیکھیا  
 انجو موتیاں کے اپنے ڈھال کر ڈھال  
 سنی یویات جیوں ووپاک دامن  
 سنی جو اجرا بلقیس دوراں  
 عجب کچھ دیس راحت کا ہے وو  
 منیر لیتی اپس کے نفع کا پوچ  
 کہا طوطا وو یوں اس ست پھرسوں  
 جو آدے گا ترے گن وو ملاجا

دیکھی پنجرے میں سوں نت جھانکتاواں  
 زباں آہستہ نرمی سوں اچا کر  
 جوانی کا ہوا گی رنگ بر باد؟  
 جو کرتا تھا سداے سرو کوں رو  
 گل سوری نمٹن کی زر دہے رنگ؟  
 گیا رخسار کے کی پھول کا آب؟  
 ہوا کی غم سوں گل کر دل ترانیر؟  
 پڑے کی مہ کے غمے کھد بوجھیاں؟  
 دیتی پھر کر جواب اس دھات ووماہ  
 دیوانیں سو سہا دے کس سداں  
 وہ کیوں کر خوب ستاموں سوتوں بول؟  
 کیوں اچھا، تو بچ اس کا بول عالم؟  
 ہے جینا بیو بن مشکل ککر جاں  
 محبت میں ولے ثابت قدم ہوں  
 ولے جا گے تے اپنے نین ٹلی ہوں  
 محبت کجا دنا داری میں دیکھیا  
 کھیا سب اس کے دھر گزریا سواحوال  
 لگیا اس آئے تیوں پھرتن میں ہیں  
 لگیا اس آئے تیوں پھر کر سلیمان  
 پھڑ کر گئے سویاراں آئے وو  
 لیتی تدیر اس کے دفع کا پوچ  
 حیا کے آسماں کی مشتریا سوں  
 اسوں یوں بول نہا ہوتوں ووراواں

گماں آتا ہے تجہ پر مج کوں ہر چہن  
 منجے کا ہے دیکھیا آتھا نہ و و عاقل  
 دیکھانے گر ہنر آئے تو کا نہ  
 کرے جب سوج کوں نا ہوئے تیوں نام  
 حرم میں ٹیک دن آیا سو و و کوں  
 اچھل پڑ کر کہیا حجت آپر آ  
 موی قمری کوں لیا کر دریا نے  
 ہنر کا اپنے دکھلانے کے تہی زور  
 و و طوطی اپنے اصلی تن کوں دیکھیا  
 تہرت جیو کوں آپس کے اس میں پاڈیا  
 سلیمان کے منن پھر تخت بیٹھیا  
 کھڑیا سو دکھ سراسر کھول کر موں  
 دنیا بھر کر کرے ساز عروسی  
 یکا یک کنی وزیر ایسے منے آ  
 گیا شہ سوں کہ اٹے فرخندہ طالع  
 جوں یک شہ بھل کو کئی عدت کے آپراں  
 یوسن کر بات شہ اس دھیر کرن  
 بھولیا عورت پو و و کو تاہ میں کیوں  
 قصا سننے پو ہے کر شاہ کا من  
 ہوا ہے عشق کا جس کوں اشارت

کہ دھرتا تھا و و نقل روح کا فن  
 دیکھا اس فن میں گریوں ہے تو کامل  
 موی قمری کوں اس کے سنے دھر  
 وہاں تے میں سمجھتا ہوں مرا کام  
 سبکی تھی جس روش سوں تیوں تھی بول  
 توں کیوں منج آزما تی ہے سوا زما  
 سنی سٹتے ہیں جیوں گئی آزمانے  
 سٹیا قمری میں اپنا روح و و کور  
 جو خالی غیر سوں مسکن کوں دیکھیا  
 پکڑ کر ٹانگ قمری کی پچھاڑ یا  
 خوشی ہو رعیش کا لے رخت بیٹھیا  
 کر یا اظہار اپنا حال سب سوں  
 لگے کرنے کوں سارے تخت بوسی  
 اوّل مدح و ثنا شہ کا بجا لا  
 گیا بد بخت و و یوں ہو کے فصایع  
 ہوا جیوں سلطنت کوں کھوکے بال  
 ایسے یوں پھر پچھیا شہ فرخ  
 گنوا یا بات سوں اپنے لگیں کیوں؟  
 لگا کہنے و و قصا شہ کے سامن  
 و و ایسے حسن کا لیا تا عبارت

# گلشنِ عشق

۱۰۶۸ هـ م ۱۳۵۷ ع

نصرتی



ہو ابابت راقصہ کنور منہر کے والد کا زنا جس خوش ہو تھی جسے بن نسل حیرانی

جیسے ملک شاہی کراخت تھا

کنک گیر سو تخت کا ٹھار تس

ڈوبیا تھا کنک میں کنک گیر جم

پراو لکار پر کاج پُر درد اچھے

زمین کا بی ابلے دھن اس ناٹوتے

ہوا قبال اچھے بندہ در پاس جم

کیا تھا لگا جھل زحل کوں سپند

ادک بدھ کے بازار کا جوہری

سدا سرخ روئی منگے اساتے دام

چندر مہر انکے تس کے شرمول گلے

تو زہرہ ہو جیوں ڈومنی جلوہ گائے

شہنشاہ سے شہر عرفان کا

جتے فن میں ہر مرد آراستہ

کہ اس دھات گنجینہ غیب اچھے

پڑے تس کے کوئے میں ایک فن

چھو لیا سو جتا پائل ہو ر سپاہ

پسینے میں جھلے رہیں گے ہزار

کہا وے سورا جیاں کا سر تاج اپیں

لگیں فوج میں اوس کے سردار سے

جئے چتر دھارے تب آداب سوں

اول دور میں یک بلند بخت تھا

سہے نالو بکرم جگ آدھار تس

نہ بکرم کہ تھا وہ سحاب کرم

جواں بخت یکہ جواں مرد اچھے

پتھر ہو سنا جس پر سچھا ٹوٹے

دشیا جس کے گھر داس کی داس جم

دکھا اپنے طالع کی قدرت بلند

سعادت کے گوہر کراستری

شجاعت پر اس کے سو بہرام رام

سورج تس جلالت کی جھل سوں جلے

جب اس بزم کی چھب عروسی دکھائے

سو غواص اچھے جس گن گیاں کا

دھڑے صف میں اپنے چپ راستہ

غایت جسے رہے بے ریب اچھے

جوخانی کریں بحر پور برکی کھس

دھڑے بے گنت لشکر و پائے گاہ

مٹی ہست حلقے کے تھے بے شمار

ہو پر تم نے یک چتر راج اپیں

جئے راج بھاری بدل بھار سے

سجھا ہر صبا جب کہے داب سوں

لگا لگ کھڑے ہو رہیں ہر طرف  
 جنم یک روشن خاص ہو ر عام پر  
 نگہبان بے گانہ ہو ر خویش کا  
 گھرے گھر بچے طیل شادی تے تس  
 ولے سخت محتاج تھا بن لیسر  
 دھرے پن نت اس غم تے جیوں داغ  
 خلف چاند سائیں سونا تب مناب  
 یو تاریاں سے عالم پہ اند کار ہے  
 کہے من میں یو آہ افسوس کر  
 مجسم ہوئے یک دن بھر کدھ کی نار  
 خدا بن نہ تھا اس کون ہراز کو  
 لے نیکی دھرے بیر سوں بیر نت  
 کرم کا مگر بحر تھا باج انت  
 کرن مہر طبلک پہ دن کا حکم  
 رہیں آن کر نور تنی کے ڈھکار  
 ملیں شہ کے جب دان کارن تمام  
 کرے دُرفشاں صبح شبنم کون جیوں  
 تو مکھ دھو نے کاج پانی منگائے  
 شریک اس کے اقبال ہو ر بخت کی  
 اپن طشت ہو ر آفتابہ لے بات  
 وہیں آن الوان نعمت کھلائے  
 بنا کر روانہ کرے پان دے  
 شہزبج آسبب کے یوے سلام

مکر باندھ خدمت میں تس صف لصف  
 دھر نہار تھا سورس ایک نظر  
 دہ بخش تھا ہر دل ریش کا  
 نگر میں نوا کاج نت آئے دس  
 دیا تھا خدا اس کون سب کچھ مگر  
 دل اس کا اچھے گرج سب کچھ سون بارغ  
 ابس عمر کاجب ڈوبے آفتاب  
 لگن بادشاہی کیڑا خوار ہے  
 جفا اس اندیشے کا نہ سوس کر  
 اسی سوز میں کیا جنم کا چنار  
 نہ دیکھے پن اس دھک کے دریا ز کو  
 خدا کی کرے باٹ میں خیر نت  
 سبجیں اوس کے بخشش اتھوان گنت  
 کہ جب خازن شب چھپا دے دم  
 تب اس شہ کے خازن مولک پار  
 سدا ہر نگر کے جتے خاص و عام  
 دونوں بہت سوں جوتخت ہر صبح یوں  
 اتر تخت جیوں شاہ گھر بچے  
 جو رانی اتھی شاہ کے تخت کی  
 ادب کی ادک شرط سوں دھن سجت  
 سہیلیاں تے ہو جیوں انکے مکھ دھلائے  
 پچھیں کسوت خاص ادک مان دے  
 تو اس وقت وہ شاہ عالی مقام

زیناڑے پاس کچھ سون ہر تن کے نیاؤ  
 سرب بادشاہی کی لیوے خیر  
 رچتے بھڑ پڑیاں کوں کرے سرفراز  
 صبا پر صبا ہوا ہیں بے گمان  
 نکل باغ شاہی جو کھل مچول ہو  
 دیکھو جاں اچھے جگ میں تسیوں کرم  
 نہ دیکھے تھو کوئی اس زمانے میں کاج  
 جنے جگ میں یوں راست بازی لکھے  
 نہ کس خیر ناجیز ہو جگ میں بس  
 تو قتل پہ تسی جس ہے ثابت یقین  
 عجب ہے ہمارا دل ناصبور  
 جی حاجت جو موقوف اچھے وقت پر

بندھے خلق مرہم سوں ہر دل کے گھاؤ  
 دھڑے پیارا دیکھت رعیت اوپر  
 نوازے جسے پاسے صاحب نیاز  
 کرے خلق کا باؤ ایسا رواں  
 سوتب عیش میں اپنے مشغول ہو  
 تو کیوں تسی یہ قائم ہے کوئی غم  
 کیا تھا جو ان حق کے کچ امر باج  
 خدا تسی کوں تیوں سرفرازی لکھے  
 کر دیتا ہو داتا دھنی یک کوں کس  
 نہ کہتھے تسی کے مقصود دنیا و دیں  
 جو پڑتا ہوا امید سوں حق کے دور  
 وہ بر آئے جب اس کی ہو یک نظر

سبب فرزند ہونے کا جو یک دیش آگے پر  
 اُنسی کوں شہ چلیا ڈھونڈنے مسافر ہو بیابانی

عجب حق کے تقدیر کا کام ہے  
 بھلا ہے اُسے پیچ سہنا بلا  
 کہن ہار یو قصہ دل پذیر  
 کہ یک روز وہ خسر و نیک فن  
 سو کچھ ہاتھ دھونے تے فارغ ہو سب  
 وہ تب نار کندن کی چوکی پر لال  
 سٹیا شاہ جیوں ہاتھ نعمت کے دھیر  
 لگیا شہ کوں آواز سن یو عجیب  
 اندروں چھجھا لڑنے کرنے سوال  
 نہ کس پر عیاں تسی کے انجام ہے  
 خوشی دے پھیں کر اول مبتلا  
 کبھی کھول کر بات یو بے نظیر  
 سخاوت تے پھر آسمے دا یم تمن  
 کیا اپنی رانی تے بھو جن طلب  
 دھری جرٹ کا آں بھو جن کا تھاں  
 پکارا یا جھجھ تل تلک یک فقیر  
 کہ باقی ہی سائل اچھوں کیا سبب  
 چلیا سامنے اس دہی لے کے تھاں

کیا جیوں جو سنو کہہ ہو چک چار امیر  
 کھیا شہ لیس دل میں ہے شدید کیا  
 وہیں دوڑا پس کیس دھر اس چرن  
 کرم سوں ہٹک آکے پھاں لگ اول  
 یوشہ کے بچن سن غضب سوں شتاب  
 کہ چل بیگا او چانچ چرن پرتے سیر  
 بچن سن یوشہ گھر مٹے پھیر کر  
 گیا تھا خوش سوں جو لالہ عذار  
 چنتا غم کی پر سن سوں بازی کیا  
 مل انجواں کے طوقاں میں شر شور سوں  
 پھوٹیا تس طوائے سوں بدھ کا جہاز  
 بڑیا فکر کے بحر کی موج میں  
 بھو جنگ تس میں بے طاقی کا پڑیا  
 گیا ہوش تس بس کرے تاب میں  
 دیکھت شہ کا یو حال رانی ہو دنگ  
 گراہت بچن سوں ولسا اول  
 دکھانے اسے دکھتے شکہ کا کنار  
 کہی سن کے لے جگ بتی نیک فن  
 نکو کج اندیشے کے پڑاں خیال  
 وہ درویش کوں بیگٹھننے کوں جا  
 سچ فیض بخش سں ہما کا نشان  
 بکھا دیکھ اندھا را اچا لا تمام  
 جو ہو وہ ہما صید خچ دام میں

نہ لے کچ بی چپ پھر چلیا وہ فقیر  
 کہ نہ لے چلیا بھیک ہے بھید کیا  
 کھیا یوں کہ کہہ حج سوں او شاہ من  
 مجھے دیکھتے پھر چلیا کیا بدل  
 دیا یوں مٹھے لب سوں کڑوا جواب  
 روائیں جو دیوں باغ کے گھرتے نیر  
 خجل ہو چلیا جیو کوں دل گیر کر  
 پھر یارخ ہو سب زعفرانی نزار  
 کچن زخم سوں پھوڑ تازی کیا  
 اساساں کا بار اچھوٹیا زور سوں  
 ڈوبیا صبر و طاقت کا سامان و ساز  
 ہوا دنگ ہر موج کی فوج میں  
 گلے دا طحینڈ وادک بس پڑیا  
 ڈوبیا جیو جا غم کے گرداب میں  
 سو ہمدرد ہو دھر کے سچ کھلی ننگ  
 سچ گئی یو قصہ ہوا سو سگل  
 نصیحت کا تختہ سٹی بدھ بچار  
 کھیا کیوں توں چپ میں ہلا کی میں سن  
 کمر بند ہمت سوں آپسی سنبھال  
 جکج من کے مقصود سو اس نے پا  
 سعادت کا جس اوچ ہے اشیان  
 تردد کا سٹ جگ پہ جالا تمام  
 کرے شاہ مات اس دلا نام میں

چلاؤں گی میں نت ترا ملک و راج  
 پھر آوے سفر کرتوں جب ہو سرس  
 بجا مارتب تیرا پس بات سوں  
 بولا لیوں کر بہت سوں دربا ذکر  
 وہی نقش کر شاہ دل کے بچھا  
 لمن جاؤں درویش سوں ہر کے بچ  
 چلیا یوں وہ جوگی ہو پردیش کوں  
 سو کچھ کول ثابت توکل کیا  
 سنگی کر لیا آہ کے دم کی ہاں  
 کیا جلیں زنبیل ادک ہوش سوں  
 لیا راگھنی بگ تلیں آن کر  
 چلانے ہوس کی دھونی نت سگل  
 بھوکا کر جبکا نے سنگاتی کیا  
 گھنیری چکر تیز دعوات کے  
 اٹل قصہ کی بہت مُتاری کیا  
 لیا عہد شس خیالوں کے چیلے سنگات  
 ہو خادم منگن یوت کی دان کوں  
 رضا لے چلیا کام پر ہو بجد  
 لٹکنے لگیا چرخ کی باؤ لگ  
 جھگانے لگیا نین کے نیر تے  
 پڑے پھول نازک یہ جیوں شے اوس  
 نت انپاچ ایس رگت ماس کا  
 دسے شیر تے جلد تر ہو سیک

توں آوے تلک عقل سوں کر علاج  
 چھو تل ٹنگاتی ہوں میں یک جرس  
 نشانی سوں آکر ادھی رات کوں  
 سنوں میں وہ گھانٹی تے آواز اگر  
 بچن نا جب عقل سوں کی ستار  
 دھندا نا امید کر دل تے تیج  
 پھر کر سوشا ہی کرا بھیس کوں  
 کنٹھا سخت محنت کا اپ گل کیا  
 چڑھایا سوتن پر قناعت کی راک  
 صبور کی مڈری دیا گوش کوں  
 یوں راحت کی دنیا کوں مرگان کر  
 لیا حرص کے بھاڑے کوں بغل  
 اپس نفس میں ران کر سنگ کیا  
 دھریا خوب ہتیار کر بات کے  
 کمر بستہ ہمت کا بھاری کیا  
 دھرن جلد ہر کام میں تیز بات  
 مگر پاک نعمت کی اس کھان کوں  
 کر اس دھات اپس من کے نہیں متد  
 رکھیا سرو آزاد ہون میں بگ  
 رھنے تازہ سب کھ وہ یکدھیر تے  
 دھریے نرم یک یوں پھلے دکھ سنوں  
 کیا توں کون بھوک پیاس کا  
 سدا بھوک ہو رہ پیاس کا سونک

سبک سیرالپس کرے جیوں یوں  
 ہریالی پہ سوئے سٹے نس کون کاٹ  
 فلک اوڑنا تو پیدر کا لحاف  
 جلا گرم دل رہی ہوس کی دھونی  
 جو نس دن کے بیوند سوں ہو گرج پڑ  
 رہیا سکھ ہو کاڑی ساڈن کینج  
 رکھے پڑ تو کل کا کچ کول جسم  
 بجاوے سنگی آہ گی دھیان دھر  
 جو من بھائے تو تدا سے تو ت بھائے  
 کرے صبر شش حلم کی دھر زبیل  
 پھر آوے چکر مار دعوت کے  
 چلے باٹ مشکل پڑے جاں اگر  
 سٹیا باٹ کے ڈاٹ میدان تنگ  
 چلیا دھیان دھر بولتا آب آب  
 دیکھا بیج بن بیج ماراں میں جا  
 ندیکھا وہ گس مار کی بھن میں من  
 نہ قلمت میں پایا وہ آب حیات  
 نہ دسنے لگیا آپ اپس جیو یوں  
 کرے سب وہ ثابت تو کل سوں پت  
 لگی دھوپ سودور دیکھا بچھا  
 دیکھت خوش ہو اجل کے جا اس کے دھیر  
 ہوا ڈاٹ نہ ہوئے نس دن سبج  
 سو لکھن پنکھی مل کریں جم انند

کرن تل او پر خاتوں ہو رچمن  
 گھٹا وے سو گھٹ ہو گھن دن کو باٹ  
 اٹھی جھیں سو گھائی ہریالی غلاف  
 بیت نس کون دن تے پڑے جب ہونی  
 وہ محنت کا کنتھار کئے گل پکڑ  
 ریاضت کی نت راگھ سوں مانج تن  
 متاجات میں حق کے بہت کھول جم  
 رکھ آسن کی راحت کون مرگان کر  
 کہ اس نفس کا سگ جو پھر جوش لیا ئے  
 جو کئی ناسزاکوئی زبان چھوڑ ڈھیل  
 سنجی پالبتیات و آفات کے  
 خیال لاں کے چلیماں سوں تحقیق کر  
 گیا کئی ملک چھوڑ ڈھنڈ ڈھنڈا لنگ  
 سو پیا سے غن دھوپ کی یا سراب  
 ڈھونڈ یاد و فکر اں کئی سو غلاں میں جا  
 نہ پایا سو وہ فعل کس کھن میں پن  
 نہ لگیا پیرس تیس اجالے میں بات  
 رہیا جیو با بیج گھٹ گھٹ کے تن  
 ولیکن جتنی کچ کھڑی سو بیت  
 قضا اللہ کی دن خوش یک بن میں جا  
 دے حوض یک باغ سوں بے نظیر  
 سو حنیت ہے ہر عشار سے چھاؤج  
 لگے ہیں سو میوے بھرے رکھ بلند

گلاں سے چن ہر منور اچھیں  
 جنم جگ جو تھے رکھ سو گلشن کے پاس  
 جن پنج جو کج وہ سنگ جم اٹھے  
 سودہ دل جلیا دیکھا آرام پا  
 گھڑی خوب یک واں گمیاں جگ  
 سنگ بن وہ یک بار روشن ہوا  
 سورج نور سول تس رہیا ہوسیا  
 ڈریا شہ کہ آئی قیامت مگر  
 نظر تل پڑی نور سوں جھانپنی  
 تلک وہ پریاں تن سوں کسوت اوار  
 کنگ وقت پرشہ جو پھر ہوش پا  
 کہ موتی نکل سب صدف میں تے بھار  
 یقین تب ہوا اس کون یوں پریاں  
 پچھیں دل میں اپنے یوں تحقیق کر  
 پریاں نے اوتار یاں سو کسوت سنگل  
 کنگ وقت کو جب پریاں تیسو کر  
 دیکھے بھار پر نہیں ہو کسوت نہیں  
 یکا یک ٹھکیاں ہو رھیاں بے قرار  
 تب ان سات تار یاں کوں کیا ران  
 ریس میں اپنی ہو رھیاں فگ یوں  
 پریاں سخت عاجز ہو پوشاک باج  
 کھیاں کون ہو توں سو کہہ بیگ بات  
 اگر عیش دنیا کا ہے تیج پہ بار

سوبا سلاں سوں بن سب معطر اچھیں  
 ہوئے تھے اگر بھید نس دن سوبا س  
 سُدگ مشک عنبر تے کج کم نہ تھے  
 رھیا پال پر بئیں دھر تھیا لوجا  
 پریاں سات اونتریاں واں انگ  
 رتن کھن اچالے سوں گلشن بد  
 ادک تاب سوں جل گیا قرص ماہ  
 کہ ساتوں ستارے پڑے دھرت پر  
 چھٹی تن میں تیس ہوں سوں کانپنی  
 گکیاں تیر نے حوض کے جل منحصار  
 اسی بھار بھی دیکھتا ہے بچھا  
 ڈھلکتے ہیں نقرے کی تھالی منحصار  
 ہو ریاں ہیں یاں تیر نے گن بھریاں  
 کہ ہے ان کون نو گھنڈ کی سج خبر  
 ہلوں دست کر بار بیٹھا بعل  
 دیکھیاں اپنے کیریاں طرف پھر کر  
 وگر ہے تو خالی خلل تے نہیں  
 کہ یو کاں تے بیٹھا ہے آدھن ہار  
 سیہ کر سٹیا دھر کے غم کا گران  
 کہ اب نیر تے جا سکے بھار کیوں  
 پھرا رخ کون سر بھیں دھریاں لا علاج  
 بن شدم پر چپ جو کیتا ہو گھات  
 یکس کون جن میں سوں کو اختیار

پڑے جس پری پر ترا بول آ  
 پریاں کی یوسن بات شہ دھیر کرن  
 کہ نہیں آج سودھن پہ کچھ مچ طلب  
 فقیری مئے گرچہ یوں آج ہوں  
 سرب کھ سوں مچ گرچہ دل باغ تھا  
 قضا للہ درویش صحرانشیں  
 کرم کا سوا دل جگا حیران  
 وہ چمنے کی گفتار درویش کی  
 میں آخہ ہوا اس درد سوں علاج  
 وہ گلشن کوں پانی اپس خار کو  
 ولے مچ پہ لکون ادک ہوئے رنج  
 تمن رہ نہائی تے انجن جو یادوں  
 جو ہو تل عنایت مچ اس گنج تے  
 پریاں سن بچن یو گھڑی چپ بھیاں  
 جگست میں خیالوں کے قاصد تمام  
 لگیاں بولنے یوں یکس یکے دھیر  
 دمنی لغمتاں کا وہی آج ہے  
 چرنہ سے دندے ہو یکے دل تمام  
 آپس میں اپنی خوب گریوں بچار  
 کہ اے مشہ کچھ اس بات کا غم نہ لیا  
 گھڑی یکے توں پھر بیس دھیر ہو چک  
 ہمیں ہو یک دعدہ کرتیاں اب  
 یک یک زلف کا تار ہر تن اتال

ہو خوشنود یوں ہمیں بات اوجھا  
 لگیا بولنے یوں دندن سوں بچن  
 پڑا ہے مرے سرو لے یک سبب  
 ولے یک بٹے ملک کا راج ہوں  
 نہ تھی نسل سوں پڑا داغ تھا  
 مری بارگہ پاس چل آ یقیں  
 چپ آخہ گیا داغ پر دے کے داغ  
 کی تازگی پھر کہن ریش کی  
 نہو خوب جان اس کے مرہم باج  
 یوں ہو کے کرتا ہوں جگ تل اوپر  
 جو کس کھنڈ کے کچھ میں ہو وہ گنج  
 تو ہو مچ عیاں بے شک اس میں کھنڈ  
 غنی ہو چھٹوں فقر کے رنج تے  
 ہو ر اپنے میں آپنی تصور کیاں  
 رواں کر کیاں سچ اسی کا مقام  
 فلا نہج بن نہج ہے سوفقیہ  
 جسے جن ہو ر ایش کا راج ہے  
 اسے سیوتے ہیں جنم مل تمام  
 کیا شہ کے سب ساشے یوں قرار  
 ہمن کیسوتاں بیگ دے ویں پھرا  
 لجاویں توں ماریں تلک یک پلگ  
 پھرے گا توں مقصود یا اس تے جب  
 جو دیں گیاں سو حیون جتن لکھ سنبھال



جلد بیچ میں سب ہم ٹھانوسوں  
 سلامت ترے ٹھارا پڑ آئیں گیاں  
 پھرادی وہ سکوت وہ تاراں کے بات  
 تلک وہ پریاں کسوتاں سوں سحر  
 وہاں تے ہوا میں چلیاں وہ پریاں  
 یقین وہم پریش دستی کیاں  
 اپیں ہو رھیاں غیب اس بن منجھار  
 جہاں پروری جس سزاوار ہے  
 دکھایا وہ ویسے کی صورت کا ٹھانو

صفت درویش روشن دل کی پورا اس کی غنایت کی  
 پورا آوے شاہ لگ فن سوں چلائے راج سورانی

کرنے فن کی یوں برسوں شیریں تریاں  
 وہ پایا اسی سرتے تن من میں جیوں  
 وہ درویش سرمست کامست بن  
 سنوار یا تھا باغ کی بزم کوں  
 طبق سبز میں جام جیوں مئے بھلے  
 وہ لبریز تھا جام تے نس شراب  
 متی ہو کے جھلٹے اٹھتے ات بے خبر  
 کوپیاں جین کیاں لے پھریاں رنگ رنگ  
 رکھے بزم مئے بھر ہر ساقی صبا  
 کناں ہو کے مستی سوں رنگیں عذرا  
 عرق بیچ رھیں غرق مدہوش ہو  
 نگاراں ڈولیں مست پھل ڈال کیاں

وہ تاراں ملا سب ہم ٹانوں سوں  
 تو لے حب کی ات سوز دھرائیں گیاں  
 سنیا سونگی شہ کوں یوں خوب بات  
 وہیں پھر کے بیٹھیاں اکھیاں موند کر  
 ابیں گرد ہوش کو میاں نے دھریاں  
 نہ کیں فکر سے پل کی بستی کیاں  
 اوتار اُس کوں درویش سستی کے ٹھار  
 عجب جگہ کا خالق سکت دار ہے  
 کہ جس کام کا نہیں سمجھتا سونا نو

پنر مند اس باغ کا باغیاں  
 گیاں چھوڑ وہ شہ پریاں شہ کوں جیوں  
 دسیا جب نظارہ کیا جو گدھن  
 مگر جگہ تے گوشہ پکڑ عزم سوں  
 سہیں حوض پر ہر جن میں ہرے  
 بھتا تھا نہ چھناں میں جو گرد آب  
 وہی ہو ہر یک لکھ کے تن میں اثر  
 سہاویں کلیاں یوں کنول کیا سمرنگ  
 پیالیاں سوں خوش چنپی جا بجا  
 دیکھت مئے وہ تر گسٹن نکھ پیار  
 کریں خارا پس عشق کا جوش ہو  
 لٹاں چھوڑ سنبل کے خوش بال کیاں

کلیاں پر ٹھنڈا نیرسٹ چھب سوں ویں  
 کرے نرم کون تازہ پھرے درنگ  
 ہو عطر بون برگ کا دف بجائے  
 سو سرخاں دیویں کیخو سرخوش گلا  
 خوش آواز گنجشک مل چھب سوں سب  
 لگین ناچنے مور ہو بے خبر  
 ہو ادھر کیوتر کولاٹیاں میں آئے  
 ادک خاتیاں کے دلاں ہو کے چاک  
 بہار ہر جنس کے جانور  
 پرندے درندے چرندے تمام  
 ہوئے خود اچھیں حال خود میں عجیب  
 رہے طبع کا صاف درویش تھا  
 کرن زندگانی کی راحت افح  
 محبت کا جم تن کوں جڑوا شراب  
 موجد ہوئے یک نہ جانے دو جا  
 یکٹ دھیان کی دھن پہ خوش آن دست  
 جگا کر اپس شمع سے نور کوں  
 توہر صبح و پر ہلاتا نکل  
 دھراپ من کے منکے پھرات میں  
 تل یک فصل و درسن تے پڑے تپ بعد  
 خوش یک حال میں رہ کے نس دن نہٹ  
 سچیں کاں اسے جگ کی پر دالچھے  
 سب اس برم کا بھاؤ خاطر میں آج

ہنسا تس مکدر او نیند یاں کے تیں  
 دھرے جن میں سرے خوش راگ رنگ  
 پیہا و کوئل نول تان او چائے  
 کرین گوک کوک کے دلاں ملتا  
 کلیاں کے خیمے رنگ ہر رکھ کون تب  
 کریں حال لوٹن نکل رقص پر  
 پراں جوڑتا لیاں سوں دستک گل  
 اچاویں ہر یک دم وحدت کی پاک  
 ہر یک بھانت کر نقل شیریں ثمر  
 چہ بن کا مئے خانہ جن کا مقام  
 سوہر تن وہ درویش کا لکھاداب  
 رہ راست میں جس قدم پیش اتھا  
 اتھا سچ سنگار بے شک کی سچ  
 دیا تھا جہنم من کوں مستی سوں تاب  
 کہیں ملحد اس جن جو دو جا یو جا  
 اتھا گنج خلوت کی عشرت میں مست  
 رکھا تھا سو پرواز کر سور کوں  
 پڑ نہار تھا تس نظارے میں جل  
 رکھا تھا لباب راز کی بات میں  
 اتھے من من دل کے چک دھن صند  
 ہوئے غم اتھا جگ کے دھندے کوں سٹ  
 جینے خط میں معشوق کوں پالچھے  
 ادب سوں چلیا پیش مجلس پچھان

سو کو تیج تس یزم پرتے گون  
 اُنکلتا اُنکلتا چل صاف بصف  
 یقین سر و آزاد کا دھر کے بات  
 یون نیس کی شے کا تن میں اثر  
 گیا بھول آپس کون ایس دھیان ہوں  
 دل اس کا صفا اپنا درپن کیا  
 ہو قطرہ پڑ اس صاف دریا منہار  
 سمج پن وہ درویش روشن منیر  
 ہر یک روز محشر کے دن تے کٹھن  
 ہوئی دیکھ لی شہ تے خدمت عیاں  
 لگیاں بولنے یوں کہ لے شہ فقیر  
 یک اوتار پھل ہو سو اس کے اوپر  
 پڑیگا اوپر تے یوں رہ بہت پیار  
 بچھیں جمع دھر کر توکل پہ دل  
 نہیں شک جو ہو فیض پروردگار  
 یوسن بات کر شاہ سرتے سرن  
 پیار یا سو بہت آپڑیا تس منہار  
 نکل یزم تے بن کیسی بھار  
 معشر سو وہ زلف کے تار کون  
 نکل آکے حاضر ہو یا شاہ کن  
 کنگ گیار کائن سو بے جان تھا  
 میجا من اس کے تن میں پریاں  
 سخواب یک شہ کی رانی کی بات

وہ درویش کون دیکھ کیتا سرن  
 مل اس خادماں میں رہا یک طرف  
 کیا قاتمی جوڑ چھاتی پہ مات  
 ہو سرت ڈولتا رھیالے خبر  
 اوٹھیا جھوتے بہت دھر کے ان مان ہوں  
 ایس ٹھاکرت تس میں رہنے دیا  
 مدد میں پیسے کی کیا بستی ٹھار  
 ستم کی کیا کہ نہ دیکھ اس کے دھر  
 ہو گزرتے جو چھ ماس یوں رات دن  
 تب یک دن وہ درویش ہو مہرباں  
 تے سر پہ ہو رکھ سو دیکھ اس کے دھر  
 توں کر تیج تس پر طلب کی نظر  
 وہی لے کے اپنے منکر کون سدھار  
 کر اس خرچ یک ٹھار رانی سوں مل  
 تیج امید کے رکھ کون آوے تو بار  
 پھر یا کواں تے ہو رکھ پر رکھیا نین  
 بجالیا بہت مشک پر وردگار  
 تب یک ٹھارتے ڈھونڈ کر آگ لیا  
 چلاتے وہ ساتوں پریاں ٹھار سوں  
 پھر یاں شاہ کون لے وانج تے دھر یوں  
 ہلاکی میں پڑ جگ پریشان تھا  
 پھر یک دم میں لایو سرتے پھر یاں  
 چلتی وہ کیوں لگے کر کے ٹھات

جس ٹانگہ سی رات یک بام پر  
 کری یوں نگہ میں خبر آشکار  
 بچن بول سکتا نہیں ہو کے مند  
 تنگ آئے دیکھے تو کس کا درس  
 پریشاں ہوئے سبک من جیوں یوں  
 جو تھے جگ میں نامی حکیمان بلالے  
 دکھانے لگے سب مل اپنے سہر  
 اتارے سٹانے لگے بے قیاس  
 حیلانے فکیلے طلسمات کے  
 دیوین بھیج سب بی وہ رانی کے پاس  
 وہ سب بارواں رکھ کے یک ٹھارنت  
 ہر یک بھانت ہر روز دیوے جواب  
 اپنی سبے رنجور اچھے شہ سب  
 پڑے نیسی تو ہر شب انگلی لچھے  
 بھرے دکھ کے چھایاں میں چند سوگال  
 ہوا رنگ دھر عین چند رکاتن  
 ستارے کرے رہنا نین نت  
 برس بعد یک آئی سرخ زین  
 چھچھے پریشانی کی گھانٹا بجا  
 رکھیا تھا چھپا کر جو تیر و بھان  
 چلایا لگا تیر تیس گھانٹ پر  
 جس کی زبان تے صدا سن اپار  
 سویا شہ کے درپن کی نعمت برس

کہ جس رات وہ شاہ کیتا سفر  
 محل بیچ پردے بندھا ٹھائے عمار  
 ہوا سہے یکا یک جو شہ درمند  
 سدا دھیان یکٹ پن کا دھڑا پس  
 جب ارکان دولت سنے یو بچن  
 اسی وقت ہر ٹھار قاصد بٹھلے  
 جیتے جاں جو سی بی سن آئے کر  
 منتر ہو رختروں سوں سچ بس کی راس  
 دیوین بھیج لکھ کاں سو دعوات کے  
 حکیمان بی کردارواں خوب راس  
 ولے دھن وہ تعویذ و طومارنت  
 دکھا در دکا طبع کوں بیچ و تاب  
 بھیج جگ تو یو غم نہ سہ کیا عجب  
 وہ کئی دن تو یوں چک اسوں دنگ لچھے  
 ہوا رنج د جو تھا سور لال  
 اٹھا لکھ سو سورج کے درپن من  
 برہ کی جلیں بار ہر رین نک  
 بیت تھی اسی دھات رانی پہ پن  
 خدا کے کرم سوں وہ پھر شاہ آ  
 جو یک ٹھار جاتی تیرا کر نشان  
 اسی ٹھار شہ آگماں چاق کر  
 جو رانی اٹھی سال کی روزہ در  
 چل آپ کی کھولا در ہوئی سیر بس

سیرہ کی قیامت کی گھڑات عذاب  
 بکٹ باٹ کا لگ انکے بل صراط  
 بلایاں کی جاسخت دوزخ میں پڑ  
 نورانا تن اس کا جو تھا عین ماہ  
 سو ہونے میں تیس پر خدا کا کرم  
 دی بھو مان مل چھب کی گت لے لے  
 دھرن جنت عیش کے کام میں  
 لباس گدا کی کو کرتے دور  
 پنا کیسوت تازہ تن کے منجمار  
 سنوارا پیس کھولی نہ لگ موج نہیں  
 لے بھو صدق سوں ناؤں کرتار کا  
 دو تیل وہ امید سوں بانٹ کر  
 جو حق گن نول شہ میں نیسان کا  
 جو بادل خوشی کا مدن رت سوں بھر  
 خدا کا کرم ہو کے تب بے شمار  
 نول سیج پر یا کے رنگ رس گھنے  
 جو کچ کام اول تے آخر گھٹایا  
 دیکھت لہجہ ادک شہ کے ہرین میں  
 کیا شاہ نے جب وہ قصہ تمام  
 ترے پر بی کیا تھا سوا حال بول  
 کہ حج بن اٹھا کیوں یوا حال جگ  
 بچن سن کے وہ نار گنیمہ من  
 کرن قصہ اظہار نس لہج کا

گنہ کار خمتاں تے ہوئے حساب  
 نچل سک تل یک عقل کا احتیاط  
 ادک دھوپ کی آگ میں جاسنیر  
 ہوا تھا وہ دیو رشب تے سیاہ  
 وہ رانی ملک طبع فرخ قدم  
 پکر پرت نکال اس بہت تے اسے  
 لجا حومن کو تر سے حمام میں  
 ڈھلا آنگ تس تن گرے رشک سر  
 لجاں آرم سار مندھر سنوار  
 پھر آپس ملی ہو کے جیوں حور عین  
 نکالیا وہ شہ سیوہ اوتار کا  
 کیے خرچ سکھ سیج پر نار و نر  
 ہو ر اس نار میں جسے عمان کا  
 برستے وہ گنیمہ دریا اوپر  
 جیا در مبارک مدت کے منجمار  
 لگے تب یکس حال یک پوچھنے  
 وہ سب کھول شہ سرتے قصہ پڑھیا  
 لے آئے لگی نیر پیس نہیں میں  
 گلیا پوچھنے بھر کہ اے نیک نام  
 چھپا کج نکوراز کا گنج کھول  
 چلیا ہو یو کیوں لہج کہہ آج لگ  
 لگی بو لے کھول اپنا بی فن  
 کھلے درتداوی کرے گنج کا

بھونگ سا لیس دھن کا قعر دراز  
ہوا دنگ بے ہوش ادک لگ عجب  
دیا اتنے سوں چھاتی لگا  
سوں سکھ سوں کر دکھ فراموش تب

نکالے سوئس در کون کرتیچ باز  
دیکھت زہرا تودہ شہ قعر سب  
تردد پہ اس کے بیٹھا مرجھا  
پتے مل دونوں حظ سوں پھر جا ہیج

## بیان مجلس آرائی و آنا تحت پرشہ کا

وہ شہ کون دیکھتے ہوئی سو جگت کی باتیں مہلانی

نکالیا جو کنجن کی جی تم تے کوک  
ہوا ریز عالم میں چوندھیر سب  
بھریا شش جہت سر تے کنجن کا نیر  
زرافشان کسوت تے پکڑا جھلک  
دھرے سد جو مخمور تھے رین کے  
نیچے شہ کے دربار کطل و دہل  
کہ شہ خوب ہو آج لیتا ہے تیر  
ہوا سر تے عالم پہ یک روز عید  
گھرے گھر ہو یاں مستعد نعمتاں  
ملے سبھے ہو پڑے صف بصف  
کہ جیو ہر خوسے تن میں سر تے بھرے  
محلے محل خوش آرایش کرائے  
دکھائے زنگارنگ گلشن چھل  
پڑیں قس ادیر تو رہیں سد بسیار  
دما میرے لگے گا چنے سا جنے  
لگے بانٹنے لاد راج ات ملی

صبا شرق کے پال کے پل تے تھوگ  
البتا نکھل نور کا نیر تب  
تہی تھا سو یو جگ کا حوض غدیر  
سیا ہی کو چھاتی تے دھوا نلک  
کواڑاں کھلے خلق کی نیں کے  
ہوا سو صبا سن یو مژدہ نول  
ہوئی بات مشہور یوں خلق دیہر  
سنی سو خبر یو خوشی کی سعید  
تنے تن پہ ہو تے ہے نوے کسوتاں  
خوشی کے ہوئے بانگ چاروں طرف  
مگر یو خوشی عیسوی فن کرے  
بے عالم کون ارکان دولت سب آئے  
بچھانے بچھا جا بجا ہر محل  
بھنور چاک کے جیوں پر یلک کی پیار  
ہر یک جنس با جے لگے با جے  
شکر شکر کی خلق کون ہر گلی

ہوا انجمن جگتے جب زیب دار  
 تھنے ہو رہے دیکھتے رش کا بکھ  
 جو تھے روزہ سب درسیاں کے مین  
 کرن شاہ نظارہ ہر یک سب  
 خوشیاں سو بٹے ڈھال ہو گچ متی  
 بھڑے سنگ سنگ کا وہ ہمدست ہو  
 کیونتر کیے بازی گازیار سوں  
 جکج جس مئے تھا سو کال ہر  
 پچھیں شاہ عالی نظر بے گمان  
 حریت ہو رہا ہر ترنگ ہو رہتی  
 وہ کان دولت جو ہمدست تھے  
 وتیاں کوں ہی شہرے تو کر سرفراز  
 چلے دل جو نہ سہ کے غم کا زوال  
 وہ یا چھانو مشہ کے کرم کی ایار  
 کہ یارب بلند چرخ تے بے نظیر  
 کہ سر سبز ہو جم یو رکھ نام دار  
 کہو کوئی بی دیکھیا جو داتا را پاس  
 جینے صدقے حق سوں حاجت دھرے

بیاں شہزادہ پنجا سوہاس کا ناتو نہر رکھ  
 جنم کا لکھ پتر دیتے جو طالع کھول کر گیانی

نکالیا ہو اس دھات در عدن  
 بدھیا وہ مگر بحر میں چھب کی تو کی

درا نشان غواص بحر سخن  
 جو خوبی سوں پوئے بھرے ماس نو

بیکھا شاہ تب آ کے مجلس منجھار  
 کیے جیو بلبل ادک پا کے سکھ  
 ہوئے میر سمجھے کہ ہے عید اپن  
 تما شیخ ہونے لگے ات عجب  
 کیس یک سوں جھو جن لگے اپ سستی  
 ہرن چھٹ چیتیاں پر پڑے مت ہو  
 پیسے جوت سورج کے پرواز سوں  
 رچھائے دکھا شاہ کوں سرسبر  
 کیا جگ یہ سورج غن درشاں  
 ادک جگ یہ بخشش کیا جگ بی  
 جو اس دکھ کی گرمی سوں دل ہر  
 گھنے ملک دھن دے کیا بے نیاز  
 زمانے تے تھے سو پریشان حال  
 متکے حق سے یوں دعا ہت پیار  
 توں اس رکھ یہ بھیج اپنی رحمت گائیر  
 دھرے زندگانی کا خوش میوہ بار  
 منگیا ہونے ان نیں پرو یا ہے آس  
 وہ بے شک رواں سب وہ مطلبے

نکاح منگیا جگ میں گو ہر عجب  
 زمانے پہ پھر نوجوانی ہوئی  
 مشکل چاو کرنے لگے بے قیاس  
 منجم ہوئے بھار حاضر سگل  
 سہرور سعادت بھرے بات کی  
 ستارے وہاں سعد سب بھرا تھے  
 ہوا تھا ادک لوح تکسیر سوں  
 ہوئے سعد با سعادت کا قراں  
 جگت پر کیا تھا کرم بے حساب  
 ہوئے تھے سگل جلد گر کوہ و تل  
 بچھایا تھا بھیس پہ بھولا کا سیج  
 گمیں رقص و نغمے سوں گلزار میں  
 تولد ہوا شاہ گھر کنور  
 سہیلیاں جو جیتیاں اٹھیاں دھڑیں  
 لیے کھ منجم اسی بل کون تب  
 انکھیاں سب کی مویاں گیاں سور میں  
 رخصت ہوئے ظلمات جو تھا ملک  
 سٹیں کر کے جیو کے رتن رونما  
 چھو گیا خوش ہویوں تن میں کون مائی  
 دیا روشنی نین کے نور کون  
 جو اُس کن منگیا کھول دامن گلن  
 گیا دکھ سو دیاں نمن جگتے بھار  
 ہر یک بھانت باجے بی با جن لگے

سعادت کا ہو وقت غماض جیب  
 قبیلے پہ سب شادمانی ہوئی  
 ملیا خمیل خانہ وہ رانی کے پاس  
 اوتھج کی گھڑی بوجھنے تیں تول  
 ہوئی دائی حاضر تول دھت کی  
 جو تر بیع و تسلیم کے گھرا تھے  
 گلن سعد تاریاں کی تاثیر سوں  
 جو تھے خنس اکبر سو وہ بے گماں  
 اپس تخت چڑھ دھر شرف آفتاب  
 اسی تیج پاکسوتاں بے بدل  
 نو لیا رنگ آمیز ہنگام بھیج  
 حبادر بی ہر جنس ہر مٹھار میں  
 سو ویسے سعادت بھرے وقت پر  
 سمجھنے منجم گھڑی وہ سرس  
 بجایاں ہر جس جلد اُسی وقت سب  
 سکیاں دیکھتے اس نول سور کیں  
 کیا نور تند جگ میں ایسا جھلک  
 کتے وقت کون جیب دکھیاں ہوش پا  
 خوشی کی خبر جیوں کہ شہ پاس آئی  
 اپیں اٹھ کے آدیکھ اُس سور کوں  
 ہوی ریزکیوں دائی پر نور تن  
 کیا سکھ وطن واں عزیزاں کی سار  
 دامے یو شادی کے گا جن لگے



گنایا بڑی میزبانی یو شاہ  
 ہوا عید نوروز پھر یک نوا  
 بلایا انکے سب میاں کی صف  
 جسے حل تھا زچہ دیتک پران  
 رکھو شاہ زادے کا یک سعد نانو  
 رکھیا نانو اسی کا سو منہ کنور  
 ہوا خوش سچ بخت میں بنے مثال  
 شہ یک حیت کا ہو نہارا دسیا  
 دیوی کے رعیت غن باج سب  
 پھر آوے فلک تیں جو کچ پھیر سوں  
 اُپر سے نہ حال یک رتی جو رمیں  
 نہ جڑ ٹھو خاک بی دھڑ کے کوئی لگن  
 بھتے نیر پر کوئی جیں جبین  
 ٹکڑی بہم کچ بی قس امر بن  
 نکلے سو چودہ رتن پھر کے مت  
 بن اس سرور میں آیا اٹل ایک خطر  
 خطر ہونے بار ایت اس پاس ہو  
 چلے اڑ کے یو باغ شاہی تھیں  
 جھو لینگے خوش اس روپ پر کئی بھنور  
 پھر آوینگے اس لگی کون کمل کے حال  
 پھر آوے ہو پروردہ اس بن کے دھر  
 کریگی سو پر حال اسے مبتلا  
 یو باد خزان پا، ہو اُخار زر

شکر بانٹ کر شکر دی بارگاہ  
 ہر یک خلق پانے تے عیش دیوا  
 پچھیں شاہ پھر آ کے مجلس صرف  
 جو سرسری میں جس نا تو تھا گن نہاں  
 کیا خوب تر دھر الپس من کون ٹھانوَ  
 پچھیں خوب تقویم پر دھر نظر  
 پچھیں اس کے طالع دکھا کر خیال  
 قوی بخت کا تیس ستارہ دسیا  
 جسے مان نو کھنڈ کے راج سب  
 کر گیا جہاں زیر شمشیر سوں  
 خوش اس کی عدالت کی رتی دور میں  
 نہ اس امر تے بھاس سکے پون  
 نہ دیکھینگے تس ظلم سیتے کرھیں  
 کریگی زباں قید اپنی لگن  
 نہر کا تو ڈر یا وہ سچ آئے ہت  
 اتھا گرچہ بے مثل پون بخت ور  
 کہ چودہ برس دس پہ یک ماس ہو  
 او جاوے بلا کے جو خطرات ٹھوں  
 پھر لگا سو بیچاں سوں کئی ملک پر  
 پڑینگے گھنیری بیت کے زوال  
 سلامت وے سب کے ہاتماں تے پھیر  
 ویکن سو ہے لادوا یو بلا  
 منجم یہ جو عین تھا نو بہار

سو ہو تیج احوال اس کا تغیر  
کہ اے گن ندھاں اب کناج سوں ٹک  
دہی شہ کوں تسلیم کر گن ندھاں  
جنگ بخت کی اس کے سنا تھا جس  
وہ جب آ کے انہرے خطر کے بچن  
مجالس میں تھا تب حکیمیاں کا صف  
کھیا کیا ہے دنیا سے وہ بلا  
حکیمیاں اپس من میں خو ہیں بچار  
کہیا شاہ پھر یوں کہ اے خوش مقال  
جو ہے یک سماں پر خطر کا برس  
بھے تب حکیمیاں کہ کجا دھات ہیں  
اول سب میں ہے خو برویاں کا سنگ  
کبت عاشقانہ بی لے آئے عشق  
بھی ایسے کی دھات کر قید آج  
حکیمیاں کیے سواد اُنہ کے چھند  
کھیا یوں رکھوں کر کہ جگ تے نہراں  
جیہ ایسی لنگ بھیت ہوئی نہ پوش  
مجالس کوں یک دہرتے کے سر فلز

پوچھیا شاہ دھال دیکھاں کو دھیر  
یکا یک بچے کیا دسیا سکھ میں دگ  
جو طالع میں نکلا سو کیتا بیان  
اُس سنگ چڑھتا دسیا رنگ رسا  
مکدر ہوا و بچ شہ کا بی من  
نرہ سک پوچھیا دیکھ ان کی طرف  
دما نیں جو کوئی اس سوں ہو مثلاً  
سو وہ عشق ہے کر کئے سب قرار  
کہ کھیا جائے کس فن سوں بی پوچھاں  
وہ ہر کیوں توں بی سرتے لٹا یوس  
نیا تے سو وہ عشق کی ذات ہیں  
خوش آواز خوش رقص خوش لاگ رنگ  
رنگ آمیز ہر جنس سر جائے عشق  
رکھیا تو یو عقل کا ہے علل  
کیا شاہ ہر یک بچن وہ پسند  
نہ دیکھ کہ عین خواب میں آسمان  
تو کاں کر سکے عشق تس من میں پوش  
کیا اس تردد کی سری درکوں باز

بیان او جلا سنوارے محل جال اکھ منہر کوں

لگے تھے پر قدس کرنے بلاتے کر نگہبانی

کھیا ہے سخن صافیوں پر محل  
چھپا پالنے اپنے پوت کوں

سن ہار خوش طرح یو بے بدل  
منگیا شاہ جیل ککلت سوں

بندھانے محل صاف خوش طرح کا  
 بلایا وہ گل کار کل کارواں  
 ہنرمند فریاد سے سنگ تراش  
 لیے خشت ہو رگچ کوں چونے کی ٹھار  
 اگر ہو چندن کا جو بیٹہ پاک  
 بنا کاغذ فرخ گھڑی بوج کر  
 بندے پیشہ و زرخوش خوشیاں سن ہم  
 جھجے کھن کے منڈوے بلند مد لکن  
 چینی چوتھے صحن میں سجایے  
 پسا صاف المساس موتی ملا  
 جلا خوب پا جیوں وہ روشن ہوا  
 دے دن کے پر تو قہر توں تمام  
 لگے نیس کوں یوں عکس ماہ و فلک  
 بناتے وہ چہوں آرسی سا محل  
 پلنگاں رکھے جڑ المساس کے  
 صریراں و کرسیاں دھڑے ٹھار  
 صفا سچ ہر یک جو حق و لقریب  
 پلنگ پوش اندھیا رپاں پرے تمام  
 لہو اسیاں صفا صاف تکیے عمد  
 جیسے شمع فانوس اس میں انوب  
 دھڑے طرف ہر یک جلانے کون شام  
 دھڑے نور پر نور ہر ٹھار صاف  
 لگن کی نشانی بی جانے کون چھپ

گنت گاہ و عشاق ادک فرخ کا  
 بڑای بڑای کی صنعت گران  
 دھڑن ہاراپس فنی میں شیریں تلاش  
 زواد و صدف ہو ربلور آپ دار  
 پتھر تس میں بلور کے تاب ناگ  
 سٹے بانٹ بحر رنگ خوش صحن پر  
 طلبیاں کی مٹی دھر ہمارا نام  
 سفید آگینہ ڈھلائے سنگ  
 گلاباں کے گل کے سجے چونکے  
 گلاباں کے ہو دیے یوں جلا  
 چندر سور کا عین درپن ہوا  
 لگن ہو ر سوچ تس میں جیوں ہم گام  
 چلی لکڑی میں جیوں جہاں یک ڈھلک  
 صفا صدر تس میں کئے بے بدل  
 بہات اس گل بیج اکاش کے  
 ڈولارے منڈوئے لگے زیب دار  
 پر تو کی خھالیاں سوں تھان کون زیب  
 و تیاں کون بی اچلے قما تھان پر کام  
 اچھے لوڑو پالشت اچھے بے عدد  
 بلند عود سوزاں و پیری سٹرب  
 شفاف و بلوریں و سینما تمام  
 بن اویج کون رنگ نہ تھا بے خلاف  
 دیے جوڑا لگن بھر کے اچلے منڈپ

دیے شاپہزادے کوں تیریاں مقام  
 سو اس پاس جانے کوں ہویں فاپوش  
 امونک رتن صاف تس میں دے  
 لگے پالنے نت بہت چاند سوں  
 دھڑے پہلے چندرتے چڑتے کلا  
 سدا سیونے تیں محوسی بنی  
 لمیں ناں تلک چک وہ ان پان کوں  
 کرین خلق پر روز گو ہر نثار  
 سو ہونے میں لیاے معلم کے پاس  
 ہر یکہ موج تس فوج گن گیان کا  
 دھڑا س من کی سیپی میں مکر دکھائے  
 ہوا خط بنی مشہور تس بات کا  
 ہوا اور سادن میں بستم تے ور  
 اپن یکہ لکھو بھار بھنجن ہوا  
 پو عالم میں ہوتا سو کیا بکرواؤ  
 کیا پر ورش ات چھپے جھند سوں  
 سو بھیا بھول انپری یکا یکہ رات  
 پھرا کون کرتا ہے تدبیر سوں

سنوار یا گیا جب محل یوں تمام  
 اچھے سو جگہ کی سرخ زرباف پوش  
 جو ہر بست شہزادہ کارن کیے  
 چھپا رکھ کے بھل بھانک کے باؤ سوں  
 ہر یک دن صفا نور تس نرملا  
 ہو ماں یا پ تس سور کے درستی  
 نہ دیکھے لگ سس حسن کی بھان کوں  
 ہر یک دن کا کر شکر پروردگار  
 برس چار پر چار دن چار ماس  
 کنور تھانیٹ بحس عرفان کا  
 کہ جس علم کے ابرتے بوند آئے  
 کیا علم تحصیل ہر بھانت کا  
 لکھیا سب بی ترکش نبی کے ہر  
 سو ہر یک ہنر میں سپورن ہوا  
 پن یک تل نہ تھا فہم دنیا کا بھاؤ  
 سدا شاہ یوں گرچہ فرزند کوں  
 جو نکلے تھے پن اس کے طالع میں گھات  
 جو کچ حکم نازل ہے تقدیر سوں



نشہ کی کنگش ہے وزیراں سول چنچھاراں لے دیک  
کئے فوجاں جو غنیمتاں پوتعین ہم سوں اصل

ادک حسن میں رشک نوروز تھا  
ہوا تھا زمین و زمان نو جوان  
دیئے تھے سیما ہو پھر زندگی  
کرے تھے ہرے تن پر کسوت دھن  
سوار یا ہریک بن کی محبوب ادیک  
دیں آدے نظر میں اودیکھے تو یوں  
تکٹ کے کنارے کا والا صہریا  
ہر ایک پھول بست بینی اموں  
ہندی جید ریحاں کا سبزہ جوڑا  
ڈبل تے نیفشے کی پینی انجسن  
دسیا نقطہ تس دانت چھلنی کا خال  
کل اورنگ کاری ہے یا قوت کے  
ٹیلایا چ دیا قوت کا خوش نظر  
رہے باولیاں ہو کر نیچے ڈھلک  
چنبے اُن کھلے کالے در ہوئے  
کنوں ہوئے بل کڑی میں کے لال  
مکٹ مال ارکند کے غنیمیاں کے جیل  
گل چاند صاف آئینہ تاب دار  
جوا پھولسری کا چہ راج ہوا  
کریں تازی سر و خوش لاف بد

جو یک روز فرختہ نہ فیروز تھا  
یک یک روپ لے دھرت ہوا آسماں  
ہوا دیکہ گلشن میں پتر مردگی  
قبا ابر کی پر میں پین گلگن  
صبا کر کہ مشاطہ گی خوب ادیک  
صفا کا لوے بن کی چونہ پھر جیوں  
کہ پینی ہے محبوب رنگ رس بھریا  
زمین لے کہ گلشن کے مورچیکوں کھول  
چن مانگ سنبل پٹیاں میں چھوڑا  
کرے نیل شبنم کون کر مکہ منجن  
دیا سب کو رنگ پاں کا لالہ لال  
ہوے سیونتی سیس پھول روتے  
دسیا زعیب و خوبی سوں ماتھے پر  
دیس پھول سرے کے جھلکے الگ  
کرن پھول خوش گل قلندر ہوئے  
گل افتال جڑت کے ہیں جھال  
جو بن پر کی حالی دے جیو کی بیل  
رہیا ہو درسی دیکھتے بار بار  
طرح پاں کا پھول فالج ہوا  
بانے مسدنگ بن میں خواباں کے قد

گلاں سوں تو یوں جلوہ کریں اینک  
 سیہ ابر ہو نور برسیا سوتند  
 جودا کان کے خوش رنگیلے دسیں  
 ہوا حقہ لعل ہر یکہ انار  
 بھریا کوزہ ہر آب کا نیرسات  
 لبالب دسے جام میں خوش گلاب  
 ہوتے شالواں شربت کی کم کمی  
 پچھل جل میں شادو کے کھرائی تھنڈی  
 جھنسی طرفہ صندوق ہے خانہ دار  
 کلیاں پردہ کھیں انہی اتقاں میں بند  
 جو بن پر ہو کس گر خفیاں چنیداں  
 ہر یک موز کی پھاکی بچے پر ہوڑ  
 توش ہو رشیریں جو خوک دسے  
 بنے دیک بن کے بنے خوب دیات  
 زہے رشہ کا خلوت سر اول نشیں  
 جندرجہ بچا ہر چین صد لگن  
 شہنشاہ نشہ ہمار فرما کہ صدر  
 دیکھت تخت پر رشہ کون خوش ساز سوں  
 دل و جاں سوں غل بھول کے شادابی  
 کھڑا اندہ اقبال پوشہ کے پاس  
 قلک دوڑنے شاہ کے حکم میں  
 کہے آ کے عبر حضور کی تمام  
 درستہ کھڑے صف بہت آدیر

رکھے تھے جی خوب میویاں تے انگ  
 ہوئے سیب سے صاف پانی کا ٹنڈ  
 منور قندیلوں کے جھیلے دسیں  
 دسیں جامنیاں عقد نسیم کے سار  
 جوئے یہاں ہیں بھا کہ آب حیات  
 ٹیکتا ہے انجیر سوں شہد باب  
 لبان نرم کھرائی تے نسرانی جی  
 جھپٹے جوں کہ امرت دہی کی ہنڈی  
 بھر یا میوہ ہر خانہ بھر دل بہار  
 ہر یک مارنگی کے چھبیلیاں تے گند  
 دیکھیں رک کو چوٹی میں امرت پھولا  
 دیکھیں دسیں ایں انکلیاں جوڑ  
 ہرا بروے خوب بے شک دسے  
 منگے شاہ گنتے کوں خلوت سنگات  
 گلستاں سوں ہے صدر مخمل زمیں  
 رنگا رنگ تارے دسیں پھولیں  
 لگن کار تھے تس نشین کوں قدر  
 بڑھا دایکھی گاتے آواز سوں  
 نظر ہو رنج سوں لیا رنگ دسی  
 کرے خدمت آج بھی ہو کہ داس  
 کھڑا کھنڈیاں سوں کر بند اپن  
 کھڑے خرمی ہو دھر اپنے مقام  
 کتے مت گج ہوڑ کتے نہ شیر

جگوئی تھے سو مخصوص درگاہ کے  
 کہن پرور و برنائے نو خواستہ  
 یک یک آصف دھڑ والہ لقب  
 ہر یک بوعلی خوب تدبیر میں  
 سرب پائے سو تربیت شاہ سوں  
 کنگ وقت کوں شاہ و ملک دکن  
 ہوئے دور نا محرمات تب تمام  
 ہر یک مرد مخصوص احصا کا  
 اسطوائے دوراں چہ کہنا جسے  
 سیسے بات جس حل عقد شہی  
 زہے رائے زن رائے سولے مد  
 بڑا دور ہیں چشم خورشید کا  
 دیو تھار کر عقل سوں بے تفاق  
 یسار آئے جس عہد پر ساؤ چور  
 حق آگاہ و حق ہیں ادھر حق پسند  
 اچھے نیک نفسی جم اس جیو سوں فل  
 سکت جس دیکھے دل کو آرام بخش  
 سپہر سخا بہر نفس و کرم  
 جم اس ابر بخشش کو بارندگی  
 فقیلت کے تن کا ہے جیو جس کی ذات  
 طبیعت تے جس بات میں رس بھرے  
 کھڑک جس کے ہست جس کا فرمان ہے  
 کیا رہ پر جس صدق سوں دل کے دھانوں

ہوئے مجلس شاہ جسم جامکے  
 ہر یک فن میں ہر مرد کاراستہ  
 زمانے کا لقمان و عالی نسب  
 نہ بوڑ جہر ان کی تقریر میں  
 سب ایڑے سوشہ بہت تے جم جاگوں  
 کتے خاص خلوت کے خوش انجمن  
 رہے ملک کوں دین بار انتظام  
 وہی پیش خدمت میں شہ کے ہوا  
 تو او عین عبدالمحمد سے  
 سکت ملک کوں جس کی کارا گہی  
 یوں پرند نہار حکمت سوں سد  
 ادکھ نکلتے داں جام جمشید کا  
 کیو تر میں ہو رہا زمین اتفاق  
 دیوے عقل و شکر سوں شاہی کوں زلف  
 عقیدت منش شہ سوں خلاص مند  
 نظر میں امانت دیانت میں دل  
 سخن نامراداں کوں نت کام بخش  
 دے سے بھر دل مویا تس کفت ہے جم  
 دیوے علم کے باغ کوں زندگی  
 ہر یک علم کوں ذہن تس کا حیات  
 من امریت شیریں سخن بول کے  
 ترنگ پاس تس ملک میداں ہے  
 کر یا اپنا ناموس رکھ شہ کا ناموں



اسی صنف میں تھا آصف نامدار  
حکومت وزیر شہر کامراں  
کہ خوشبو ہے ریحان اخلاص کا  
جتے رازداراں ہیں ات محقر  
حوال مرد خوش خلق و نیکو نہاد  
دکن میں زرگی کون تس گھر ہے ٹھانوں  
دھرے دل میں جس کہتے دولت مندی  
دیوے بحر دل جس کا بادل کوئی آب  
دھر نہیار جم قرب شمشیر کا  
دھرے فوج شیراں کی یو شیر مرد  
کھر گرن میں کھینچے توجہ یو شجاع  
بڑے نام و ناموس و اوشان سول  
انتھا خان شہر زہ خدا جس مدد  
بھتر آب ہو جائے جس پاک تے  
لکھیا ہے فلک جس کے پنجے میں جس  
نیکو طبع و خوش خلق و ہمت بلند  
جکوئی ملک در بستہ تھا بے کلید  
شہنہار او کھیل ایس جیو یہ ہوڑ  
جب آتا ہے شہر زہ سول او دھان میں  
کواتے جو تھے گچ بتی اہل نغز  
نظر شہ کی جاں وہاں ملک تس گذر  
اگن کا چہ جگر اسے تس فوج جاں  
پڑے یو اگن جس کے دل پر بھر ملک

دکن کا سپہدار عالی وقہر  
مسی محمد و اخلاص خان  
خلاصہ ہے اس کلشن خاص کا  
مقرب شہنشاہ کا ہو رعت و  
بلند بخت امتال والا ستراد  
چلنت میں ہے تس جگ میں تیر کمانوں  
کوئے غر تس بہت تے تو کش بدی  
یوے تس جلال تے بجلی نے تاب  
رہ سر پنجہ ہوئے تس کے سم شیر کا  
کیا جس پر وہم تس کیا مار کر د  
سورج پنہ نختے جلے لک شعاع  
فدا کام پر شہ کے نت جان سول  
عار کا خلف مصطفیٰ جس کا جہد  
چھبے سنگ میں آگن جی دھاک تے  
کھڑک دیکھ جس فتح پاوے اُمس  
قوی بل سول بازو کے قبال مند  
اسی فتح کون رہنا یو شہید  
مخالف کے دل کا طلسمات توڑ  
ایرا پت لہوے اند کی ٹھان میں  
سٹیا پنجہ سٹ کا ٹاننی سر تے مخر  
رکھے واں قدم جاں جلے ناظر  
زباں آگن تس تیج آتش فشاں  
گھر اس کا جلے دل تے بھر کا بھر ملک

بگولا ہے خاھے سوں یکدمت فوج  
 فداحکم پرشہ کی یو مہبلی  
 اتھا پوت بیلول خاں کا عظیم  
 بڑا نامور پور بڑا فوج دار  
 سدا سر پہ ہوشہ کا سایہ بلند  
 بچہنار دولت کے رنگس کا لغز  
 عمل بات کا جس کے نت راستی  
 دستہ دار دریا غن فوج تس  
 بزرگی جم اس کی دندی پردے  
 برسنے تے جس دل دندی تھوتے صہر  
 بڑے کامکاراں خوانین حناں  
 رکھن شاہ کی دستگیری کا مانوں  
 جھوچاراں جو نامی اتھے بے ظہر  
 یک یک فاضل و ہر افضل ایک  
 یکٹ بھان ہارے تنگ صفیں  
 یکو جی جوشہ جی کا فرزند تھا  
 سبج دار ادک راج کاراں منے  
 دیکھت فوج میں جس کے بھالیا کا بھا  
 ڈورے کھانٹ کے گھوڑ پھڑے کتے  
 کھڑاڑے کتے باندرے چھوٹے  
 شہنشاہ دکن کے جھنجھاراں لیکر  
 کچھ خوش ہو یوں شاہ گردوں جناب  
 رہا گھر دکن کا تیارے تے تھانپ

مگر ہے یوشہ کی گنج مت فوج  
 علی کا نواز یا مدد جم علی  
 او عبد الکریم بن عبد الرحیم  
 خرچے کوں جیو نقد ادا کہ بات ادھار  
 دھرنہار منصب کا پایہ بلند  
 ادا کہ کار دانی میں ہشیار مغز  
 ز رہی تس قلم تے کم و کاستی  
 کیا مار کرونت لگا مونج جس  
 کھڑا رہے پہ سوندل کوں ڈوگر دے  
 فرنگیاں بجلیاں میں تیراں کا ابر  
 سعادت منش پور شجاعت نشان  
 لڑنہار گھاڑا ادک محار یا نوں  
 اٹھ ایک تے دکن کے وزیر  
 کمرنہار بہیت دکھا فتح جنگ  
 جماعت جماعت اٹل خاص خیل  
 وزیراں میں نامی خرد مند تھا  
 مہا بل ہے دولت کے بھاراں منے  
 مغل سوجے ایس دل میں نت خار خار  
 اٹل جا دواں دھاک توڑے کتے  
 اندل کار و حک تھا پ دکن داکے  
 بھروسے کے اس طرح کاراں کوں دیکر  
 کہ لے رخت شاہی کے محکم لٹاپ  
 کہ میں سلطنت کے تیں آج گھانپ

ہوا ہے مغل آج بد عہد گل  
 اگر پیش روائی تلبیس ہے  
 دیکھا یا بد عہد کون کوکشت  
 دیکھا یا دریا کون کر ایک سراب  
 اگنی کون سمجھا دیا لالہ زار  
 کیا سوہم یا ہمن تے مرد  
 اگر متفق بد سوں بد جنس ہے  
 اسے گرچہ بل بت پرستی اچھے  
 پناہ اس گرویر کفار کا  
 جو تھوڑے ہمیں لے تو اوکھا گیا  
 سکندر ہو میرا لہو اسد ہے آج  
 اچھے خار و خس کے اگر یک دھنگار  
 تمیں خیر خواہاں جو شاہی کے ہیں  
 لے نہیں ہے لگ اوائگے انکے حاد  
 کھلاؤ کیس سر کا یکے سر کون مغز  
 کیس یک کے گل بھاؤ انٹریاں کے ہار  
 کھلاؤ پگیل خوب مہرباں کون پان  
 بچھا جھلاں رنگ کے نت یک تلہار  
 جو آویں یہاں لگ تو میں خوب لاٹ  
 بسر گے ہیں بڑ کا یلے دیکھ دو  
 لیا خون اپنا ایس سر بسا  
 لکھو آج مردی سوئے مرد نام  
 سننے جب وزیراں نے یوشہ سوں بات

اچانے یہ ہیں یحساں ملک اکہ گل  
 اسے رہنما اہل ابلیس ہے  
 بتیلی میں اپنی طمع کی بہشت  
 رکھیا نام زہر ہلاہل گلاب  
 اناراں کے دانے دسے تسلی نگار  
 ہوا پھر ہمیں سوں بد اندیش بد  
 ہمارا مدد خالق ایس ہے  
 ہمیں قرب ربی کی مستی اچھے  
 ہمیں ہے مدد حضرت آثار کا  
 لے تیر شمشیر ہے درمیاں  
 نہ سمجھیں او یا جو جھان لے باج  
 ادب جانے پس نھنایک انگار  
 جو منظور ظلم الہی کے ہیں  
 سدا انکے تعظیم کرتے بلاو  
 یلاؤ کیس یک کون خواب نغز  
 سنو گیند کیس سر کی یک تلہار  
 چھوڑک لہو سترنگ کر سٹو بے گمان  
 کرونت دسن چھان گوہر نثار  
 جہنم کون بھیجوں فتاحیچ یاٹ  
 اجل لے سنگات اپنے آتے ہیں کود  
 اپیں ہو جو مطیع میں آوے سسا  
 تمن نانووں سوے ہو رہا لامو کام  
 ہے ہم چھکے سب جماعت سنگات

بدھانے اپس نام دیا کویں کویں  
 کیس یک تے آجلد اودھان میں  
 تیرے دوتوں سیتے ہم بے نیاز  
 حقیقت میں شاہ زمانہ نہیں  
 ہر احسان کامندہ دلشاد ہے  
 تیری بندگی مایہ زندگی  
 تیرا سایہ طوبی تے خوش باردار  
 نمک اوہی وقت کرنا ہے چیز  
 شجاعت ہمارے ہمیں سب پرور  
 ہمن قبضہ جلدھر و گرز افرنگ  
 ہمیں پیس دل میں کریں لوٹ پوٹ  
 ہمیں کوئے ہتیار سوں چھوڑتے  
 دکھن کی لڑائی تے کھواتے ہیں  
 کہیں یاد رکھ پوت اس بند کویں  
 کہ زہار نیں پھر او آنے کے ٹھار  
 کرینجہ ہیں ماواں لیاں پو پلاق  
 جس امرت تجینا ہے دو جگ میں جم  
 جنم جگ ادھر پارے جیونا عزیز  
 کیا اختیاری سوں ہر شیر مرد  
 کیا عرض تسلیم کرے درنگ  
 ہوا کہیں نہ شاہاں میں صاحبِ قرآن  
 لڑانا و لڑنے تیرا چہ حق  
 تیری تیغ پر آج سو گند ہے

مشرف ہوشہ کی زمیں بوس سوں  
 اُل تیرے شرزے اسی آن میں  
 کہے سب کہ تجہ شر کے ہم سیر فراز  
 زمانے میں شاہ یگانہ نہیں  
 کوئی بندگی تے تجہ آزاد ہے  
 غریباں نوازی میں تجہ بندگی  
 تیرا گھر ہمن جم ہے دارالقرار  
 تیریاں نعمتاں کھا سکے ہم تیر  
 مغل اصل نامر دین حبیلگر  
 مغل کا ہے ہتیار تیر و تفنگ  
 لڑیں چھپ مغل نے عراقے کاوٹ  
 کہاں رہی یہ اوسان اوچھوڑتے  
 مغل آکہ اول جولت کھاتے ہیں  
 یک یک موت کے وقت فرزند کویں  
 دکھن پر مہم ہوئی تو سٹ اور نگار  
 لیا آنے سوا کشر ہیں اولوت عاق  
 شہا آج امرت ہے تیرا کم  
 جیتے بھال ترے کام پر پوتے چیز  
 بجن سخت ہمت کی جب فرد فرد  
 وہیں نامور خاں شرزہ اینگ  
 کہ ہے شکر تجہ ساد اور خواں  
 لیجا یا نہیں ساقاں پر سبق  
 دلیران کویں تجہ چال کے بند ہے

شجاعت تیری دیکھتی ہے خلاف  
 سکر آج شاہاں پر شاہی تھے  
 سبھوں نے توں صف جنگ میں پہنچتے  
 جو جو ہر صلابت بداندیش کام  
 کیا تھا شرانگیز ہو کر کہ لاگ  
 بجانے کھڑک آ ب سوں اواننگ  
 مہابت سوں تیری مہابت تے اٹ  
 جو حق ملک طنار کی جگ میں ہاک  
 چکنے میں جس ملک کا جاکہ حد  
 توں توڑ یا سود ایسے طلسمات توڑ  
 نہ ٹھاری جہاں عقل وال تہہ مقام  
 سکندر بنی نارنگ کے تہہ رکاب  
 تہہ ایسے کے ہمت کاہوں میں سرفراز  
 کہ لڑتا ہوں میں یوں مغل سوں ملک  
 چل آتی ہیں بے فکر ہو چیل پیل  
 جو بھری کی سرکوب منزل دھوواں  
 کھڑکوں تو دنبال کو ملک بد  
 کیوں آتی ہیں یاں لک کے سکھ کر بند  
 چلیں تو طپا چلیاں سوں برانوں چال  
 کچلتا ہوں سانپ سا سیں دم  
 کہیں ہو رہنگا کروں یوں تلف  
 رو دیکھنیجہ تک بیجا پور جھانک  
 بہاری سپہ پن کی تو کیا لڑائی

سٹے سب سپاہی تہور کی لاف  
 دلیراں کہے شاہ سپاہی تھے  
 ہوا تیغ انکے تیسرے گج مست بہت  
 پھر اشہ تے گرد کوٹ لشکر تمام  
 لگتا گھرے گھرتے فتنے کی آگ  
 لڑ یا صف بہ صف جب توں لالہنگ  
 گیا ٹھاٹ یوں جو مواسینہ پھٹ  
 نہ تھا پس جس میں سکندر کوں لاگ  
 لگیں کمی نیراں طلسمات وسد  
 لیا تخت لہجے کے ہمت تہہ موڑ  
 چلے ناظر جاں کرے وہاں توں کام  
 تو بعضے سلطانین کا کیا حساب  
 اسے کام کارن رکھیا ہے نواز  
 لڑے ناد کوئی نیں لڑیا آج لک  
 انکے ہو رہے ہیں بند کنگاں کے چیل  
 بگولیاں نمں سب کوں گولا کروں  
 ٹھگیں خشک لب تالنب نہ بد  
 رکھوں کو نہ دھڑکھیا نیں کہ نہ بند  
 کروں نہت نیچ والی کو کڑی کا حال  
 کہ تا مینچہ کھاتے رہیں ہو کہ گم  
 نظر نا پڑے دارنہ پانی علف  
 پیادے پھیریں لیکہ تھواں کوں ہاک  
 جو اچھتیں ہمیں شاہ لک آدے لڑائی

اگر لک مغل آئیں تو کیا ہے حد  
 کرے کام کہتا سو اس تے دو گن  
 سبھوں کوں کر یک ٹھار سو دیکھ بید  
 کہ لک کر یہ بارے کروں ملک نگاہ  
 وزیراں میں ہو خاص کہیم لوک  
 چلیا لوک مجھ سے کوں گردن سراز  
 تیرا وہیں شمشیر کی آب کے  
 شریفان و سادات صاحب شرف  
 مدین و مکی و رضوی کہتے  
 بخاری و مجہری کہتے مشہدی  
 صدیقی و فاروقی و نورانی قریش  
 و برکھاری خلجی اوٹ ہست توڑ  
 کھنڈال و کجلی سٹی سوختی  
 نہ بدست شہزیاں کی صف مہدی  
 و میں شہیر سوندل میں خوش دھاکے  
 جو نظر ان نہیں جنگ بھ کچھ خیال  
 مغل کے جو ہیں کال اہل حبش  
 کراکی و دامود کوں کا اکو  
 جو نا سارتی کالہ کافات کی  
 زبردست و ثابت اد کہ پاؤں کے  
 دیو ہیں رنج سودے میں جو نقد ادا  
 کہ جیو خرچ کر آج رکھنا ہے نام  
 مغل سے اولہو کے ہیں پیاسے اپار

سپاہی پہ اچھا علی کی مدد  
 عجب لہول میں ہے یو شرے کے گن  
 شہنشاہ کربات سب کی پسند  
 کیے حکم یو سب پہ عالم پناہ  
 چلانے کوں ویسے مخالف کوں ٹھوک  
 کیا حکم جوں شاہ عالم نواذ  
 سپاہی دکن کے بڑی داب کے  
 بنی ہاشمی مصطفیٰ کے خلف  
 حسینی و حسنی و علوی کہتے  
 انجو آتش و تادری سردی  
 عرب شیخ و انصار فرخندہ کیش  
 جھیدی و جھیلیم و انبی امور  
 جھندی وال و انجان و بڑی متی  
 ہر یک جنگ میں فتح پانے نوی  
 بہادر سرا ڈور گجرات کے  
 جیون پور کی ہو کہتے باڑی وال  
 دکن کے جھوہارال میں اتے کینہ اش  
 اماری و نورانی اد کہ نام جو  
 اتاری و نکرہی جگ آفات کی  
 دلاور جتے مولوان نانوں کے  
 دھریں جیوتے ناموس پر بھت پیار  
 کہیں سب پڑیا ہے ہمیشہ یہ کام  
 پٹھانوں جو دہلی کے ہیں تام دار

لڑے سخت رہو اسیاں کوہ کے  
 لہانی و سورانی و سطر بنی  
 بلوچ استرانی و سر جانیاں  
 غزہ خیل و غرغشتی اقعان کتے  
 تہا ہی جہند خوشگی نا مجمو  
 اوڑنی و کترانی و کھو کماں  
 نیازی و بابی و بابر کتے  
 مندی غوری شروانی جلوانیاں  
 لڑے پاؤ لے کے لینے بات کے  
 اندل کار و نلوار و نیپال کار  
 سند ہی پاندری نم کلی بھونسل  
 بورانے و کانہے دور دو پی بھوڑ  
 بھنوسے و چوہاں و بھاندول کار  
 لوکاٹے و چاٹے و ساٹے کتے  
 مندی برگگی و گولی و سنگراں  
 برادر ہے ساواں کے چوراں کے باپ  
 دکھاوے چند رکوں ایس دلبری  
 پڑے بیچ میں دیکھ آہ لداں  
 منڈا ساٹے اس کاڑی بات بات  
 چھپیں شعلہ باری کی بھلیاں پڑیں  
 کھلے گا چندر جھت تے کاڑے کڑا  
 تو تیزیاں کی انگلی سوں کھولیں گنگٹ  
 تفنگ سوں کر تہار بادل کے کام

روپے ہیں ترکش بنداں روہ کے  
 بٹنی و لوڈی سترانی پنی  
 میان و مکی و جھوانیاں  
 غزنی و غلزان و اغواں کتے  
 ترین و دلیراک و سرخ و کنبو  
 لدا خیل و یوسف زئی و ناغراں  
 خلیج سور وینی و کا کڑ کتے  
 ستمی ناصر و تانک و سروانیاں  
 مہراٹے کتے ذات و کئی دصات کے  
 سینا کی دجگ تھا پے جاد و نیوار  
 مہیٹے کھارے و کھنڈا کلی  
 بکٹ کھانٹکے گھوڑ بھوڑے موڑ  
 پتوے ورن بھوڑے پوڑوں سنگار  
 کتے لومتے بان پاتے کتے  
 کھنڈارے کتے ہوڑ کتے ہنبراں  
 دسے نا او جلدی کے وقت اپنے آپ  
 ہر یک مادواں انکی گویا پیری  
 کرینا بھر جو کاویاں کی خوبی عیاں  
 کریں دوڑ میں آکر بارے سوں بات  
 چیل پن سوں جہاں انکے تل گر گرڈیں  
 ہر یک نیزہ بازی میں راقبت پڑا  
 جو دھن توج کے ناز میں تھپٹ  
 بھلے برق انداز روحی تمام

جھوٹا راں کتے بھانت بتیار کے  
 سلج میں ہر یک تن مکمل دسے  
 بٹے دھاؤں دکھنیاں کے کوتاہتیار  
 پٹھانوں کے سوندل پہ کرڑی کمان  
 دیکھت سب کون شہ کی نظر خوش بھری  
 کہے شہ دکھن کے ہمیں یاد شاہ  
 سپہ پنا تن جگ میں مشہور ہے  
 دیکھا ناسپ یہاں کانت پھا نچہ روپ  
 مغل ناسپا ہی سپا ہی سوں کام  
 دکھیں نت سکے باب سوں اور داغ  
 سمجھتا ہے جو مرد سپا ہی کی قدر  
 جگوئی جیو جو بیچا ہے عزت کے کاج  
 سپا ہی کے ہم تیک کوں مان دیں  
 سپا ہی تے ہے بادشاہی کوزد  
 نہ یک دل سپہ تس بزرگی ہے جھوٹ  
 خزانہ سپا ہی ہوئے میرے پاس  
 کیا ہوں ہر یک تن کوں جن جن کے پیار  
 چلی آج لک ہو یکسی بکتے سات  
 ابس بول رکھنے جسے لاج ہے  
 ہن گھر پہ گرپ آ مغل سا غنیم  
 اچھی جس ہو میراث حب الوطن  
 مجھے نہ کام پر جتن دسیا بے نظیر  
 جتنے کام پر خرچ ابس جیو کیا

حضور آتے سب مرد اوچار کے  
 یکس یک تے جلوے میں بادل دے  
 ہتھیاں کوں پھراتے یہ بانگیاں سوار  
 مھراٹیاں کے ٹھیکرے پہ اول اٹھان  
 سپا ہاں کے طالع کی ہوتی برتری  
 تمیں بھان کی میراث داراں سپاہ  
 ولے ٹیک کی بی خبر دور ہے  
 کہ ناخوجی سے سورج باج دھوپ  
 نہ لیوں سپا ہی کا خوبیں سلام  
 داغ ان کا ہوئے اہل عزت کوں داغ  
 سپا ہی جو سمجھے سپا ہی کی قدر  
 منگے کیا ہن پاس آئے مان باج  
 سپا ہی کوں صف میں اول پان دیں  
 دسے صف کی خوبی سپا ہی تھے پور  
 بڑا او ہی نہیں جس کے لشکر میں جھوٹ  
 گھر دان ہوں میں یعنی مردم شناس  
 رکھیا سوں تن کام پیر اعتبار  
 تماری زباں پور ہمارا سواہت  
 او سب کام کرنے کا وقت آج ہے  
 چلیا ہے بد اندیش ہو کر عظیم  
 آنے جیو دے گھر کوں رکھنا جتن  
 کیا پل میں اس سپہ کوں وزیر  
 کرب ہے بی میں اس کوں دولت دیا



دلیراں یو سب سن لہج اپنی مروڑ  
 ہمیں سات پیڑی کی ہیں یاں قدیم  
 ولے کیں پڑیا نین فلک کی نظر  
 تہہ ایسا تو شاہاں میں صبا جلال  
 تیرے خلق کوں خلق تسخیر ہے  
 ہمن جیو تہہ خلق کے بات میں  
 اٹھا اسم شاہاں کوں کر شہریار  
 کیا پیار سوں شہریاری تہیں  
 سپاہی بنے کا تہیں قدر جان  
 تہہ انکے سپاہی کوں جیو عزیز  
 سلامت توں اچہ کیا تہیاں کو تم  
 ہمن سات پیڑی تے کھا تہہ نمک  
 صلابت ہاری ہے رستم کا دھات  
 ہمن تیغ سوں کیوں کریں دوستی  
 شہاں آج اگر نیند ڈنیاں کی مھاں  
 تیری فوج کی تو ہن غازی ہمیں  
 دیکھیں لک گنواراں او دنیاں کو بڑا  
 کہ اس گلہ بانی تے دھنگرا آھے  
 دلیراں کے دل شاہ یوں آزا  
 نظر میں یک یک تن کوں کیا لکھوان  
 بڑی سرفرازی کی دکھدا امید  
 وہیں شہ وزیراں کو کر سرفراز  
 کہے لے آپس فوج ہر صوبہ دار

لگے بولنے جیو کی پروا کوں چھوڑ  
 سننے ہیں کہ ہو گئے ہیں شاہاں عظیم  
 کہ کوئی شہ ترے ساں صبا نظر  
 نہ دوسرے بی عالم میں ہوئے تہہ مثال  
 بچن کی محرامت سوں توں پیر ہے  
 کہے ہیں خدا نیکوں تہہ بات میں  
 مہرباں او تہہ نانوں لے نامدار  
 دسیا حلم کی جگ میں بھاری تہیں  
 بڑھایا ہے جگ میں سپاہی کا مان  
 جیا تو بڑا ہوئے مواتو بے چیز  
 کہ جم جم کرے پرورش تہہ کرم  
 بدی سود ہرین قربا پس دل میں نک  
 ہمن یک انکے کیا ہیں دس دیوتا  
 کہ رجسوت افیونی مغل پوستی  
 گنواراں لے آتے ہیں ہو گلہ باں  
 کر یں عید گر تیغ بازی ہمیں  
 کر یں ذبح لکھاں کو لہر دم بچھاڑ  
 سنے تو دہنی لے دونا پھٹے  
 بچن کا خلاصہ ہر اک تن میں یا  
 آپس بات سوں سب کوں دے دے کر پان  
 سکھا کر دیے جیو فرچنے کے بھید  
 فرنگاں سوں مل خلعتاں دے نواز  
 ارسطوئے دوراں پہ دے اختیار

یکس ایک کے جیب سوں بہادر تمام  
 جتے بات سوں دے کہ ہر تثن کو چوئپ  
 دینے جیب لٹھا سب کوں شہ مہبلی  
 ارسطو کے دوراں تو ہے حق پسند  
 اول خوش خلا میں سوں دل سیکے بات  
 آئیں میں سنبھال آج خوب اتفاق  
 لئے نوگزری سات فیروزہ انگ  
 لکا لک لئے بان کارں و بان  
 لئے چن سلاھاں دھرن ہار آڑ  
 بہوت بادشاہی خزانہ لئے  
 تلک خان شہزے نے قابو بچان  
 جھڑپ نہیں دیا لک پو باڑا باہڑا  
 چلے رج سوں دکھنی ولا درجواں  
 یک یک عمدہ یک ملک کا صوبہ دار  
 بھرین من میں دکھلا کہ یوں خوب تول  
 بڑا دل مغل کا نہ اسیر یا چہ لک  
 کہ دکھنی وزیراں چہ ہیں تول میں  
 دیکھوں آڑا بازی شمشیر کون  
 ترنگ کام پر تیر کا دھرتا ہے کیوں  
 بھلے بھائی سب مل لڑ نہا رہیں  
 بچہا نے پہ سب کون مغل بد نہاد  
 کہ قابو یہ ہو اس تردد میں تھا  
 خدا ہو کہ تس پاک عیت پہ شاد  
 کہ جس جس حق نالوں دینے پہ آئے

کر و متفق ہو کہ صاحب کا کام  
 روانہ کئے توکل پہ سوئپ  
 اچھے سوچہ بولے درد یا علی  
 کہ خلق خدا سوں ہے اہل امن  
 کھیا ہو ہمیں آج یکس ایک کے سات  
 غنیمات کو جیونے دے دینا فراق  
 دمامہ لئے فتح کا طاس سنگ  
 لئے کوہ دارو کی گولیاں کی کھان  
 ہتھیاراں لئے خوب پیکر پی سوہاڑ  
 نکل دیں مخالف طرف رخ کئے  
 مغل تک کیا باد ہو یک اٹھان  
 بدل دل علی کا چلیا کر کڑا  
 وزیراں چلے نامور سپکر  
 وزیراں ہر یک پاس کے کامکار  
 بڑھانا ہے آج اس غنیمات پہ بول  
 وہی خان شہزہ بچاڑیا تلک  
 لوہا مارتا ہوں اتن جول میں  
 نکالوں ترنگ کون بی تلک پھر کون  
 دندی پر کھڑک کاٹ کرتا ہے کیوں  
 لوہا سرکشوں پر کر نہا رہیں  
 مرا نالوں اول رکھے سب میں یاد  
 یک اوچار کرنے کی خوش بد میں تھا  
 کرم کر کے یوں مینکے دیتا مراد  
 تردد بی دیکھو جس دل میں یلے

فرنگ

# فرہنگ

## الف

۲

وہ	ا	اپنا نیت	آئنا ہسٹ
باقی رہنا	اُبھرنا	بہوگی	آپ بختگی
خاموش، گولکھا	اَبولا	عدالت، دشمنی	اُد
بے حد بے انتہا	آبار	سلام	آداب
لکالیں	اپاریں	آدھی	آدیں
لکالنا	آپارنا	سہارا	آدھار
فاقہ - روزہ	آپاس	آسودہ، مطمئن	آسودا
اُدیر	اُتر	شانسی	آسشتی
اعلیٰ، خوب تر	اُتر پ	ایک قسم کا لوٹ دار لوٹ	آفتابہ
ناہد	اُتر پ	اگلے، آگے	آگل
اپنا، اپنے، اپنی	اُٹس	آگنی، آگ	آگون
اپنے آپ، اپنے آپکو	اُٹس	آم	آنب
احسان	اُپکار	جسم	آنگ
ہم، اپنا اپنی	آپن	آگے، سامنے	آنگے
اپنا ہی	آپناج	آئیں	آیاں
اپنا، خود کا، خود	اپنگ	آئینہ	آئینہ
اپنا	اپنگ		

اچھیں	آپ ہی، خود ہی	اچکل	نوش نصیب
آت	بہت زیادہ	اچوک	بلاشبہ
اِت	اس	اچھریا	حوریں، پریاں
اِتا	اتنا، اب	اچھنا	ہونا
اُتار	صدقہ	اچھو	رہو
اُتال	اب، اسی وقت	اچھیں	رہے
اُتاول	بے چین، بے قرار، غصے نرنا	اچھے	رہے، ہو
اُتر	جواب	اخلاص خال	بیجا پور کا وزیر کچھ سالار
اُتم	اعلیٰ	اُدک کدھک	زیادہ
اُتم سود	زیادہ سمجھ، سمجھدار	اُدو	سورج
اُتھی	تھی	اُدھار	سہارا، وسیلہ
اُٹ	اُٹھ	اُدھر	لب
اُٹکھ	اُٹھ کے	اُدھیرات	آدھی رات
اُجال	اُجالا	اُدیک	ادھک، زیادہ
اُجت	سورج	اُدیکھ	دیکھ، بغیر
اُجلے	سفید	اُردگان	غوم کی ایک جدول
اُجھوں	ابھی	اُرگند	ایک قسم کا چھوٹا
اُچار	راز، تعریف	اُڑاونا	چلنا، پرنے کر رونا
اُچانا	اُٹھانا	اُڑاے کر	رو دھو کر
اُچانے	اُٹھانے	اُڑسری	تقابلہ، مسو کشی
اُچپل	چاق و بہ بند، خوش مزاج	اُزات	آزاد

اُساس	آہ	اُن پان	دانہ پانی، روزی، تواضع
اُساساں	آہیں	انپڑنا	ملنا، پانا
اُسپاس	آس پاس	آنت	بصید، راز
اُستوار	سیدھا	آنتر	فرق
آسنگت	ہجر، جدائی، فراق	انٹ	ہاتھ، راز، کمر
اُصلا	بالکل	انجن	سرما
اقرار	وعدہ	آنجو	آنسو
آگن	آگ	آنجواں	آنسو، کی جھج
آگن	ایک خوش آواز، چڑیا	انجھو	آنسو
آگٹی	انگھٹی	آند	اندر راجہ
آنگ کر	پھانڈ کر، اچک کر	آند	آند، آرام
آنگلی	چاہنے والی	اندرے	اندھیرے
آلو لگ	ایٹک	انڈکار	اندھیرا
اُلیانی، الالی	جوش، جذبہ، ولولہ	انڈھارا	اندھیرا
اُمت	زیادہ	انڈھیرے	اندھیرے
آمرت، یمن	میٹھے بول، میٹھی بات	انگ	جسم
آمرت گھڑی	نیک گھڑی	انگ	آگ
اُمسس	جوش، انگ، بہت	انگلی	انگلی
آمول	انہوں کی لا قیمت	انگے	آگے، سلسلہ، مقابل، مستقبل
آن	بیش قیمت	آن مان	(الومان) اندیشہ، خیال
آن	رزق	آنن	انہوں نے، آن

اولیٰ ہی، پہلی ہی	اویلج
اونٹ وال	اونٹ وال
اونٹ، کڑھنا	اونٹن
اب	ایتنا
اب	ایتال
ایراوت، راجہ اندر پاتھی	ایراپت
رازار، پاجامہ	ایزار
ایک ہی	ایکج
اس طرف، کم تر	ایلاڑ
یہ	اینوں
ان سے	اینوتے
انہوں نے	اینونے

## ب

راستہ، راہ	باٹ
ہوا، آندھی، طوفان	بارا
بارش	بارندگی
تیز دھار	بار
کھیتی	باری
کھیتی	باری

بے شرم	انگ
الوکھا	الوپ
نا انصافی	انیاد
وہ	او
جوش، جذبہ، غصہ	اوبال
بیقرار، ادچھا	اقتلا
آڑ، پردہ	اوٹ
اٹھا	اوٹھیا
اجالا، روشنی، اجالا کرنے	اوجال
والا، روشنی کرنے والا	
اٹھا	اوجا
خلع، حملہ	اوجار
دوڑتا ہوا، جوش سے	اودھکان
قبول کرنا	اورگن
آڑ، اوڑھنا	اڈر
لحاف	اڈرنا
اُس	اوس
آہیں	اوساسان
بد خصلت	اوگن
نہا سمجھ، بے سلیقہ	اوتھ
قدیم زمانے میں	اول دور

سوجا	سجھارن	کان	باڑی والا
سوجا مشورہ کیا	بچاریا، بچاریا	باغِ جنال	باغی جنال
بات	بچن	سانپوں کا بادشاہ	باسک
بولنا، بات کرنا	بچنا	قاز	باقو
بچھونا، بستہ	بچھلنا	باقی ہی	باقیچ
پہچان	پچھانت	شیر	باگ
بچھوئے فرش	بچھانے	تکیہ	بالشت
بھگا دینا، ہرا دینا	بدانا	تکئے	بالشان
بدولت، بدلنا	بدل	خیال کرے، خیال کئے	بانچے
عقل مند	بدولت	کپڑے، لباس، وردی	بانہ
عقل، عقلمند ایک ستارہ	بدھ	دیوانہ	باول
مبارکبادی، بدھائی	بدھاوا	ہوا، کام، زندگی	باؤ
بڑھاتے	بڑھاتے	ڈالا	مایا
بڑھایا	بڑھایا	پتلا، مصیبت	رہیت
بڑھن	بڑھن	بدتر	بتر
بڑھی	بڑھی	بینزار ہونا	بہنگ آنا
وقت، باری	برال	پٹولا، ایک قسم کا سلک	بٹولا
بچھو	برچھیک	بجالایا	بجالیا
دولائی	بردولا	لفظ، اٹل، مستحکم	بجد
برقع	برقا	پتھر	بجر
برے، بڑے، بلیاں، بلاؤں	برکالے	بچھے گا	بچھے گا



برہ	جدائی، ہجر	بلادور	صدقہ
برہے	ٹرہے	بلی	قوی، طاقتور
ٹرائی	ٹرہی	بلیاری	بلہاری، صدقہ
نزار	بازار	بنال	دولہا، محبوب، سجن
نس	زہر	بند	بوند
نست	وستو، کپڑے، لباس، چیز	بندہ	غلام
نبتاں	وستو، لباس	بندی خانہ	قید خانہ، زنداں
بستی کرنا	قیام کرنا، رکنا، ٹھہرنا	تبگام	ہنگام، ہنگامہ، وقت
یسرنا	بھونکنا	ینے بن	بن بن، جنگل جنگل
بسلانا	بٹھانا	بندنا	گھومنا
بسلائے	بٹھلائے، بٹھائے	بند، بندہ، چٹان	
بسلایا	بٹھایا	بوجن ہار	جاننے والا، سمجھدار، عقلمند
بھواس گھٹا	وسواس گھٹا، دھوکا	بوری	بری
بیاں	لمبی	بولالیوں	بلا لوں گی
بکائین	حفظ، ایک کڑوا بھل	بونہری	چنچ پکار
بکٹ	مشکل	بوٹری	واو پلا
بکنا	منہ بسور کے رونا	بھا	ڈال، ڈالے
بکھانا	تنگ کرنا، پھیلا کر پھیلانا	بھار	باہر، بوجھ، اعلیٰ
	کرنہ بیان کرنا	بھان	سورج، کسمان
بیل	طاقت	بھان ہار	تیر انداز

بھانا	ڈالنا، اڈیلنا	بھجن	توڑنے والا
بھانا	حبیلہ، بھانہ	بھنور بھوگنا	محببتیں اٹھانا
بھانت	طرح، قسم	بھو	بہت
بھانو	سورج	بھوت	بہت
بھاؤ	انذار، ڈالو	بھوجن	کھانا
بھایاں	بھائی کی جمع	بھو جنگ	سانپ
بھایاں کرنا	نخرے کرنا	بھوکا کر	پھونک کر
بھنا ہوا	بہتا ہوا	بھوگ	ہوس، خواہش
بھتر	اندر	بھوگی	بواہوس، عیش پسند
بھتر	توڑ، توڑ	بھومان	بہت عزت والا
بھترول	بھتر، اندر	بھونڈے	بد وضع، خراب، برے
بھجنگ	بل کھانا، سانپ	بھونیں	زمین
بھدرا	کیسے زر، قبیلی	بھوسید	جادو کا جنگل
بھرت	بھروال، گھنسا	بھیں	زمین
بھری	بحری، شکاری پرندہ	بھئی پڑیاں	پامال، گھرے پڑے
بھرت	بھیر	بیت	بیتنا، گزرنا
بھڑکا	شعلہ	بیتھیا	بیتھنا، بیٹھا
بھڑنا	متقابل ہونا	بے درنگ	بلا تاخیر، فوراً
بھسم ہونا	راکھ ہونا	بے ریب	بے شک
بھاگ	بھاگ، قسمت	بہین	بیٹھا
بھگے ہات	ٹوٹے ہاتھ	بے شک	مضطرب، پریشان

یے فام

جھوٹ

بگ

بے گماں

بے گنت

بگی

بیل

بی

غافل، بے عقل، بے سمجھ

بہت ہی

جدی، جلد

بے شک

اُن گنت

جلدی

نسل

بھی

پ

پا

پاچ

پاچھے

پار

پاڑنا

پاڑو

پال

پانڈر

پائی

پت

پاؤں، قدم

کاخ، زمرد

پیچھے

پھر، باہر

پھینکنا

شکار

گھاس، مینڈھ، منڈیر

پسیلا، زرد

پالیا

برابر

پتال

پتہ ورت

پٹھانا

پتیانا

پٹھا

پٹے

پچھیں

پچھیں

پدّم

پر اپت ہونا

پران

پراویکار

پریت

پرہم

پرورد

پرین

پریش

پرین

پرشن

پرکو

پرک

پاتال

پتی ورتا

پخش کیا

بھروسہ کرنا

بھجا

کپڑے

بعد میں

بعد

کنول

حاصل ہونا

جان

احسان کرنے والا

محبت

زمین

غم گسار

پارس

آدمی

پرسند خوشی

پرشن، سوال

قاز کے پر

پرکھ، آدمی

پیرکاج کام رکھتے والے مسکایتی والا  
کام سار

پیرایا جسم، دوسرا جسم  
پریم، عشق، محبت  
خوشی، خوشبو

پیر فرار      احسان کرنے والا  
پیر پور      پیر پور، خاندان

پرو و رده      بامراد  
پرو و نس      غیر جنس  
پسار کر      کھول کر پیلا کر بھار کر

پسزنا پس میں  
پشیمانا پچھتاؤں

پکارا  
پن  
مگر لیکن  
میں  
ثواب نیکی

پہنا کر  
پہنائے  
پنہ

پہنائی، وسعت  
روئی

پینت  
پینکٹ

سنگھی  
سنگھی

سنگتیاں  
موت  
یوح  
بنی  
لوحہ

خیر، محبت  
خیر، محبت

لوکارن لوکارنا  
پکار پکارنا  
ہوا ہوا

لپوچ  
لپون ساز  
پھاخہ  
پھندا

پہاذا  
پہس  
پہس  
پہس

چھترن  
پھرا  
پھر آوے

پندرہویں  
پہلے



تے سے، کے  
رتری استری، عورت  
تیزی گھوڑا  
تیو کسی طو اسی، ایک قسم کا کپڑا  
تیئج، تیوئج ویسے ہی، ویسا ہی، تیوں ہی

ط

طاک (ٹک) ذرا  
ٹکلیاں ٹکے سکے  
ٹنگانا ٹنگانا  
ٹھار جگہ  
ٹھان جگہ، مقام  
ٹھانک کرنا ٹھکانا کرنا، رہنا  
ٹھاؤں جگہ، مقام  
ٹھکریاں (ٹھیکریاں) مٹی کے برتن  
یا کپڑے کے ٹوٹے ہوئے  
چھوٹے چھوٹے ٹھکڑے  
(ٹھکنا) ششدر ہونا  
حیران ہونا  
ٹھکانا دھوکے میں رکھنا  
ٹھوپنے ضرب، مار

تالاب کا پشتہ  
(تم + کنے) تمہارا پاس  
باریک  
تیب، تو اسیا، غالیچہ  
تجھے  
توج  
توج

تھانپ تھانپ  
تھانپ ستون

تھانپ کھانا تھمر تھانا  
تھانو (ٹھانوں) جگہ

تھینا پھین

تھنٹے تھانے

تھنڈا ٹھنڈا، سرد

تھنڈا انیر شبنم

تھنڈگی تھنڈک، بھردی

تھنڈی (ا بیل) ایک قسم کی

چیز جو چاول کے کچ اور

پینج سے بنائی جاتی اور

ٹھنڈک کے لئے گرمائی

پی جاتی ہے۔

توبی

تھیں

ٹھیک ٹھیک  
ٹھیک ٹھیک  
ٹھیک ٹھیک  
ٹھیک ٹھیک

## ج

جواب جاب  
جالا جالا  
جامدارخانہ جاملہ  
جان جوان  
جان ہار جانہ والا  
جنا جتنے  
جتنا تھا اتنا جتنا  
جتے جتنے ہی  
جبرس جبرس  
جبرم جبرم  
جبروت جبروت  
جبروت جبروت  
جبروت جبروت

جگ زمانہ، دنیا  
جگ آدھار دنیا کا سہارا، دنیا کا پالا  
جگمگے جاگے ہوئے  
جگمگے جب، جب تک  
جگمگے ہمیشہ  
جگمگے آبدار خانہ  
جگمگے سچا آراستہ ہونا، سنوڑنا  
جانور جانور  
جانبیں قسم  
جنگ باپ  
جنگ سادھو، سنیا سی  
جنگ سدا  
جنگ جسے، جن کے  
جنگ جدا، علحدہ  
جنگ پیٹ  
جنگ جیسے  
جنگ آب جو، چشمہ  
جنگ تیش، کو  
جنگ چھپکنا، چنہ صینا  
جنگ سوتے  
جنگ جبہ

دل، فکر	چت	جلن، حسد، رشک	جھل
توجہ دینا	چت دھرنا	دودھنی محبت	جھل
ہوشیار	چتر	جھیل، برداشت کیا	جھلیا
نقش و نگار، تصویر	چتر	جھکڑا	جھنکر
شہنشاہ	چترراج	جنگو، فوجی، سپاہی	جھوچاراں
پاؤں	چترن	زور آزمائی کرنا	جھوچن کرنا
زیادہ	چڑ	جھوٹ	جھونٹ
چڑھ	چڑ	جو، اگر	چھے
چڑھا، سبقت لیا	چڑھ آیا	زبان	جھیب
چڑھنا	چڑنا	کف، سانپ کے منہ سے نکلنے	جھینڈو
کچھ	چک	والاکف	جھو
آنکھ	چک	دل، جان، زندگی، حیات	جھول
آنکھوں کا نور	چکا جوت	چھے، مانند	جھولتے
تقریباً چار ہونا	چک چار ہونا	چھینے سے، دل سے	جھونتی
شوخ، چھل	چکل	جانی غریب، چیتا	جھونی
بھینچنا	چکل	جس کسی کی	جی
وسعت دینا	چکلنا		
بھینچنا، آغوش میں لینا		بیچ	چانپ
حادثہ و طوار	چکنت	دبانہ	چپ
چمن کی جمع	چمنال	بائیں	چپ
چھٹا، فکر	چنت	بلا وجہ، بے سبب	چپ
فکر	چنٹا	خاموش	چپ



چند	چاند	چھوٹک	نجات
چندر	چاند	چھوٹیا	نجات پایا، چھوٹ گیا۔
چندرچہ	چادر، چاندنی کانفرنس	چیکڑ	کیچڑ
چندنا	چاندنی	چیل پیل	چیل پیل
چوب کر	چمبھ کر		
چو بے	چمبھے		

چو پھر	چاروں طرف
چو ترا	چبوترہ
چوڑ	چھوڑ

چو کہ صحن	چاروں طرف
چونپ	اُننگ

چوندھیر	چاروں طرف
---------	-----------

چونے	چٹنا، منتخب کرنا
چونیا	چیدہ چیدہ، چند، چندہ

چھاچھا	چھاچ
چھب	چھلک، ادا، انداز

چھتر دھار	راجا
چھتر دھار	تاج و تخت والے مراد راجا

چھجا	چھت، بالکنی
چھجے	چھجا کی جمع

چھلے	چھالے
چھند	فریب، مکر

حج	حج
حجت	حج
حجت حیلہ، ہسلہ	حج
سکت، مجال	حج
نفس کو ماننا لالچ سے بچنا	حج
گجرے	حج
افسوس کرنا	حج

خوار	خوار
خوشی، خوش خوش	خوشی
خلقت	خلق

خج	خوار
صحت پا کے	خوب ہو

خواب سہرا	خوبے
خوش فہمی	خوش بد
خاندان کے لوگ	خیل خانہ

دعوات دعا کی جمع، طیفے اور اد  
دکھ دکھ  
دکتے دکھ سے  
دکھوں دکھوں سے  
دگ پریشانی، الجھن  
دل جمعیت، گروہ  
دل ریش زخمی دل  
دل کی صفا فرحت، صفا فی قلب  
دنبال پیچھے  
دنبیاں بکریاں  
دند دشمن  
دندی دشمنی  
دن، دین ہار دن کو روشن کرنے والا  
دنگی حیران  
دنماں صبح سے شام تک  
دنیا دنیا  
دولتا ڈولنا، بہنا  
دھما دوڑنا، لپک کر جانا  
دھات طرح  
دھاکوں دھکیلا  
دھانا پڑنا  
دھانس ڈسنا

د

داب رعب  
داٹ شدید، گنجائش  
دارو دوا، شراب  
داس غلام، نوکر  
دان کارن داد و دہش  
دانی دوپٹہ  
دائیم نم ہمیشہ کی طرح  
دٹاویں ڈانٹیں  
ددا دایہ  
ددانی نوکرانی، انا، دایہ  
ددمھا ڈرا ہوا، جلا ہوا  
دُر جک زپور کا ڈبہ  
درس درشن، تطارہ، جلوہ  
ورسیناں درشن کی جمع  
درونا دل سینہ  
دستا دکھائی دیتا، نظر آتا  
دے دیکھ  
دشا نیک، گھمڑی  
دشیا خوش نصیبی

دو طرف سے	دو دھرتی	دھنگ	دھانوں
برائی	دوس	داخل ہوا	دھانیا
دوڑا	دو کھا	سمت، طرف سے	دھمر
مقابلہ	دونی	دھرتی، زمین	دھرت
مقابلہ، سامنا	دوھا	زمین	دھرتی
دونوں	دوئے	طرف	دھریہ
دیکھا	دیکھا	رکھنا، چھوڑنا، ترک کرنا	دھرنا
دیکھ	دیک	ڈالتے والا، رکھنے والا	دھرنہ
دے کے	دیکھ	رکھا	دھریا
دیکھ کر	دیکھت	تن، جسم، ثابت، سالم	دھڑ
دلا کر، دے کر	دیلا	آندھی	دھارا
دین	دین	دولت، عورت	دھن
چراغ	دیوا	دھند، اندھیرا، گہرا	دھندا
دو لگا	دیو لگا	کاروبار، سنسار	دھندہ
دینا، دے	دیہہ	طرف، سمت، میں، اندر	دھیر
ط		دھیرج، دلاسا، تسلی	دھیرک
د		دھونے	دھوونے
طالکا	ڈانڈہ	دھواں	دھوئی
بازی ہارے	ڈین باز	چارہ سحر	دوا بخش
بازی ہارنے والا		دوسرا	دو ج
ڈوبا ہوا، ڈوبا	ڈوبا	دوسرا	دو جا
ڈرشن	ڈویتی	دودھ	دود

راکھنی	کھڑاؤں
رام ہونا	غلام ہونا
رالاکر	رانڈہ کر کے دھکار کے
رانواس	نخل، گھسر
راوت	بہادر
راؤں	جوگی
راوال	طوطا
رائے	بادشاہ، درباری امیر
راج	راج
راج	رجا، بنانا
راج	جدید
راج راج	آہستہ آہستہ
راجیں	جھانا، سجانا، آراستہ کرنا
رخن	رخ، طرف
رسید ہوئے	کامل ہوئے
رک	رکھ
رکت	خون
رکھ	درخت
رگت	رگت، خون
رندنا	پامال کرنا
ردا	جائزہ
روپ	چہرہ

ڈونگر	چٹان پہاڑ
ڈونگ	گہرے
ڈونگے	گہرے، مہرا
ڈھانک	ڈنگ
ڈھکار	ڈھیر
ڈھکار	ڈھیر
ڈھنڈ ڈھنڈ	ڈھنڈ ڈھنڈ
ڈھنڈنے	تلاش کرنے، ڈھنڈنے
ڈھون بار	اٹھانے والا

رات	رات
راج بھاری	بادشاہ
راج قفل	راج ترک کرنا
راجیاں	راج کی جمع
راس	سیدھا، صاف، انبار
	راست چ
راساں	انبار
راست راستہ	سیدھا، دائیں، دینا
راسریاں	رسیاں
راک	رکھ
راک	راکھ

سار طرح مانند  
سامن سامن  
ساند دراز دراز  
ساند ساند آہستہ آہستہ

ساہو دولت مندے والا  
قرض اور رین کا کاروبار  
کمل کرنا ختم کرنا پورا کرنا  
ختم کرے گا کمل کرے گا  
پورا کرے گا۔

سمرانے سر جانے

سب سب  
دیباہ تخلص خصل

سببیت سپارش  
عہدہ سفارش

سپورن سچا  
کمل کامل

سین سنا خواب  
کھینچنا آتا کھینچ گیا

ستار ستی  
وقت قیمت

ستم سوتے سوئے  
ظالم ستم دھا والا  
چھوڑ گئے

سٹ چلے سٹکا  
مولی لکڑی عصا دندا

موسم روت  
درخت روکھ  
رہنے والے رہواسیاں  
لٹانا ریز ہونا  
زخم ریش  
ولیشہ بال ریشہ  
رعیت ری  
رات رین

زخم تازی کیا زخم تازہ کیا

زنب دم

زنگ ہونا زور

زوادو ایک قسم کی خوشبو

زور سادک کشتی ورزش

زور سادھن ورزش کشتی

زچ زانچہ

ص

صات ساتھ

صاٹو ساتوں

صاچ سیج ساز و سامان

سنا	چھوڑنا، ڈالنا	سنا	زیب دینا
سٹیا	ڈالا	سٹیا	پھول
سجات	نیک بخت، سگھر	سجات	خوبصورت، خوبصورتی
سجن	اچھی ذات والی	سجن	سرایا (مرطبی)
سچیں	قید خانہ، قفس	سچیں	شریر، جسم
سختیج	بے شک، پرچ و قبی	سختیج	تخت
سند	بہت زیادہ، شدید	سند	خروش
سد	دیوار	سد	نیک، خوب
سد بد	پوش	سد بد	مسکھ
سدنگ	سدا، بدھ	سدنگ	طاقت، مجال
سواما	ختم کرنا	سواما	سکت دار، قادر، طاقت ور
سواون	سر اپنا، تعریف کرنا	سواون	سکھ
سرب	سب، تمام، کل	سرب	سکھ کر
سیرتے	پھر سے، دوبارہ، سر سے	سیرتے	سنگل
سرج	سورج	سرج	سلی
سر خواص	صدر خواص، خواص افسر	سر خواص	سکھمن
سرس	کامیاب، زیادہ	سرس	سلول
سرک	گانٹھ	سرک	سرم
سرک	سورگ، جنت	سرک	سرم چار
سرکھٹ	سر، پیشانی	سرکھٹ	سمندر
سرن	سلام	سرن	سمجھ
			سوننا
			سنا

سول	قسم
سونٹا	طوطا
سوندل	جنگ
سونڈی	جور، درار
سونے کر	سن کر
سپہنا	زیب دینا
سپہند	ایک خار دار جھاڑی
سپہ	زیب دے
سی	گاہنی، گے
سیا	کالا خرگوش (سیاہ)
سیر	نسر
سیس	سیر
سین	خواب
سینا	سینہ چھاتی
سیندھنا	کنویں یا پانی سے پانی کھینچنا
سیلوٹ	بے حد بے انتہا (مڑھی)
سیوک	غلام، نوکر
سیلونا	سیو کرنا، خدمت کرنا

شش  
گری

سنبال	سنبال
سنبیر یا	آہٹ، آواز
سندیہہ	شک
سنگ	سنگھ
سنگات	ساتھ
سنگی	شنگھ
سموکہیہ	رو برو آنے سامنے
سنور	طریقہ
سن ہار	سننے والے
سنھنے	سونے میں، خواب میں
سنھنے	سہنے
سنھنے لگ	سنھنے لگ
سوباں	خوشبو
سود	زیادہ نفع
سود	سود
سوزنگ	گلشن
سور	سورج
سورات	حرص
سوس	سوچ، فکر
سوس کرنا	محسوس کرنا
سوسر خال	پزندے
سوسکھن	اچھے صفات، نیک کردار

طور طور  
متغیر  
نقش

ع

عجائب گنا عجیب معلوم ہونا  
عرا بے ارابا، توپ گاڑی  
عرق شبنم، پسینہ  
عشراق اشراق  
علف چاہ، خدا  
عیسوی فن معجزہ عیسوی

ع

غذیر گہری  
عطے غوطے  
غلبلا غلغلہ شور  
غنمار غنحوار، غم خوار

ف

فام فہم  
فرخ مبارک  
فرنگ بندوق  
فرنی فیرنی

شباب شہاب  
شب تیز شب دیر، مشکلی گھوڑا  
بشباب جلدی  
شترزہ شیر کا پیہ  
شتر شور ہوا شتر اور ہوا  
شید بھید

ص

صبا صبح  
صبوری صبر  
صدرے سدرہ  
صفا صاف، پاکیزہ  
صلابت ثابت قدمی

ط

طائب تاب  
طبلک آسمان  
طپا پچیاں طمانچہ  
طشت بےسن، ہاتھ منہ دھونے کا برتن  
طلخ تلخ  
طنبیاں کھڑکی  
طواسیاں قالین، قالین



مکر، عقلمندی، سمجھ بوجھ  
دھوکہ فریب

فن  
فند

ق

قیدی

قاعد

قید

قاید

اچانک اتفاقاً

قضاء اللہ

پچھے

قفا

قیل و قال

قل قال

ایک قسم کا پُر اُساڑو سامان

قماش

غدا

موت

ک

کا

کاج

کحل

کاخ

کے لئے

کارن

نکال

کاڑ

نکالا

کاڑیا

تانبے کا سک

کاس

کالے، کالا

کال

کلیجہ

کالچ

کام کے لئے، تقریب کے لئے

کام کارن

کھانہ  
کانٹھ بازی

کال سے

کاوڑی

کبل

کیاں

کیٹ

کیت

گتوال

کتے

کتیاں

کٹ

کٹن

گجات

کچ

کچکول

کچوانے ہیں

گد

کہہاں

کرا

کڑپ

کڑتلا

درخت کا تنہ  
کاٹھ کی ہانڈی، ٹکڑی کی ہڈی

طشتریاں

نردل

مشکل، دشوار، شاید

پیشانی، سر

دغا

پرہاں

کو توں

کتنے

کتنے ہی

راز

کٹھن

کم ذات

کچھ

کشکول

جھجکے ہیں گراہت کریں

کب، کدورت

کبھی

کا

کار ساز، پروردگار

کرڑی کماں سخت کمان  
 گریسی کرے گا  
 گڑگڑ اس لئے، اس سبب سے  
 کم سوں ٹھہک کہ قسمت کے مارے  
 کبریا کرے، کیا کان گرتا  
 گڑنش کورنش، سلام  
 گرونٹ کروٹ  
 رسکوت کپڑے، لباس  
 رکت خاص خلعت  
 رسوں دھیان کس کا دھیان  
 گکڑی مرغی  
 گللوٹ تدبیر، برائی کی آب و سوزا  
 حرص، خواہش  
 کلف قفل  
 کلنگاں قلنگ کی جمع ایک پرندہ  
 کن کون، کیسا، کوئی  
 کن کان  
 کنا کہنا  
 کنبل کبل  
 کنبے کلنبے  
 کنٹ مال کٹھ مال، گلے کا ہار  
 کٹھ گردن، گھول

کچن سونا، نرد پسیلا  
 کندن سونا  
 کنشت ادنیٰ سب سے چھوٹا بقیہ  
 کٹک سونا  
 کنور کنور (شہزادہ)  
 کنی کہتی ہوں  
 گو کہو  
 کو کوئی  
 کواتے کہلاتے  
 کوڑاں دروازے کے پیٹ  
 گوپ غصہ  
 کوپیاں { چینی کی پیالیاں  
 چینی کیاں  
 کوتری کتا  
 کوٹ قلعہ  
 کوٹھری کرہ، حجرہ  
 کورس کیا مارڈالا  
 کوس دو میل کا ایک کوس  
 کوک کر  
 کسول قول  
 کول حکماء، لومڑی کی طرح چالا  
 کولا لومڑی



گانہارے	گانے والے	گنی ندھال	عالم، فاضل
گاؤدی	نادان، کم عقل، بے وقوف	گنے	تعلیمند
گج	ہاتھی	گوڑ	
گج متی	بڑا موتی	گون کرنا	جانا
گج مست	مست ہاتھی	گھر سنج	سنجن سنج
گرجن	بازگشت، گونج	گھنے	زیور (گھنے)
گرگرد	اطراف	گپنے	زیور
گٹر	قلعہ	گھبرا	گھبرا ہوا پریشان
گلے داٹ	گلے تک	گھٹات	داؤ، وار، نشانہ
گلے	پگھلے	گھانا	طوالنا
گل کار	میتری، راج	گھال لینا	چھری بھونک لینا
گل چاند	گل چاندنی	گھانٹ	گھنٹی
گل	گلا	گھانٹی	گھنٹی
گلت	کھیل تماشہ	گھاؤ	زخم، کمی
گلت گاہ	بازی گاہ	گھٹ	کم، کمی
گلتے	گزرتے	گھٹ پکڑنا	مضبوط پکڑنا
گٹنا	گزارنا	گھریج	گھسیں
گن بھریاں	چرفن، سلیقہ شعار عورتیں	گھر داس	خانہ زاد
	مشکمر عورتیں	گھر گھر	گھر گھر
گنیمیر	غور، شدید	گھرات	گھریاں
گند	بدبو	گھنٹ دی	مضبوط دی
گندناویں	گوند سے ہوئے	گھیری	گھر سے زیادہ

گھوڑ گھوڑ  
کچرے کی کسٹھی گھوڑا  
سوسمار (ایک جانور)  
خیال گیان

ل

لائپ جھانپ لائٹ کرنا  
لائٹ کرنا لٹ کرنا  
لاڈوں لاڈ پیار سے  
لا فبد غیبت  
لاگ (لگ) تک

لاچھ لالچ  
لبد (لا بڈ) بے شک  
لبدانا مائل کرنا

لت لات  
لٹیا لوٹا واپس آیا  
لک لاکھ

لک لکاتی چمکتی، دھکتی  
لکھن لکھن  
لکھا لکھوں

لگا لگ صاف بستہ، ایک کے ایک  
لوج لکھن  
لوج لکھن

لوک لوک

لوچے لوچے

لئی لئی

لیتا ہے نیر غسل صحت کرتا ہے۔

لجا لے جا

لجاو لے جانا

لجائیں لے جائیں گے

لجائی لے گئی

لیکھ لے کر

لیہ لے لیتا ہے

م

مائی مٹی

مادہ مادہ

مارا مارا (مار کی جمع) سانپ

مارکی مارکی

مارگ مارگ

مات راستہ، واگٹزر

مات گوشت

ماس ماس

ماگ ماگ

مان مان

ملا ملا

میں

مکھ	مک
مکھتا	مک مکاتی
مطرہ سرکاز پور	مکٹ مال
مکر و فریب	مکر و ماؤ
مکھ	مکھ
مکھ	مکھ
زمن، جاگیر	مکھ
من کی مراد	من اس
منع	مننا منال
منبت کی جمع	مناب
منجھار، بیچ میں	منثال
محل	منجھار
مکھڑی، عمامہ، شملہ	مندھر
منجھ کے دانے	منداسا
مانگنے	منکے
مانگنے والا	منگن
مانگے	منگہار
میں	منگے
بند ہونا	منے
مکھ، منہ	موچا
جاشق	موک
مردہ	مویت
	موی

مان را کھیا	مان
مانج کر	مانج کر
ماندے	جلا ب کر چکا کر
منتی	تھکے ہوئے
منج	منت
منجھ	میرے
منجوب در در نجوب	منجھ
نخا	منجھ
مد	مقام
مدوری	مشراب
مدن بان	کال کی بالی
مدھم	پھول
مرگ	اوسط
مرگ	ہرن کی کھال
مرگلان کر	موت
مرگ پوست لاش جنازہ	توک کر کے سنیاں
متعد ہونا	تیار ہونا
منخرانگی	منخران
مسلم	بالکل، واقعی
مشافت	مشقت
مشاہدہ	مشاہدہ
مقار	مندی

صاف، خالص	برنجھل	مُردہ جسم	موتے تن
نہ چل سکے مر سکا	نچل سک	مر پٹے	مہراٹے
ند	ند	محل دار	محلدار
نذرانہ	نڈھال	طعنہ	ہمتہ
نڈے کر	نڈے کر	بادش، بادل	میگھ
نردھار نردھاکا بے سہارا	نردھار	مل کر	میل کر
نرمل	نرمل	ملا	مسیلا
نر بکھار	نر بکھار	ادنی، ذلیل	مین
نرہ شیر	نرہ شیر	میہنہ	میہوی
نزدیک	نزدیک		
نس	نس		
نہ محسوس کر	نسوس کر		
نفع	نفا		
نقارہ	نقارہ		
نخل، کھجور کا درخت	نخل		
ناخن	نک		
ناک	نک		
نہیں	نکو		
مت کرو	نکو کرو		
ستارے	نکھیتہ		
کمل	نکھند		
بے شرم بے حیاء	نلاجا		
		جنش نہیں کی حرکت نہیں کی	ناٹے
		نازنین	نازنی
		نہ سمجھ کر	ناغام کر
		نام	نالو
			نائب
		بنائے لکھلے	نیاٹے
		ہمیشہ	نیت
		فوراً بالکل تمام سراسر	نیٹ
		تصفیہ کیا	نیاڑا
		خورے	نچھا
		خور سے دیکھنے	نچھانے

نما	بتا، دکھا	نیر سیندھن	باوئی سے پانی کھینچنا
ننھیے	چھوٹے، کم سن	نیر طرنا	لٹکانا، فکر میں لگے رہنا
نوا	نیا	نیکا	بھلا چنگا، درست، صاف
نول	عجب، الوکھا نیا جدید		شہر، عمدہ، نیک، خوش
نوپید	لوٹہ، لوٹن		اچھا
نورانا تن	نورانی تن، حسین	نیک فن	خوش اخلاق
نوکھٹ	منہ، فلک	نیکلی	کل
نویا	جھکایا	نیکھا	نیک، اچھا
نہنہ	محبت	نیل کنہ	نیل کے کنارے
نہ کر سی	نہ کر سکے	نیں	ہیں
نہ کسی خیر	کسی کی نیکی بھی		
نہ کہہ سکے	نہ کہنے سے		
نھاٹنا	چھوڑنا، بھاٹنا		
نھاس	دوڑ		
نھاسنا	دوڑنا، بھگنا		
نھالی	تو شک		
نھنوا دین	بچپن		
نیاؤ	انصاف		
نینب	نیم		
نیر	پانی		
نیر اس	نراس، نا امید، مایوس		
نیر پان	باوئی کا پانی		
		نیک فن	خوش اخلاق
		نیکلی	کل
		نیکھا	نیک، اچھا
		نیل کنہ	نیل کے کنارے
		نیں	ہیں
		واز آئی	باز آئی
		والا	ایک قیمتی ہار ایک کپڑا
		وال	وہاں
		و تیاں کو	آنٹنوں کو
		ور	حاوی
		ور اس	پلٹ
		ور تمان	زمانہ حال
		ور ہونا	حاوی ہونا
		وزا	وضع
		وضا	وضع، طرح





یکس کو یکس ایک سے ایک  
 یکوجی شواجی کا علاقہ بھائی جو  
 ملازم سرکار بھی پور تھا۔  
 شاہ جی کا دوسرا بیٹا  
 یکتا - منفرد اکیرا

یکہ

یکیاں  
 یکٹ  
 یو  
 یعی

معاوضہ قیمت  
 تن تنہا  
 یہ، ال  
 یہ ہی .

